ایک خُدا ایک پیغام

تصور خدا میں مماثلت

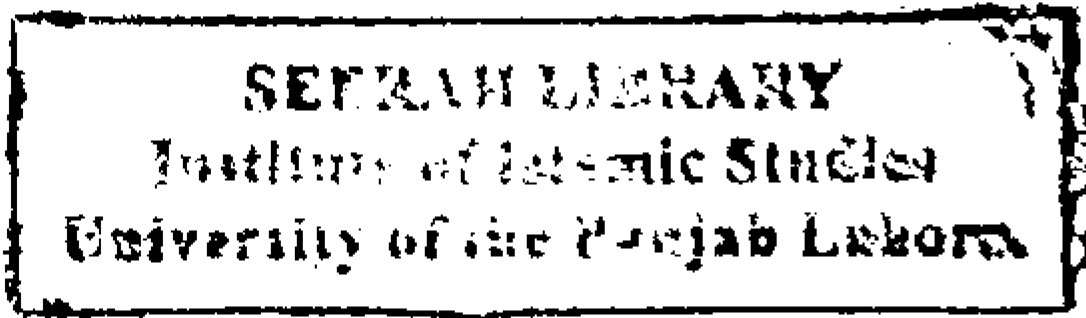
مذاہب عالم کی روشنی میں



عبدالعزیز سنگھیڑا

تصوّرِ خدا میں مماثلت

مذاہبِ عالم کی روشنی میں



عبدالعزیز سنگھیڑا



نگارشات

نام کتاب: تصوّرِ خدا میں مماثلت

مصنف: عبدالعزیز سنگھیڑا

ناشر: آصف جاوید

برائے: نگارشات پبلشرز، 24۔مزنگ روڈ، لاہور
PH:0092-42-37322892 FAX:37354205

مطبع: حاجی منیر پرنٹر، لاہور

کمپوزنگ: عبدالستار

سال اشاعت: 2016ء

قیمت: 350 روپے

فہرست

تلاش و جستجو 5

○ تصورِ خدا میں مماثلت 13

1- لفظ اللہ کی تاریخ 16

2- قدیم انبیاء کے بیان کردہ اسمائے الٰہیہ 20

3- بائبل مقدس میں اسمائے الٰہیہ 20

4- مختلف مذاہب میں خدا کے نام 21

5- مختلف مذاہب میں تصورِ خدا میں مماثلت 25

6- یہودیت 25

7- عیسائیت 29

8- ہندومت 31

9- سکھ مت 38

10- زرتشت مت 44

11- اسلام 49

12- بدھ مت 55

13- تاؤمت 60

○ ایک خدا۔۔۔ ایک پیغام 65

1- پیغامِ خدا میں مماثلت 65

2- فطرت میں۔ مذہب نہیں 66

3- اللہ کا رنگ 69

4- ہم سب ایک ہیں 72

-5	انسانی خون۔۔۔ایک	76
-6	انسان کا مقام	82
-7	ایک ہی پیغام	87
-8	ایک ہی مذہب	96
-9	ایک ہی سب کا خدا	101
-10	پیغمبروں کا عہد	107
-11	مختلف مذاہب میں نبیوں کی آمد کی پیشین گوئیاں	109
-12	ہر اُمت کے لیے رسول	113
-13	تمام نبی مُسلم تھے	116
-14	ایک کتاب	121
-15	تفرقہ بازی کی ممانعت	126
-16	تمام انبیاء کا ایک ہی مشن تھا	130
-17	مُشترک انبیاء	132
-18	مذاہب کی مشترکہ تعلیمات	143
○	ایک خدا۔ایک پیغام۔ II (پیغام میں تسلسل)	149
-1	حضرت آدم علیہ السلام	150
-2	حضرت نوح علیہ السلام	150
-3	حضرت ابراہیم علیہ السلام	151
-4	حضرت موسیٰ علیہ السلام	155
-5	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	159
-6	حضرت محمد ﷺ	168
-7	ہندومت۔پیغام میں تسلسل	178
-8	ہندومت کے مصلح	183
-9	بدھ مت کے احکام عشرہ	188
-10	جین مت کے زرّیں اخلاقی اصول	190

تلاش و جُستجو۔۔۔؟

میں مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا۔ میرے والدین دین دار اور پرہیزگار تھے جنہوں نے مجھے دینی اور دنیاوی تعلیم دلوائی۔ شروع سے ہی مجھے بتایا گیا کہ:

''تم خوش نصیب ہو جو کہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے کیونکہ مسلمانوں کے علاوہ سب کافر ہیں اور وہ جہنم میں جائیں گے کیونکہ وہ اللہ اور اُسکے آخری رسول حضرت محمد ﷺ پر ایمان نہیں رکھتے۔''

لیکن جب بڑا ہوا تو میں سوچتا تھا کہ کیا میں مسلمانوں کے گھر اپنی مرضی سے پیدا ہوا ہوں؟ کیا میری پیدائش میں میرا کوئی عمل دخل ہے؟ اور جو بچے ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں اور یہودیوں کے گھروں میں پیدا ہو رہے ہیں۔ کیا وہ اپنی مرضی سے پیدا ہو رہے ہیں؟ نہیں تو!

اگر ہماری پیدائش میں ہمارا دخل نہیں ہے بلکہ جس کو جہاں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ پیدا کر دیتا ہے اور وہاں جس طرح کا ماحول اُسے میسر آتا ہے یا جو تعلیم و تربیت اُس کے والدین اُسے دیتے ہیں۔ اُسی کے مطابق اُس کے نظریات ڈھل جاتے ہیں اور وہ وہی مذہب اختیار کر لیتا ہے جو اُس کو پڑھایا گیا ہو۔ تو پھر اُسکی کیا خطا ہے؟

اللہ میاں نعوذ باللہ اتنا ظالم نہیں ہو سکتا کہ خود ہی ایک بچے کو ہندو، سکھ، عیسائی یا یہودی گھرانے میں پیدا کرے اور پھر صرف اس وجہ سے جہنم کی آگ میں جھونک دے کہ اُس نے اپنا موروثی مذہب کیوں ترک نہیں کیا۔ یہ ناممکن ہے اور اللہ کی صفات کے برعکس ہے۔ ایسا

ممکن ہی نہیں۔ یہ اللہ کی عادت نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ اتنا ظالم نہیں ہوسکتا۔ بلکہ وہ تو ارحم الراحمین ہے اور غفور الرحیم ہے۔ جب میں اِسکا جواب اپنے بڑوں، بزرگوں اور علماء سے پوچھتا تو وہ عام طور پر حضرت محمد ﷺ کی اس حدیث کا حوالہ دیتے:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:
ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اُس کے والدین اُسکو یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ (حدیث صحیح مسلم و بخاری)

اُن کے اس جواب سے میں مطمئن نہ ہوتا اور اکثر اپنے بزرگوں سے پوچھتا کہ کیا آپ نے کبھی بھگوت گیتا یا بائبل مقدس پڑھی ہے؟
تو وہ جواب دیتے کہ نعوذ باللہ ہم کیوں پڑھیں؟ ہم کیوں اپنا ایمان خراب کریں۔

تو میں اُن سے کہتا کہ جب آپ اتنے انصاف پسند، وسیع القلب اور پڑھے لکھے ہو کر بھی دوسرے مذاہب کی کتابیں نہیں پڑھنا چاہتے۔ تو ہندوستان کے کسی اَن پڑھ ہندو اور یورپ کے کسی جاہل عیسائی سے کیسے توقع کر سکتے ہیں کہ اُسے قرآن اور اسلام کا پورا علم ہوگا اور وہ اپنی فراست سے اسلام قبول کر لے گا۔
چنانچہ کبھی بھی میری ان کے جوابات سے تسلی یا تشفی نہیں ہوئی تھی۔

پھر میں پڑھنے کے لیے لاہور چلا گیا تو میں نے دیکھا کہ عیسائیوں۔ ہندوؤں اور سکھوں کے نیکی اور بے لوث انسانی خدمت کے بہت سے ایسے کارنامے ہیں جو انسان دوستی کے سلسلے میں حد درجہ قابل ستائش ہیں۔ مثلاً گنگا رام ہسپتال، گلاب دیوی ہسپتال، دیال سنگھ کالج و لائبریری اور میو ہسپتال جیسے عوامی فلاح کے ادارے خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

اِن ہسپتالوں سے اب بھی ہزاروں مسلمان ہر روز مستفیذ ہوتے ہیں۔ میں نے بارہا اپنے بزرگوں سے استفسار کیا کہ کیا اِن ہندوؤں، سکھوں یا عیسائیوں کو اِن کے نیک کاموں

کا کوئی اجر نہیں ملے گا؟ تو عموماً یہی جواب ملا کہ نہیں ۔۔۔۔۔ اُن کو جو کچھ ملنا تھا اس دنیا میں ہی مل چکا ہے اور آخرت میں اُن کا ٹھکانہ جہنم ہی ہوگا۔

لیکن میں نے جب بھی قانون فطرت پر غور کیا تو خدا تعالیٰ کے تمام قوانین، اصول وضوابط، اُسکی نعمتوں اور عنایات کو سب مخلوق کے لیے بلا کسی تفریق کے یکساں پایا۔ خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں مذہب، قوم یا نسل کی بناء پر کوئی تفریق نہیں کی۔ سورج سب کو روشنی دیتا ہے۔ چاند سب کو چاندنی دیتا ہے۔ ہوا سب کے لیے ہے۔ زمین کو اس سے غرض نہیں کہ اُسے کس نے سینچا ہے۔ وقت پر جو کاشت کرے گا۔ ہل چلائے گا۔ پانی دے گا۔ اُس کی فصل بہتر ہوگی۔ چاہے وہ سکھ ہو۔ ہندو ہو۔ بدھ ہو یا عیسائی۔

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی مسلمان کی فصل صرف اس وجہ سے دوگنا ہوئی ہو کہ اُسے مسلمان نے کاشت کیا تھا۔ اس کے علاوہ صحت وتندرستی، شکل وصورت، عقل ودانش، وسائل روزگار اور زندگی کے دوسرے معاملات میں بھی خدا تعالیٰ نے مذہب کی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں کی۔ آپ جتنا بھی قانون فطرت کو مذہب کی ذیل میں ڈھونڈیں گے۔۔۔ آپ ناکام ہی رہیں گے۔

پھر میرے ذہن میں خیال آیا کہ جب سب ہی کہتے ہیں کہ خدا ایک ہے۔ تو پھر ایک خدا متضاد باتیں کیسے کر سکتا ہے۔۔۔ اور خدائے واحد کا پیغام بھی ایک ہی ہونا چاہیئے۔ سب قوموں، نسلوں اور مذہبوں کے لیے۔ تو میری جستجو مزید بڑھی۔ اور میں اپنے ایک قریبی دوست حافظ محمد رفیق کے ساتھ عیسائیوں کے گرجے میں گیا۔ وہاں پر موجود پادری نے ہمیں انجیل مقدس، تورات اور زبور مقدس کے چند اقتباسات دیئے۔

جب میں نے انجیل مقدس پڑھی اور حضرت یسوع مسیح کا "پہاڑی وعظ" پڑھا تو دم بخود رہ گیا۔ وہ انتہائی اعلیٰ وارفع کلام اور نصیحت آموز باتوں سے مزین تھا۔ زبور مقدس میں خدا

تعالیٰ کی تعریف اس قدر خوبصورت اور دلنشین الفاظ میں کی گئی تھی کہ آدمی کی روح جھوم اُٹھتی ہے۔تو میرا یقین پختہ ہوگیا کہ خدا تعالیٰ ایک ہے اور اُس کا پیغام بھی ایک ہی ہے۔۔۔۔۔ سب لوگوں،نسلوں،قوموں یا مذہبوں کے لیے۔

لیکن ابھی ایک تشنگی باقی تھی۔مسلمانوں میں سب سے زیادہ غلط فہمی ہندوؤں کے بارے میں ہے جنہیں وہ کافر قرار دیتے ہیں۔بُت پرست اور مشرک سمجھتے ہیں۔تو میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ مَیں ہندوؤں کی کتابوں کا بھی مطالعہ کروں لیکن کوشش کے باوجود صادق آباد جیسے چھوٹے شہر سے مجھے کوئی ہندوؤں کی کتاب نہ ملی۔یہاں پر ویسے ہی ہندووں کی آبادی بہت کم ہے۔

ہم دو تین ہندوؤں سے ملے تو انہوں نے بتایا کہ اُن کے پاس ہندوؤں کی مقدس کتاب "بھگوت گیتا" نہیں ہے۔البتہ ایک ہندو نے بتایا کہ یہاں سے کچھ فاصلے پر ہندو رہتے ہیں۔ شاید اُن سے گیتا مل جائے۔چنانچہ میں اور حافظ محمد رفیق،ہندوؤں کی اُس بستی میں گئے لیکن وہ غریب لوگ تھے اور انہوں نے غالباً یہ سمجھا کہ ہم کسی خفیہ حکومتی ادارے کے فرد ہیں اور وہ کسی مشکل میں نہ پھنس جائیں۔تو انہوں نے نہ صرف بھگوت گیتا دینے سے انکار کردیا بلکہ گفتگو کرنے سے بھی ہچکچاتے رہے۔

البتہ انہوں نے بتایا کہ اُن کا ایک بھگت پندرہ بیس دنوں کے بعد آتا ہے۔شاید اُس کے پاس گیتا ہو تو وہ اُس سے لے دیں گے۔

ہم پھر دوبارہ اُن کے پاس پندرہ بیس دنوں کے بعد گئے تو انہوں نے بتایا کہ مذکورہ بھگت صاحب تشریف نہیں لائے اور ہمارے اصرار پر اُن کے دو آدمی اُسی بھگت صاحب کے پاس جانے کے لیے تیار ہوگئے جو کہ وہاں سے بیس پچیس میل دور رہتے تھے۔جب ہم اُس بھگت صاحب کے پاس پہنچے تو اُن کا نام محبت رام داس تھا اور وہ اپنی ایک کتاب "مکتی مارگ" (راہِ نجات) لکھنے میں مصروف تھے۔

انہوں نے نہایت خندہ پیشانی سے ہمارا استقبال کیا اور کافی کھل کر گفتگو کی۔ انہوں نے اپنا مہامنتر (کلمہ) سنایا تو ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ قرآن مجید میں موجود خدا تعالیٰ کی حمد وثناء اور وحدانیت سے بے حد قریب تھا۔ ہندوؤں کا سب سے بڑا کلمہ جس کو وہ "گائتری منتر" کہتے ہیں، درج ذیل ہے۔

ادم بھور بھوا سوا تت سویتُر وریَنیم

بھرگو دیوس دھی مہی دھیو یوناھ پر چودیات

اے پر ماتما! تو بے ابتدا اور لافنا ہستی ہے۔ تیری مرضی سے ہی کل کائنات وجود میں آئی اور پوری دنیا تجھ ہی سے قائم ہے۔ تو سب کو پیدا کر کے رزق دیتا ہے۔ تو سب کا سہارا۔ دکھوں کا مٹانے والا۔ مالکِ جہاں، عظیم تر، لائقِ عبادت اور سب کا رہبر ہے۔ (گائتری منتر)

اس کے علاوہ بھی انہوں نے بھگت کبیر اور بھگوت گیتا کے حوالوں سے اسلام اور ہندومت کی تعلیمات میں مشابہت کے بہت سے حوالے دیئے اور وہ خود اپنی کتاب "مکتی مارگ" میں بھی ہندو اور مسلمان صوفیوں، سنتوں، درویشوں اور بھگتوؤں کے مختلف موضوعات پر خیالات میں مطابقت کے حوالے سے مواد اکٹھا کر رہے تھے۔ لیکن ہم نے اُن سے سوال کیا کہ اگر ہندو بھی اسی خدا کو مانتے ہیں جس کو مسلمان مانتے ہیں تو پھر ہندو ایک خدا کی بجائے بتوں کی کیوں پوجا کرتے ہیں؟

تو انہوں نے بے ساختہ جواب دیا کہ مسلمان بھی تو پتھروں کو ہی پوجتے ہیں۔

میں نے کہا۔ وہ کیسے؟

تو کہنے لگے کہ کیا تم حجرِ اسود کو بوسہ نہیں دیتے؟ کیا تم خانہ کعبہ جو کہ پتھر سے ہی بنا ہے، اُسکے گرد چکر نہیں لگاتے اور اُس کی طرف رُخ کر کے نماز نہیں پڑھتے؟

تو میں نے کہا کہ ہم نہ تو حجرِ اسود کو پوجتے ہیں اور نہ ہی خانہ کعبہ کو۔ وہ تو محض خدا کی

نشانیاں ہیں۔اصل عبادت تو ہم خدا کی ہی کرتے ہیں۔

اس پر وہ کہنے لگے تمہیں کس نے کہا ہے کہ ہندو مورتیوں کو پوجتے ہیں۔

وہ تو کوئی انتہائی نادان شخص ہی ہوگا جو پتھر کی مورتی کو بھگوان سمجھے گا۔ یہ فقط نشانیاں ہیں اور عبادت میں ارتکازِ توجہ کے لیے مختلف مورتیاں بنائی جاتی ہیں۔ اِن مورتیوں کی اس سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں ہے۔

پھر وہ ہمیں اپنا چھوٹا سا مندر دکھانے لے گئے جہاں پر ہمیں کوئی مورتی نظر نہ آئی۔ پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ وہ سناتن دھرم فرقہ کے پیروکار ہیں۔اور اُن کے مندروں میں کوئی مورتی بھی نہیں ہوتی۔

اسکے بعد انہوں نے مجھے نہایت عُمدہ تحفہ دیا اور وہ تُحفہ تھا" بھگوت گیتا"۔جس کا منظوم ترجمہ خواجہ دل محمد، سابق پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور نے نہایت دل کش اور دل آویز الفاظ میں کیا ہے۔اور جب میں نے بھگوت گیتا کا مطالعہ کیا تو آنکھوں کے پردے ہٹ گئے اور ذہن کے کئی دریچے روشن ہو گئے۔

کیونکہ بھگوت گیتا رُشد و ہدایت، علم و عرفان، معرفت و طریقت، روحانیت اور عجائب الٰہی سے مرصع وہ عظیم الشان کتاب ہے جس کو پڑھ کر معرفت کے اسرار و رموز سے آگہی کے سبب وجد و کیف کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور انسان پر یہ راز وا ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک ہے تو اُس کا پیغام بھی ایک ہی ہے۔ چاہے وہ گیتا میں ہو یا قرآن میں۔اور مجھے اس اعلیٰ ترین تصوف اور حکمت و معرفت کی کتاب" گیتا" میں حد درجہ قرآن مجید سے مماثلت اور ہم آہنگی نظر آئی۔

اُس کے بعد میں نے طے کیا کہ میں مُلاؤں، پنڈتوں اور پادریوں کے قائم کردہ متعصبانہ نظریات کا پردہ چاک کروں گا تاکہ لوگوں کو یہ بات پتہ چل سکے کہ حق اور سچ ایک ہی

ہے۔اور خدا تعالیٰ کا ایک ہی پیغام ہے جو کہ تمام مقدس کتابوں میں بدرجہ اُتم پایا جاتا ہے۔

لیکن اس ارادے کی تکمیل میں میری جسمانی سُستی، کم علمی اور احساس کمتری حائل ہوتی رہی کہ میری کیا حیثیت ہے کہ میں اس عظیم کام کا بیڑہ اٹھاؤں۔کیا پدی کیا پدی کا شوربا۔

اکثر احباب سے میری ان موضوعات پر گفتگو ہوتی رہتی تھی اور جب میں اُن کو چبھتے چبھتے وہ سوالات کرتا جنکا ذکر آگے آئے گا تو اکثر علماء، فُقہاء، مفکر اور پروفیسر صاحبان اِن سوالوں کا کوئی جواب نہ دے پاتے۔یا اُن کے جوابات ہر گز تسلی بخش نہ ہوتے۔جب مجھے اپنی کاروباری مصروفیات سے ذرا فرصت ملی تو بیوی بچوں اور دوستوں کے اصرار پر میں نے حقائق سے پردہ اُٹھانے کا تہیہ کرلیا۔ ہر چند کہ مجھے اپنی کم مائیگی، کم فہمی اور کم علمی کا پوری طرح ادراک تھا لیکن خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے میں نے اس کام کا بیڑہ اٹھالیا اور جیسا تیسا بھی ہے خدا تعالیٰ نے اس کام کو مکمل کروادیا۔

اس کتاب میں نہ تو آپ کو لفاظی ملے گی، نہ ہی فلسفیانہ باتیں اور نہ ہی علمی موشگافیاں، موضوع بھی کافی خشک ہے لیکن اگر آپ بھی میری طرح حق اور سچ کے متلاشی ہیں تو آپ کو دنیا کی سب سے بڑی سچائی ملے گی اور شاید اِن خیالات اور حقائق سے آنے والے وقتوں میں لوگوں کی سوچ میں مثبت تبدیلی آئے اور دوسروں کے مذاہب کے بارے میں اُن کے دلوں میں نرم گوشہ پیدا ہو۔اور شاید وہ سمجھنے لگیں کہ خدا تعالیٰ کا پیغام محبت وشفقت ایک ہی ہے جو کہ تمام مذاہب میں پایا جاتا ہے۔اور اس سے نفرتوں کی وہ آگ جس میں جل کر لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں انسان لقمۂ اجل بن چکے ہیں۔

اور شاید آئندہ مذہب کی بنیاد پر جنگوں، قتل وغارت اور فسادات میں کچھ کمی آسکے اور لوگ یہ سوچنے لگیں کہ مذہب ہر شخص کا انفرادی معاملہ ہے جو کہ اُسکے اور اُسکے رب کے درمیان ہے اور دوسروں کو اُس میں مداخلت کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے اور ہر شخص نے مرنے کے

بعد اپنے اعمال کا خود جواب دینا ہے اور جس طرح قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ:۔

"اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا"

(القرآن 6:164)

تو شائد ہم دوسروں پر اپنے مذہبی خیالات وافکار تھوپنے سے باز رہیں اور شاید اس سے دنیا میں امن وسلامتی، محبت ویگانگت اور بھائی چارہ کی فضا قائم ہو سکے۔



تصوّرِ خدا میں مماثلت

تمام بڑے مذاہب میں خدا تعالیٰ کا تصور تقریباً یکساں ہے اور تمام بڑے مذاہب ایک عالمگیر، ہمہ مقتدر خدا یا اعلیٰ ترین آسمانی ہستی کو مانتے ہیں۔ وہ عظیم ہستی واحد ہے۔ ہمیشہ سے تھی، ہمیشہ رہے گی۔ اوّل وآخر، ظاہر وباطن، لازوال وغیر فانی۔ آسمانوں میں بھی وہ، زمین پر بھی وہی، مشرق بھی اُسی کا اور مغرب بھی اُسی کا اور صرف وہی معبود اور لائق عبادت ہے اور وہی اعلیٰ ترین ہستی ہے جو سب کی خالق، مالک، رازق، معبود، پالنہار، پروردگار ہے۔ سب کا سہارا اور سب کے دکھوں کا مداوا بھی وہی ہے۔

لیکن اُسی ایک خدا کو مختلف مذاہب اور علاقائی زبانوں میں مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے جس سے بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ شاید مختلف مذاہب کے لوگ مختلف خداؤں کو مانتے ہیں۔ حالانکہ سب کا خدا ایک ہی ہے۔ کہیں اللہ، کہیں ایشور، کہیں گاڈ، کہیں یہووا، کہیں اہورا مزدا، کہیں زیوس، کہیں یزداں، کہیں آمن، کہیں پانکو اور کہیں تاؤ کے نام سے اُسی ایک مطلق العنان اور مالک المُلک ہستی کو پکارا جاتا ہے۔

لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ تقریباً تمام مذاہب میں خدا تعالیٰ کو جن ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ اُن کے معانی ومطالب میں حد درجہ مماثلت ہے۔ مثلاً:

یہودیت میں خدا کو یہووا (YHWH) کہا جاتا ہے جس کا مطلب ہے "خداوند میں ہوں" عیسائیت میں "Ho on" بمعنی "I am that, I am" یعنی صرف میں ہی ہوں" اور اسلام میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اس کے علاوہ یہودی خدا کے لیے "ELOHIM" ایلوہم کا نام استعمال کرتے ہیں جس

کے معنی وہی ہیں جو عربی میں "اللہ" کے ہیں۔ اسلام میں خدا تعالیٰ کا سب سے متبرک نام "اللہ" ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے لیے "اللہ" کا نام صرف مسلمان ہی استعمال نہیں کرتے بلکہ طلوعِ اسلام سے قبل بھی مشرکینِ عرب خدا تعالیٰ کے لیے "اللہ" یا "اِلٰہ" کا لفظ استعمال کرتے تھے۔

آج بھی مشرقِ وسطیٰ کے بہت سے ممالک میں عیسائی، یہودی اور دوسرے مذاہب کے لوگ خدا تعالیٰ کے لیے "اللہ" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ بائبل مقدس کے عربی ترجمے میں ہزاروں جگہ خدا تعالیٰ کیلئے رب۔ الٰہ اور اللہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اور سکھوں کی نہایت متبرک اور مقدس کتاب شری گرو گرنتھ صاحب میں 46 جگہوں پر خدا تعالیٰ کے لیے "اللہ" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

(Ref: Wikipedia, Allah/ Arabic Bible by Smith & Van Dyke)

چنانچہ مختلف مذاہب کے خدا تعالیٰ کے مقبول ترین ناموں کے مطالب آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ مثلاً آقا یا مالک کے لیے یہودیت میں ایڈونائی (Adonai)، عیسائیت میں "God"، ہندومت میں بھگوان۔ زرتشت مت میں "آہورا مزدا" اور اسلام میں خدا تعالیٰ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے مخصوص ناموں کے علاوہ، مختلف مذاہب میں خدا تعالیٰ کے صفاتی نام بھی ہیں جو کہ مختلف مذاہب کی مقدس کتابوں میں جگہ جگہ استعمال ہوئے ہیں۔ اسلام میں خدا تعالیٰ کے ننانوے (99) صفاتی نام ہیں۔ ہندومت میں 108 اور زرتشت مت میں 101 صفاتی نام ہیں۔

مقدس کتابوں میں نہایت واضح طور پر درج ہے کہ خدا تعالیٰ کا کوئی مخصوص نام نہیں ہے۔ اُس کو جس نام سے بھی پکارو اس کے سب نام اچھے ہیں۔ اس کی تصدیق قرآن مجید میں یوں ہوئی ہے۔

لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (القرآن 20:8)

سب اچھے نام اُسی کے ہیں۔

اس کی مزید تشریح یوں کی گئی:

" کہو اس سے فرق نہیں پڑتا کہ اللہ کہہ کے پکارو یا رحمٰن کہہ کر۔ جس نام سے بھی پکارو، اُس کے لیے سب اچھے نام ہیں"۔ (القرآن 17:110)

پھر کہا گیا:

"اللہ اچھے ناموں کا مستحق ہے۔ اُس کو اچھے ناموں سے پکارو اور اُن لوگوں کو چھوڑ دو جو اُس کے نام رکھنے میں راستی سے منحرف ہو جاتے ہیں"۔ (القرآن 7:180)

تاؤمت کے روحانی پیشوا حضرت لاوزے فرماتے ہیں:

"وہ ایک ایسی ہستی ہے جو زمین و آسمان میں ہر جگہ موجود ہے۔ ہر چیز کو پیدا کرنے والی ہے۔ ہم اُس کا اصل نام نہیں جانتے۔ لیکن ہم اُس کو تاؤ کا نام دیتے ہیں"
(تاؤمت۔ تاؤتی چِنگ)

چنانچہ حکم ہوا کہ جو بھی اچھا نام ہو اُس سے اللہ کو پکار سکتے ہو۔ مختلف مذاہب میں جتنے بھی نام خدا تعالیٰ کے لیے استعمال ہوتے ہیں، سب ہی اچھے اور اعلیٰ معانی و مطالب کے حامل ہیں جو کہ خدا تعالیٰ کی شانِ ربوبیت، حاکمیتِ اعلیٰ، بزرگی و برتری کا شاندار اظہار ہیں۔

چنانچہ اگر مختلف لوگ اپنی اپنی زبانوں میں اُس ایک خدا کو ہی مختلف ناموں سے پکارتے ہیں تو ہمیں نام سُن کر شک میں نہیں پڑنا چاہیئے کہ شاید اُن کا خدا کوئی اور ہے بلکہ

نہ میرا خدا کوئی اور ہے　　　　نہ تیرا خدا کوئی اور ہے

خدا تو بس ایک ہی ہے

اس لیے ہندو جب خدا تعالیٰ کو ایشور (کائنات کا نظام چلانے والا)، بھگوان (قادر مطلق، مالکِ کائنات)، مہیشور (سب سے بڑا خدا)، پرمیشور (عظیم ترین آقا) کہہ کر پکارتے ہیں تو وہ صرف اُسی ایک خدا کو پکارتے ہیں جو سب انسانوں کا خدا ہے اور جو کہ خالقِ کائنات، مالکِ ارض و سماء، جلیل القدر، جلیل الشان، عالی مرتبت اور ربّ ذوالجلال والاکرام ہے۔

اسی لیے ہندوؤں کے مشہور مذہبی پیشوا جناب بھگت کبیر فرماتے ہیں۔

راما رحیما ایک ہے، نام دھرائیے دو　　کہت کبیر دو نام سُن بھرم کرے مت کو

یعنی رام اور رحیم (ہندو خدا کو رام اور مسلمان رحیم کہتے ہیں)۔ اُس خدا تعالیٰ کے ہی دو نام ہیں جو کہ مختلف لوگوں نے اپنی اپنی زبانوں میں رکھ لیے ہیں۔

اے کبیر۔ دو نام سُن کر تم کسی شک و شبہ میں نہ پڑ جاؤ کہ شاید یہ دو مختلف خداؤں کے نام ہیں بلکہ ایک ہی خدا کے دو نام)

پھر فرماتے ہیں۔

انت نام برہم کے تن کا وار نہ پار　　من مانئے سو لیجئے کہے کبیر وچار

(خدا تعالیٰ کے بے شمار نام ہیں۔ اُس کا کوئی ایک نام نہیں ہے۔ جو آپ کو اچھا لگے اُسی سے اُس عظیم ہستی کو پکار لو۔ اس میں جھگڑے کی کوئی بات نہیں)

اسی لیے ہندوستان کے عظیم لیڈر مہاتما گاندھی فرماتے ہیں۔

"خدا کے ہزاروں نام ہیں بلکہ حق تو یہ ہے اُس کا کوئی ایک نام نہیں۔ ہم کو یہ اختیار ہے کہ جس نام سے چاہیں اُس کو پکاریں بعض اُس کو "رام" کہتے ہیں بعض "کرشن"، بعض "God" اور بعض خدا۔ لیکن سب ایک ہی روح کی پرستش کرتے ہیں۔

(ہندو ویو آف لائف۔ صفحہ 37)

تو آیئے دیکھیں کہ مختلف مذاہب کی مقدس کتابوں میں خدا تعالیٰ کے تصور اور اس کی صفات کا اظہار کیسے ہوا ہے اور آپ حیران ہوں گے کہ اُن میں حد درجہ ہم آہنگی اور مماثلت پائی جاتی ہے۔

لفظ اللہ کی تاریخ:

طلوع اسلام سے پہلے بھی خدا تعالیٰ یا سب سے بڑے خدا کے لیے لفظ "اللہ" استعمال ہوتا تھا۔ خدا تعالیٰ کو عربی میں اللہ۔ آرامی زبان میں اِلٰہ (ELAW)، فونیقی زبان میں اللون (ALLON)، ابرامی زبان میں الہ (ALA)، اشوری میں ایلّو (ALLO) اور عبرانی زبان میں ایلوہیم (ELLOHIM) اور یہوواہ (YAH-HO-VAH) جو کہ عربی کے "یا ھو" سے مطابقت

رکھتا ہے، کہتے تھے۔

لیکن قریشِ مکہ اور مشرقِ وسطیٰ کے یہودیوں، عیسائیوں اور عرب قبائل میں خدا تعالیٰ کے لیے "اللہ" ہی استعمال ہوتا تھا اور طلوع اسلام سے پہلے ہی یہ نام "اللہ" تمام عرب میں عام تھا۔ حضور ﷺ کے والد ماجد کا نام "عبداللہ" تھا اور مدینہ منورہ میں یہودیوں کے سب سے بڑے راہب کا نام عبداللہ بن صباح تھا اور خدا کے گھر کا نام "بیت اللہ" تھا۔

دنیائے اسلام کے مشہور مفکر و عالم جاوید احمد غامدی کی ویب سائٹ المورد میں اللہ کی تاریخ کے حوالے سے ریحان احمد یوسفی صاحب تحریر کرتے ہیں۔

"اسلام سے پہلے بھی عرب اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ "اللہ" ہی استعمال کیا کرتے تھے۔ عرب میں چونکہ نثر لکھنے کا رواج نہیں تھا۔ اس لیے اُنھوں نے اپنی تاریخی روایات کو شاعری کے ذریعے محفوظ کیا۔ ہم یہاں اس عہد کے ممتاز شاعر زہیر ابن سلمیٰ کا ایک شعر نقل کرتے ہیں۔

جس میں اُس نے لفظ اللہ کا استعمال کیا ہے۔ زہیر کی وفات بعثتِ نبوی سے ایک سال قبل ہوئی۔ یہ شعر اُس کے مشہور معلقے سے لیا گیا ہے۔ جو عربی شاعری میں کلاسک کا درجہ رکھتا ہے۔

فلا تکتمن اللہ مافی نفوسکم　　　لیخفی ء مهما یکتُم اللہ یعلم

یعنی جو کچھ تمہارے دل میں ہے، اُسے اللہ سے ہرگز نہ چھپاؤ کیونکہ جو کچھ بھی اللہ سے چھپایا جائے گا وہ (اُسے) جان لے گا۔

یہ شعر واضح طور پر ثابت کرتا ہے کہ اسلام سے پہلے بھی عرب میں اللہ کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے عام استعمال ہوتا تھا اور اُس کی اور بھی کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔

لفظ اللہ کے اس تاریخی پسِ منظر کے بعد اس لفظ کی ساخت کو دیکھیئے۔ اہل عرب معبود (God) کے لیے لفظ "الہ" استعمال کرتے تھے۔ لیکن جب وہ کائنات کے خالق و رازق کا نام لیتے تو اسی لفظ کے شروع میں "ال" کا اضافہ کر کے اسے نکرہ (Common Noun) سے معرفہ (Proper Noun) بنا دیتے۔ جیسے انگریزی زبان میں ہم "The" لگا کر کسی نکرہ کو معرفہ بنا دیتے ہیں۔ "ال" کے اضافے سے اس لفظ کی اصل شکل "الالہ" بن جاتی ہے۔ کثرتِ استعمال سے

دوسرا الف حذف ہو گیا اور یہ لفظ "الالہ" سے تبدیل ہو کر "اللہ" بن گیا۔

(Ref: www.Al-Mawrid.com)

عبرانی بائبل میں لفظ الہ (ELAH) الاہ (ALAH) الٰھا (ELOAH) مختلف جگہوں پر استعمال ہوا ہے۔ الہ (ALA) لفظ بائبل مقدس کتاب "ایوب" میں 41 بار آیا ہے۔ بعد میں لفظ "ال" "The" ساتھ لگانے سے "اللہ" (ALLAH) بن گیا۔ یہودیوں کی مشہور دعائے قدوس جو کہ وہ سبت کے آخر میں اور اپنی نمازوں میں کثرت سے پڑھتے ہیں اس میں تین بار لفظ الہ (ALAH) یوں دہراتے ہیں۔

الہ ابراہام، الہ اسحاق، الہ یعقوب یعنی (ابراہیم کے خدا، اسحٰق کے خدا اور یعقوب کے خدا)

یہ یاد رکھیں کہ بائبل مقدس میں درج عبرانی زبان میں کئی اسمائے الٰہیہ عربی میں منتقل ہوئے۔ اگرچہ تلفظ میں کچھ فرق کے ساتھ۔ مثلاً شلوم (سلام)، اُحُد (احد)، الیون (اعلیٰ) حیَ (الحی)، ماقوم (قیوم)، مالک (مالک)، مالک یا مالِکم (مالک الملک) وغیرہ۔ اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ الہ، الاہ عبرانی سے منتقل ہو کر عربی میں "اللہ" بن گیا۔

اس طرح سے خدا تعالیٰ کا یہ مقدس نام مختلف ادوار اور زبانوں میں طرح طرح سے ادا ہوتا رہا ہے۔ لیکن درحقیقت وہ ایک ہی خدائے وحدہٗ لاشریک، لازوال ولا فانی، ازلی وابدی ہستی جو کہ سب کا خالق، رازق، مالک ومعبود ہے۔ اُسی کو مختلف زبانوں اور مختلف ادوار میں مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔

بائبل مقدس کے عربی ترجمے میں سینکڑوں بار خدا تعالیٰ کے لیے لفظ "اللہ" ہی استعمال کیا گیا ہے بلکہ بائبل مقدس کی سب سے پہلی آیت یوں شروع ہوتی ہے۔

1 فِي الْبَدْءِ خَلَقَ اللهُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ...... وَرُوحُ اللهِ يَرِفُّ عَلَى وَجْهِ الْمِيَاهِ.
3 وَقَالَ اللهُ: «لِيَكُنْ نُورٌ»، فَكَانَ نُورٌ. 4 وَرَأَى اللهُ النُّورَ أَنَّهُ حَسَنٌ.
وَفَصَلَ اللهُ بَيْنَ النُّورِ وَالظُّلْمَةِ. 5 وَدَعَا اللهُ النُّورَ نَهَارًا،

(Genesis 1:3 Arabic Bible Translated by Smith & Van Dyke)

اسی طرح انجیل مقدس میں خدا تعالیٰ کو عربی میں "اللہ" کے نام سے ہی ترجمہ کیا گیا ہے۔
کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ۔۔۔(انجیل یوحنا 3:16)
اس کا عربی میں یوں ترجمہ کیا گیا ہے۔
لِانَّهٗ هٰكَذَا اَحَبَّ اللّٰهُ العالَمَ حَتّٰى بَذَلَ

اس طرح سے یہ آیت دیکھیں
"فرشتے نے اس سے کہا۔
اے مریم خوف نہ کر، کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے۔(انجیل یوحنا 1:30)
اس کا عربی انجیل میں یوں ترجمہ کیا گیا ہے۔
لَا تَخَافِيْ يَامَرْيَم. لِاَنَّكِ قَدْ وَجَدْتِ نِعْمَةً عِنْدَاللّٰهِ۔

(Ref: www.answring-christianity.com)

اسی طرح سے ہندوؤں کی مقدس کتاب رِگ وید میں ایشور کے ناموں میں سے ایک نام "الا" ہے جو سنسکرت میں اِل دھاتو سے نکلا ہے جس کے معنی استوتی کرنا یا پوجا کرنا ہے۔ رِگ وید کا ایک پورا باب "الا" کے نام پر ہے۔

آج سے کم از کم چھ ہزار سال پہلے کی سمیری تہذیب اور وہاں کی بولی میں بھی خدا کو "ایل" کہتے تھے اور یہی لفظ مختلف مقامات پر بائبل مقدس میں آیا ہے۔ اسی سے مشرق وسطیٰ کے قدیم ترین شہر بابل (باب ایل۔ اللہ کا دروازہ) نام رکھا گیا تھا۔ "ایل" پارسیوں کے زنداوستا میں بھی کئی جگہ ملتا ہے۔

حضرت عیسیٰ جب سولی پر چڑھائے گئے تو کہا جاتا ہے کہ اُن کے منہ سے "الوہی، الوہی" (الٰہی۔الٰہی) (اے میرے رب، اے میرے رب) کے الفاظ نکلے تھے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی کتاب ترجمان القرآن میں لکھا ہے کہ کلدانی، سریانی، عبرانی اور سب سے پرانی زبانوں میں خدا تعالیٰ کا نام اس سے ملتا جلتا ہی لیا جاتا تھا جیسے کلدانی میں الاہیا، عبرانی میں اِلوہ وغیرہ۔

قدیم انبیاء کے بیان کردہ اسمائے الٰہیہ:

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے صدیوں پہلے اللہ اور الا کو اسم الٰہی قرار دیا گیا تھا۔ فونیقی زبان میں، ایلیون "ALLON" کہتے تھے جو کہ گردشِ زمانہ میں ابرامک میں الہ۔ اشوری میں ایلو اور عبرانی میں ایل میں تبدیل ہو گئے۔ حضرت ابراہیم نے "ایل" کو اسم الٰہی فرمایا۔

بائبل مقدس میں اسمائے الٰہیہ:

توریت میں سب سے زیادہ جو اسم استعمال ہوا ہے وہ ایلوہم "Elohim" اور یہووا ہے۔ تورات میں یہووا 6828 مرتبہ اور ایلوہم 156 مرتبہ آیا ہے اور کئی بار یہووا اور ایلوہم ایک ساتھ بھی ملتا ہے۔ یہووا کے لفظی معنی "وہ رب" یا وہ ذات کے ہیں۔ عربی میں یہ لفظ "یاھُو" ہے۔ اگرچہ یہودی یہووا کو (YHWH) لکھتے ہیں لیکن مسوری بائبل میں یہووا کو "YAH HO-VAH" لکھا گیا۔ اس کے علاوہ ایڈونائی، ہاشم، ایدوشم، ایہیے اشر ایہیے (EHYEH-ASHR-EHYEH) ایل۔(EL)، الہٰ (ELAH)، جو کہ بائبل مقدس کی کتب عزرا، دانیال اور یرمیاہ میں آیا ہے جیسے:۔

الہٰ۔ اواہاتی	(آباؤ اجداد کے رب)	(Danial 2:23)
الہٰ۔ الاہین	(سب سے بڑا خدا)	(Danial 2:47)
الہٰ۔ یروشلم	(یروشلم کے خدا)	(Ezra 7:19)
الہٰ۔ اسرائیل	(اسرائیل کے خدا)	(Ezra 5:1)
الہٰ۔ شمایا	(جنت کے خدا)	(Ezra 7:23)

اللہ (ELOAH)

یہ لفظ بائبل مقدس کی کتاب "ایوب" میں 41 بار آیا ہے۔ بعد میں یہی لفظ عربی میں اَل (The) ساتھ لگانے سے اللہ (ALLAH) بن گیا۔

یہودیوں کی مشہور دعائے قدس جو کہ وہ سبت کے آخر میں پڑھتے ہیں۔ اس میں لفظ "اللہ" تین بار یوں دہراتے ہیں۔

اللہ ابراہام، اللہ اسحاق، اللہ یعقوب

حضرت ایوبؑ نے ایلوہا (ELOHA) حضرت دانیال نے "الہ" کہہ کر خدا کو پکارا۔

انجیل مقدس میں اسمائے الٰہیہ:

عیسائی بہت سے خدا کے نام وہی لیتے ہیں جو کہ "عبرانی بائبل" میں آئے ہیں۔ مثلاً ایلوہم، ایل، ایل شیدائی، ایڈونائی، یہوواہ جس کو کہ عیسائیوں کا ایک فرقہ (Jehova witness) جےہواہ (Jehova) کے تلفظ سے ادا کرتا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ اور ان کے حواریوں نے انجیل مقدس میں اللہ تعالیٰ کو کئی ناموں سے پکارا ہے۔ سب سے زیادہ نام جو انجیل میں ملتا ہے وہ ہے تھیوس (جس کے معنی وہی ہیں جو ایل کے ہیں یعنی خدا) اس کے علاوہ کوریوس (Kurios) ہے جس کے معنی بھی وہی ہیں جو یہوواہ کے ہیں۔ اس کے علاوہ یونانی زبان میں خدا تعالیٰ کے ناموں میں:

ایلی (الٰہی) الفا (اول) اومیگا (آخر) اوراتوس (اَن دیکھی ہستی)
پینٹوکریٹر (قادرِ مطلق) ہجیوس (قدوس) پاٹرس (پیدا کرنے والا)
پنوماہ (روح) اتھینسیا باسیلوس (بادشاہ) اگاپے (محبت)
اپروسیتوس (جس تک رسائی نہ ہو) کراتوس (عظمت، طاقت والا) ہانس (احد)
اہیوس (ابدی) انکترموں (رحیم) کارلیتوس (مددگار) پروسکوینو (خداوند)
اوناٹوس (قادر) موہوس (واحد) میگالوسنے (عظیم) ایکسونیا (بااختیار)
زاہو (زندہ) پروتوس (مقدم، اوّل) اسکاٹوس (مؤخر، آخر) انرینے (امن)
دیاب پالس (سب کے ساتھ) ابے پاس (سب کے اندر) (فی انفسکم) کے ہیں۔ (خدا کے نام، وکی پیڈیا)

مختلف مذاہب میں خدا کے نام

یہودیت میں خدا کے نام:

یہودیت میں خدا تعالیٰ کے نام کو نہایت متبرک تصور کیا جاتا ہے اور نام کی انتہائی تعظیم کی جاتی ہے۔ یہودی احتراماً خدا کا نام بھی نہیں پکارتے (جیسے ہم احتراماً اپنے والد کا نام نہیں لیتے) اور جہاں خدا کا نام لکھا ہوا اُس کو کاٹتے بھی نہیں۔ اگر کبھی خدا تعالیٰ کا نام کہیں لکھنا ہو تو

نہا دھو کر باوضو ہو کر نئے قلم کے ساتھ لکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کا نام لکھنے کے بعد اس قلم کو توڑ دیتے ہیں۔

یہودی خدا تعالیٰ کے نام کی تعظیم اس حد تک کرتے ہیں کہ پورا نام بھی نہیں لکھتے تاکہ اگر وہ کہیں گر پڑے یا اونچی نیچی جگہ پڑا ہو تو اُس کی بے ادبی نہ ہو۔ اس لیے جب بھی انگریزی میں خدا یا لارڈ لکھتے ہیں تو اس طرح لکھتے ہیں۔
L-RD، G-D (یعنی بیچ میں ڈیش ڈال دیتے ہیں تاکہ خدا کا پورا نام ادا نہ ہو سکے)

یہواہ:

خدائے واحد کے لیے یہودیوں نے ابتداء میں یہوواہ (YHWH) کا لفظ چنا جو کہ عبرانی بائبل میں 6828 بار آیا ہے۔ مگر تقدس کے پیش نظر اس لفظ کو زبان سے ادا کرنا انہوں نے خود پر ممنوع قرار دے دیا۔ چنانچہ یہوواہ کی جگہ انہوں نے اپنی عبادت میں ایڈونائی "ADONAI" استعمال کرنا شروع کر دیا۔ ادونائی کنعانی لفظ ادو سے ماخذ ہے جس کے معنی ہیں۔ رَب اور ادونائی کا مطلب ہے "میرے رب" لیکن یہ نام یہودی صرف اپنی نماز میں لیتے ہیں۔
عام گفتگو میں خدا کے لیے "ہاشیم" (HASHEM) کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ خدا کے لیے "ایلوہم" (ELOHIM) کا نام استعمال کرتے ہیں جس کے معنی تقریباً وہی ہیں جو لفظ "اللہ" کے ہیں۔ عام گفتگو میں یہودی خدا تعالیٰ کو صفاتی ناموں مثلاً واحد، مالکِ کائنات، آقا، بنی اسرائیل کا نجات دہندہ، عظیم، قادرِ مطلق وغیرہ کے نام استعمال کرتے ہیں۔

اسلام میں خدا کے نام:

اسلام میں خدا تعالیٰ کا سب سے متبرک نام "اللہ" ہے۔ اس کے علاوہ خدا تعالیٰ کے ننانوے صفاتی نام بھی ہیں جو کہ اُس کی صفات کا اظہار ہیں۔ مثلاً

اَلرَّحْمٰنُ	بڑی رحمت والا
اَلرَّحِیْمُ	نہایت مہربان
اَلْمَلِکُ	حقیقی بادشاہ

اَلْقُدُّوسُ	نہایت مقدس اور پاک
اَلْمُهَيْمِنُ	پوری نگہبانی کرنے والا
اَلْعَزِيْزُ	غلبہ اور عزت والا
اَلْمُتَكَبِّرُ	کبریائی اور بڑائی والا
اَلْخَالِقُ	پیدا کرنے والا
اَلْغَفَّارُ	گناہوں کا بخشنے والا
اَلرَّزَّاقُ	سب کو روزی دینے والا
اَلْمُعِزُّ	عزت دینے والا
اَلْمُذِلُّ	ذلت دینے والا
اَلْحَكَمُ	حاکم حقیقی
اَلْعَلِيُّ	سب سے بالا
اَلْكَبِيْرُ	سب سے بڑا
اَلْجَلِيْلُ	عظیم القدر
اَلْوَكِيْلُ	کارساز حقیقی
اَلْحَيُّ	زندہ و جاوید
اَلْقَيُّوْمُ	خود قائم رہنے والا
اَلْوَاحِدُ	صرف ایک
اَلْاَحَدُ	اپنی ذات میں یکتا
مَالِكُ الْمُلْكِ	سارے جہاں کا مالک
ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَام	صاحب جلال اور بہت کرم فرمانے والا

ننانوے ناموں کے علاوہ بھی خدا تعالیٰ کو مختلف ناموں سے قرآن مجید پکارا گیا ہے۔ اسلام میں خدا تعالیٰ کے بارے میں تصور کا تفصیلی ذکر آئندہ کے صفحات میں آئے گا۔

ہندومت میں اسمائے الٰہیہ:

ہندومت میں ایشور (اللہ) کے کئی صفاتی نام ہیں جن میں تین سرِ فہرست ہیں۔

برہما (خالق)

وِشنو (رب)

شیو (قہار)

برہما کے ناموں میں سرشتری (المصور)، پرجاپتی (الملک)، اُتم بھوسویم بھو (ظاہر وباطن)، وہاتری (سہارادینے والا) ساوتری پتی (رب الشمس)، لوکیس (رب العالمین)، سنت (المقدم)، چترمکھ (البصیر)، اشت کرن (السمیع) وغیرہ ہیں۔

وشنو کے ناموں میں ہری (القابض)، اُچ یوت (لافانی)، پروشوتم (اعلیٰ روح)، وش ومبر (الحافظ)، اننت (لامحدود) جناردھن (رب الناس، الہ الناس)، مکند (غفور) دیگرناموں میں مہیشور (رب العظیم)، شنکراورسداشیو (مبارک)، وشواناتھ (سب کا مالک)، بھاگوت (مقدس)، اِسان (حکمران)، ستھانو (عزیز، غالب)، اوم (لافانی ہستی)، اِندر (نور) اسکےعلاوہ وشواسمانی (ہرشے میں موجود)، وشتوے (ہرجگہ موجود) بھوتا بھوایا ابھوتا پربھانھوے (ماضی، حال اور مستقبل کا مالک) بھوٹاکر (ہرشے کا خالق)، بھوتا بھرے (ہر شے کوسنبھالنے والا)، بھوویا (زندہ)، بھوتمان (قائم)، بھوتا بھونیا (خیرخواہ)، پوت آتما (پاک روح)، پرواآتما (عظیم)، ساکشیس (نظررکھنےوالا)، کشتھجینا باکشریا (دلوں کے بھید جاننے والا) یوگیہ (موجبِ ہدایت)، پردھان پُرش ایشور (اعلیٰ ذات) پروشوتومایا (قسمت کا مالک)، سسرواسی (اول)، شیوا (ختم کرنے والا)، بھرتری (حفاظت کرنے والا)، پربھانو (جس کی پیدائش نہیں)، پربھو (عبادت کے لائق)، سوئم بھو (خودظاہرہوا)، شمبھو (خوشیاں دینے والا)، آدتیہ (نور) ندھیہ وایا (اُسے نیندنہیں آتی)، ہریش کیشیا (احساس وادراک کا مالک)، اپرامیانی (لامحدود)، دھاتری، ودھاتری، دھاتی آتما (اول پیدا کرنے والا، سنبھالنے والا اور آخر پیدا کرنے والا)، مہاسوانیہ (عظیم الفاظ کہنے والا)، آنندنی دھنے (نہ پیدا ہوا، نہ مرے گا)، وشواکرمان (ہرشےکوبنانےوالا)، تواشتہ (آسمان کا خالق)، ستھاوشتایا (وسیع) اگراہیہ (ناقابل فہم)، شیش وتھایا (ہمیشہ رہنے والا)، پرتادرلھیہ (تباہ کرنے والا)، پربھوتھایہ (لامحدود)، پویتر (مقدس)، وشواکسینا (نورکائنات)، رُدرا (بہت بڑا) وغیرہ ہیں اوران کےعلاوہ بھی بہت سےدوسرےصفاتی نام ہیں۔

زرتشت مت:

زرتشت مت میں خدا کے نام آہورامزدا، (داتا، مالک)، یزداں، ہرمزد، پروردگار وغیرہ ہیں۔

حضرت زرتشت کی کتاب دساتیر میں خدا کی جو صفات بیان کی گئی ہیں وہ یہ ہیں۔

سمیرم اسپ ہامیرابردار (خدا ایک ہے، اُس کی احدیت ذاتی ہے)

ہمتاندارد (اُس کا کوئی ہم پلہ نہیں ہے)

ہیچ چیز بادنماند (وہ بے مثال ہے)۔ ھستی وہمہ (ہر شے کو ہست کرنے والا)

امپرشاد (لافانی) ولومیتو (عقل کل)، خشاوریہ (نعمتوں کا مالک)،

اشادہست (حقیقت اعلیٰ)، ارنہاتی (دین دار)، ہورداتار (قوی)،

چوک (پاک)، ہرمزد (روح اعلیٰ)، واوا (منصف)،

پرُرتار (محافظ)، نیزان (سب سے قوی) (خدا کے نام، وکی پیڈیا)

دنیا کے دیگر ممالک اور زبانوں میں خدا کو جن ناموں سے پکارا جاتا ہے وہ یہ ہیں۔
فارسی میں خُدا (خود آنے والا)، انگریزی میں God، افریقہ اور ہالینڈ میں Got، جرمن میں Gott، ڈنمارک، سویڈن اور ناروے میں Gudd، پرتگالی میں Deus، فرانس میں Dieu، اٹلی میں Dio، اسپین میں Dies، سکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ میں DIA، ایتھوپیا میں املاک، چین میں پانکو، بدھ مت میں ایسانا، تاؤ مت میں تاؤ، شنتو مت میں کامی، کنفیوشس مت میں شنگتی۔

مختلف مذاہب میں تصوّرِ خدا میں مماثلت

یہودیت:

خدا تعالیٰ حضرت موسیٰؑ سے فرماتے ہیں۔

"میں وہی خدا ہوں جو ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کا خدا تھا۔ (کتاب خروج 15-3:14)

تورات میں خدائے واحد کی تعریف:۔

خدا تعالیٰ حضرت موسیٰؑ کو دس احکامات دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اور میں مالک کائنات ہی تمہارا خدا ہوں۔ تم میرے سوا کسی اور کو خدا نہیں مانو گے۔"
(کتاب استثناء 9-5:6)

اب دیکھو کہ میں ہی ہوں اور میرے ساتھ کوئی اور معبود نہیں۔ (استثناء 32:39)

میں ہی خداوند ہوں کوئی دوسرا نہیں، میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ (یسعیاء 45:5)

تم کسی اور کے سامنے نہیں جھکو گے اور نہ ہی کسی دوسرے کی عبادت کرو گے کیونکہ میں ہی مالک کائنات ہوں اور تمہارا رب ہوں اور میرے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں۔
(کتاب استثناء 9-5:6)

سُن اے اسرائیل! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔ (استثناء 5-6:4)

یارب! معبودوں میں تجھ سا کوئی نہیں اور تیری صفتیں بے مثال ہیں۔

خداوند ہمارا خدا رحیم و غفور ہے۔ (دانی ایل 9:9)

دیکھ آسمان اور زمین اور جو کچھ زمین پر ہے، یہ سب تیرے خدا کا ہے۔
اور حزیقیاء نے خداوند کے حضور یوں دعا کی۔
کیونکہ خداوند خدائے عظیم ہے اور سب الٰہوں پر شاہ عظیم ہے۔
اے خداوند! اے اسرائیل کے خدا، کروبیوں کے اوپر بیٹھنے والے۔ تو اکیلا زمین کی سب سلطنتوں کا خدا ہے۔ تو نے ہی آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ (سلاطین)

میں ہی اوّل اور میں ہی آخر ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ (یسعیاء 44:6)

تو ہی اکیلا خداوند ہے، تو نے سب آسمان اور اس کے سارے لشکر اور زمین اور جو کچھ اُس پر ہے اور سمندر اور جو کچھ اُن میں ہے وہ سب بنایا اور تو سب کا پروردگار ہے اور آسمانوں کا لشکر تجھے سجدہ کرتا ہے۔ (نحمیاء 6:9)

یارب! سب قومیں جن کو تو نے بنایا، آکر تیرے حضور سجدہ کریں گی اور تیرے نام کی تمجید

کریں گی کیونکہ تو بزرگ ہے اور حیرت انگیز کام کرتا ہے، تو ہی واحد خدا ہے۔

(زبور باب 10-6:8)

شروع میں ہی تو نے زمین کی بنیاد ڈالی اور سب کائنات تو نے اپنے ہاتھوں سے بنائی۔ وہ سب ختم ہو جائے گا لیکن تو باقی رہے گا سب کچھ ختم ہو جائے گا لیکن تو نہ تو بدلے گا نہ ختم ہوگا۔ (زبور 27-102:25)

بت پرستی:

یہودیت میں بُت پرستی سے سختی سے منع کیا گیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کو کوہِ طور پر دس خدائی احکامات دیتے ہوئے خدا تعالیٰ نے حکم دیا۔

"تم اپنے لیے کوئی مورت نہ تراشنا۔ نہ کسی چیز کی صورت بنانا، نہ ہی اُن کے آگے سجدہ کرنا اور نہ اُن کی عبادت کرنا کیونکہ میں تیرا غیور خدا ہوں۔"

(بائبل مقدس کتاب خروج 5-20:3)

تورات کی پانچویں کتاب استثناء میں بھی اس طرح کے احکامات ہیں۔

"تم میرے سامنے کسی اور کو معبود نہیں بناؤ گے۔ نہ ہی تم پتھر سے بت بناؤ گے، یا کندہ کرو گے (تاکہ اس کی پرستش کر سکو)۔ نہ ہی جو چیزیں اوپر آسمانوں میں ہیں یا نیچے زمین میں ہیں یا پانی کے اندر ہیں اُن میں مجھ جیسے اوصاف تلاش کرو گے اور اُن کے سامنے جھکو گے کیونکہ میں جو تمہارا معبود ہوں، بڑا سخت آقا ہوں۔

(بائبل۔ کتاب استثناء 9-5:7)

• یہودی نہ صرف خدا تعالیٰ کے ایک ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کو قادرِ مطلق، لازوال ہستی، خالق، مالک، رزاق اور صرف اُسی کو عبادت کے لائق ہستی سمجھتے ہیں۔

یہودیوں کے خدا تعالیٰ کے بارے میں عقائد درج ذیل ہیں۔

☆ خدا تعالیٰ موجود ہے۔

☆ خدا تعالیٰ صرف ایک ہے۔

☆ خدا تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

☆ خدا تعالیٰ کی ذات کو چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا (یعنی چھوٹے خدا یا دیوتا وغیرہ خدا نہیں ہیں۔)

☆ یہودی صرف ایک خدا کی عبادت کریں۔

☆ خدا ہی اعلیٰ ترین ہستی ہے اور اُس جیسا کوئی اور نہیں۔

☆ خدا ہی قادرِ مطلق ہے۔(عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر)

☆ خدا ہر جگہ، ہر وقت موجود ہے۔

☆ خدا ہمیشہ سے تھا، ہمیشہ رہے گا۔

☆ خدا منصف بھی ہے اور رحمدل بھی۔ بُروں کو سزا دیگا اور نیکوں کو ثواب۔

☆ خدا تعالیٰ دعائیں سنتا ہے۔

☆ ہر ایک کی پکار سنتا ہے، جب بھی کوئی اُسے پکارتا ہے۔

☆ دردمند کی آہ سنتا ہے۔

☆ خدا دعاؤں کا جواب دیتا ہے اور ایسے طریقے سے اپنے بندوں سے گفتگو کرتا ہے جن کا اُن کو علم نہیں ہوتا۔ (Ref: www.bbc.religion)

یہودیت پر ایمان کے 13 نکات:

یہودیت کے ایک نہایت ہی جید عالم موسیٰ بن میمون نے یہودیت پر ایمان لانے کے تیرہ بنیادی نکات یوں بتائے ہیں۔ ہر یہودی کا ان نکات پر ایمان لانا ضروری ہے۔

1- وجودِ خداوندی پر ایمان۔

2- خدا کی وحدت پر ایمان۔

3- خدا کے دائم ہونے پر ایمان۔

4- خدا کے غیر مادی ہونے کا تصور (یعنی اُس کی کوئی شکل نہیں)

5- اِس پر ایمان کہ عبادت صرف خداوند کی ہی کی جائے۔

6- رسالت یعنی پیغمبروں پر ایمان۔

7- اس پر ایمان کہ حضرت موسیٰؑ سب سے بڑے پیغمبر تھے۔

8- اس پر ایمان کہ تورات (زبانی وتحریری) حضرت موسیٰؑ کو کوہِ سینا پر عطاء کی گئی۔

9- اس پر ایمان کہ تورات نا قابل تغیر ہے۔

10- اس پر ایمان کہ خدا علیم وخبیر ہے۔

11- یومِ آخرت کی جزا اور سزا پر ایمان۔

12- مسیح کے آنے پر ایمان۔

13- مُردوں کے دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان۔

عیسائیت:

ایک شخص نے حضرت عیسیٰؑ سے پوچھا۔

اے استاد! توریت میں سب سے اوّلین حکم کون سا ہے؟

یسوع نے جواب دیا۔

"وہ یہ ہے کہ اے اسرائیل سُن۔ ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔ اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور ساری عقل سے محبت کرو۔ بڑا اور پہلا حکم یہی ہے۔ (انجیل مُرقس 12:28-32، انجیل متی 22:36-40)

حضرت یسوع مسیح کی شاگردوں کو نصیحت:

اور زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو۔ کیونکہ تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمانی ہے اور نہ تم ہادی کہلاؤ کیونکہ تمہارا ہادی ایک ہی ہے یعنی مسیح۔ (انجیل متی 23:9-11)

خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر۔ (انجیل متی 4:100)

میں ہی اوّل ہوں اور میں ہی آخر ہوں۔ میرے سوا کوئی دوسرا رب نہیں ہے۔
(یسعیاہ 44.6)

میں الفا اور اومیگا۔ اوّل وآخر، ابتدا وانتہا ہوں۔ (مکاشفہ 22:12)

بائبل اور انجیل مقدس میں کئی جگہوں پر خدا تعالیٰ کے ایک ہونے کا حکم ہے۔ مثلاً

خدا صرف ایک ہی ہے۔

(یسعیاہ 43:10، 8-44:6)(یوحنا 17:3)(1- کرنتھیوں 6-8:5)(گلتیوں 9-4:8)

میں خدا ہوں میرے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں۔(یسعیاہ 5:45)

میں ہی خدا ہوں، کوئی دوسرا نہیں اور میری کوئی مثال نہیں۔(یسعیاہ 9:46)

خدا تعالیٰ تمام چیزوں سے باخبر ہے۔(1-یوحنا 3:20، اعمال 15:18)

خدا تعالیٰ قادر مطلق ہے۔(مکاشفہ 19:6، زبور 115:3)

خدا تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔(زبور 139، 234، یرمیاہ 23:23)

خدا تعالیٰ خودمختار ہے۔(تمتھیس 6:15، زکریاہ 9:14)

خدا تعالیٰ متبرک ہے۔(1-پطرس 1:15)

خدا تعالیٰ محبت کا مظہر ہے۔(1-یوحنا 4:8)

خدا تعالیٰ سچا ہے۔(یوحنا 14:8، رومیوں 3:4)

خدا تعالیٰ روح ہے۔(یوحنا 4:24)

وہ سب چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے۔(یسعیاہ 44:24، پیدائش 1:1)

خدا تعالیٰ لافانی ولازوال ہے۔وہ ہمیشہ سے تھا، ہمیشہ رہے گا۔

(اعمال 17:24، پیدائش 21:39، زبور 902)

حضرت عیسیٰ نے خدا کے حضور یوں دعا کی۔

"اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے، تیرا نام مقدس ہو، تیری بادشاہت قائم ہو، تیری مرضی جیسے آسمان پر ہے، زمین پر بھی ہو۔ ہمارا روز کا رزق آج ہمیں دے۔ اور ہمارے قرض ہمیں معاف کر، جیسے کہ ہم بھی اپنے قرض داروں کو معاف کرتے ہیں اور ہمیں آزمائش میں

مت ڈال بلکہ بُرائی سے بچا، بادشاہت، قدرت اور جلال ہمیشہ تیرا ہی ہے۔ آمین۔ (انجیل متی)

"اے خداوند، قادر مطلق، تیرے کام بڑے اور حیران کن ہیں۔ اے ازلی بادشاہ، تیری راہیں راست اور درست ہیں۔ اے خداوند! کون تجھ سے نہ ڈرے گا اور کون تیرے نام کی تمجید نہ کرے گا کیونکہ صرف تو ہی قدّوس ہے اور سب تجھے سجدہ کریں گے تیرے انصاف کے کام ظاہر ہوں گے۔ (مکاشفہ 4-10:3)

ہندومت:

ہندومت میں خدا تعالیٰ کے بہت سے نام ہیں۔ زیادہ مقبول نام یہ ہیں۔

اوم	(OM)	اللہ
بھگوان	(Bhagwaan)	خدا، مالک کائنات، قادرِ مطلق
ایشور	(Ishwar)	کائناتوں کا نظام چلانے والا
مہیشور	(Maheshwar)	سب سے بڑا خدا
پرمیشور	(Parmeshwar)	عظیم ترین آقا
پرماتما	(Parametma)	عظیم ترین روح
پارابرہمن	(Para Brahman)	عظیم ترین سچائی
ادی پُرش	(Adi Purash)	ہمیشہ سے تھا

(Ref:wikipedia/names of God)

ہندوؤں کی متبرک کتاب مہابھارت کے انوشا سنہ پروا باب میں ایشور کے الہامی ناموں کا ذکر تفصیل سے ملتا ہے۔

ایشور کے ہزاروں نام اُس کی خوبیوں اور صفات پر مبنی ہیں جو اُس کے بندے پکارتے ہیں۔ آج میں دنیا کی بہبود کے لیے اُنہیں بیان کرتا ہوں۔

"وہ کائنات کی ہر شے میں ہے۔ ہر جگہ موجود ہے۔ قربانیوں کا مالک، سنبھالنے والا، زندہ (الحی) اور قائم (القیوم)، خیر خواہ، مالک اور سب سے عظیم، وہ نجات کا اعلیٰ مقام ہے۔

لازوال روح ہے، وہ نظر رکھتا ہے۔ دلوں کے بھید جانتا ہے، وہ راہِ ہدایت دینے والا ہے اور راہ دکھانے والوں کا رب ہے۔" (مہابھارت انوشاسنہ پروا254)

خدا ایک ہے:

ایشور ایک ہے (واحد مطلق) "قل ھو اللہ احد"

ایکم الویدیتم وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں (چندوگیا اپنیشد 1:1:6)

اس پرمیشور کے علاوہ کوئی بھی ایک، دوسرا، تیسرا، چوتھا، پانچواں، چھٹا، ساتواں، آٹھواں، نواں یا دسواں ایشور نہیں ہے۔ (اتھروید کانڈ13، انووک4، منتر16,17,18)

ایشور حلیم مطلق ہے، ایشور ایک ہی ہے۔ (اتھروید کانڈ13، انوواک4، منتر20)

ہندوؤں کے مقدس بھگت جناب کبیر صاحب کہتے ہیں۔

صاحب میرا ایک ہے دُوجا کہا نہ جائے دُوجا صاحب جو کہوں صاحب کھڑا رسائے

(میرا مالک ایک ہے، دوسرے کو نہیں کہہ سکتا، اگر دوسرا مالک کہوں۔ میرا مالک مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔)

پھر فرماتے ہیں:

خالق ایک ہے، وہ اگم ہے، اُس تک پہنچنا محال ہے، وہ اتھاہ ہے، وہ قائم بالذات ہے، (حیّ قیوم)، نہ اسکی ماں ہے نہ باپ، نہ اسکا بھائی ہے نہ بیوی، وہ ہمیشہ سے ہے، اسکے ٹکڑے نہیں ہو سکتے، وہ اتھاہ ہے، اسکی کوئی حد نہیں۔ (بھگت کبیر)

اُسکی کوئی مثال نہیں

(لیسَ کمثلِه شیءٌ)

برہم سے اعلیٰ یا بزرگ (اُتم) کوئی دوسرا نہیں ہے۔ جو مخلوقات کی پرورش کرنے والا ہے اور تمام کائنات پر محیط یا اُن میں موجود وہ تمام جانداروں کو نہایت سُکھ دیتا ہے۔

(یجروید ادھیائے 8، منتر36)

نہ تیسا پرا تما استی   اسکی مانند کوئی بھی نہیں
(سویتا سوتیرا اُپنیشد باب 19:4)

سُن ارجن نہیں کچھ بھی میرے سوا   نہ ہے مجھ سے بڑھ کر کوئی دوسرا
(بھگوت گیتا 7:7)

اس جیسا کوئی بھی نہیں، اُس کا نام بلند، اور وہ عظمت وشان والا ہے۔
(ایس رادھا کرشنن کا مرکزی اپنیشد صفحہ 736-737)

ہر جگہ موجود:(OMNI PRESENT)

"جو انسان اس آکاش وغیرہ بھوتوں (عناصر) اور سورج وغیرہ لوک (اجرام) اور مشرق وغیرہ سمتوں اور شمال مشرق وغیرہ درمیانی سمتوں میں الغرض ہر جگہ محیط و موجود علیمِ کُل ہے اس پرمیشور کا قرب حاصل کرتا ہے اور اسے پہچان لیتا ہے، وہی ٹھیک ٹھیک اس پرمیشور کو پا کر نجات کے حصول کا حق دار ہے۔ (یجروید ادھیائے 32، منتر 11)

ایشور جو تمام دنیا پر محیط ہے۔ بالیقین سب جگہ حاضر و ناظر اور موجود ہے۔ وہ ایشور حلیم مطلق ہے اور وہ ایشور ایک ہی ہے۔ (اتھروید کانڈ 13، انوواک 4، منتر 20)

پرمیشور، فنا و بقاء سے بہت بلند ہے اور وہ ہی سارے جہان کا خالق ہے، اس عظیم ہستی کو زوال نہیں اور وہ تمام کائنات میں ہر جگہ موجود ہے۔ وہ اعلیٰ ذات، قادرِ مطلق اور مالک کل کائنات ہے۔ (بھگوت گیتا۔ باب 15، اشلوک 17)

لازوال ہستی۔ ہمیشہ سے تھا، ہمیشہ رہے گا

جس کا نام اوم ہے، وہ لازوال ہے۔ اس کو کبھی فنا نہیں، وہ تمام ساکن و متحرک کائنات میں موجود ہے۔ اس کو برہم جاننا چاہیئے۔ (مانڈوکیہ اپنیشد۔ منتر 11)

اُسی کو بقا ہے، اُسی کو ثبات   جہاں پر ہے چھائی ہوئی جس کی ذات
بھلا کس کی طاقت ہے کس کی مجال   فنا کر سکے ہستی لازوال
(بھوت گیتا باب 2، اشلوک 17)

عقل و شعور سے دور، وہ ایسی عظیم ہستی ہے جس کا ادراک نہیں کیا جا سکتا اور وہ لافانی و لازوال ہے۔ جب سب کچھ ختم ہو جائے گا تو ہر پل وہی ذات باقی رہے گی۔
(بھگوت گیتا باب 8، اشلوک 20)

سب کا خالق:

بھگوت گیتا میں خدا تعالیٰ فرماتے ہیں۔

میری ذات ہے مالکِ کائنات نہ اس کو ولادت نہ اس کی ممات

(بھگوت گیتا باب 4، اشلوک 6)

ویدوں میں مذکور ہے کہ

"وہ پرجاپتی سب مخلوقات کا مالک، تمام ذی روحوں اور غیر ذی روحوں اور کائنات کے اندر جو کچھ بھی ہے، اُن کا منتظم ہے۔ غیر محدود اور حاضر و ناظر ہے۔ اس کی قدرت سے یہ تمام رنگارنگ کائنات پیدا ظاہر ہوئی ہے۔" (یجروید۔ ادھیائے 21، منتر 19)

کائناتوں کا منتظم:

جس پرمیشور نے اس کائنات محسوس اور کثیر النوع مخلوق کو پیدا کیا ہے، وہی اس کو قائم رکھتا، بناتا یا بگاڑتا ہے۔ وہ غیر فانی ہے۔ وہ پرمیشور سب کا حاکم ہے۔ اے پیارے انسان! جو شخص اس پرمیشور کو جانتا ہے وہ ہی حقیقی سکون و راحت حاصل کرتا ہے اور جو اس معبودِ کل، سببِ مطلق، عین علم، عین راحت اور لازوال پرمیشور کو نہیں جانتا وہ بالیقین سچے سکھ کو نہیں پا سکتا۔
(رِگ وید اشٹک 8، ادھیائے 7، ورگ 17، منتر 7)

کائناتوں کا نور:

اُسی کو بقا اور ثبات ہے جہاں پر ہے چھائی ہوئی جس کی ذات
بھلا کس کی طاقت ہے کس کی مجال فنا کر سکے ہستی لازوال

(بھگوت گیتا باب 2، اشلوک 17)

وہ عظیم ہستی کل جہان کا نور ہے اور وہ مادی دنیا اور مادی اشیاء سے بہت بلند تر ہے۔

گہرے غور وفکر، تدبر اور گیان سے اُس اعلیٰ ہستی کا عرفان حاصل کیا جاسکتا ہے اور اُس کا ٹھکانہ عارف کے دل میں ہے۔

(بھگوت گیتا، ادھیائے 13، اشلوک 17)

خدا عقل وفہم میں نہیں آسکتا:

ایشور کسی فہم وادراک یا عقل وشعور میں نہیں آسکتا اور نہ ہی اسکی کوئی مثال دی جاسکتی ہے۔(لیس کمثلہ شی ء)

پرم پُرش پرماتما (اعلیٰ ذاتِ خداوند تعالیٰ) کو یاد کر جو کہ علیم وخبیر اور بادشاہِ قدیم اور مالکِ کُل جہاں ہے اور جس کے نورِ ضیاء نے پورے جہان کو روشن کر رہا ہے اور مادی دنیا سے دور، ہمارے وہم وگمان اور عقل وشعور میں نہیں آسکتا۔(بھگوت گیتا، ادھیائے 8، اشلوک 9)

"میں لوگوں کو نظر نہیں آسکتا اور کسی کے فہم وشعور میں بھی نہیں آسکتا۔ بعض بے سمجھ مجھ سے اشکال وابستہ کر لیتے ہیں، ایسے بے عقل یہ نہیں سمجھتے کہ میں بے مثال ہوں۔ میری کوئی مثال نہیں دی جاسکتی۔ ایسے بے سمجھ لوگوں کو سمجھنا چاہیئے کہ میری ذات بہت بلند اور عظیم تر ہستی ہے۔ اور میں اوّل وآخر، لازوال ولافانی ہوں"۔

(بھگوت گیتا، ادھیائے 17، اشلوک 24)

پھر فرماتے ہیں:۔

خفی سے خفی ہے میری ہست وبُود　　مگر ہے مجھی سے جہاں کی نمود

(بھگوت گیتا، ادھیائے 19، اشلوک 4)

خدائے عظیم تر: (اوّل، آخر، سب کچھ وہی)

سُن ارجن نہیں کچھ بھی میرے سوا　　نہ ہے مجھ سے بڑھ کر کوئی دوسرا

(بھگوت گیتا، ادھیائے 7، اشلوک 7)

ہے مجھ سے ہی آغاز عالم تمام　　میری ذات میں سب کا ہے اختتام
(بھگوت گیتا، ادھیائے 7، اشلوک 6)

سمجھتا ہے مجھ کو جو بے ابتدا　　جنم سے بری شاہِ ارض و سماء
فریبِ نظر سے وہی پاک ہے　　گناہوں سے آزاد و بے باک ہے
(بھگوت گیتا، ادھیائے 10، اشلوک 3)

خدائے عظیم تر: (تمام دیوتا اس کے سامنے ہیچ ہیں)

وہ سب سے بڑا اور سب کا پوجیہ (معبود) اور تمام کائناتوں میں سمایا ہوا۔ علیمِ کُل۔ انترکش کا قائم رکھنے والا۔ اور پرلے یعنی تمام ذرّوں سے مل کر بنی ہوئی دنیا کے حالتِ علّت میں چلے جانے کے بعد بھی قائم رہنے والا ہے۔ اُسی کو برہم جاننا چاہیئے۔ وسو وغیرہ تمام 33 دیوتا اس برہم کے سہارے سے اس طرح قائم ہیں جس طرح درخت کے تنے میں ہر طرف کثرت سے پھیلی ہوئی شاخیں۔ (اتھر وید کانڈ 10، انوواک 4، منتر 36)

اس قادر مطلق پرماتما میں مذکورہ بالا وسو وغیرہ تمام دیوتا قائم ہیں یعنی اُن سب کا اسی ذات واحد پر تکیہ ہے۔ پرلے (فناعالم) کے بعد بھی وہ سب دیوتا حالتِ علت کے اندر محض اُس کی قدرت سے قائم رہتے ہیں۔ (اتھروید کانڈ 13، انوواک 4، منتر 21)

صرف ایک خدا کی عبادت کا حکم:

ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں حکم ہوا ہے کہ صرف ایک ایشور کی پوجا کی جائے۔ گیتا میں ارشاد ہوا ہے کہ:

"بے سمجھ لوگ دیوتاؤں اور بھوتوں کو پوجتے ہیں لیکن سمجھدار اور عارف لوگ صرف ایک ایشور بے نشان کی پوجا کرتے ہیں۔ کم عقل لوگ بتوں، دیوتاؤں وغیرہ کو پوجتے ہیں ان کی کامیابی محدود اور عارضی ہوتی ہے۔ دیوتاؤں کی پوجا کرنے والے دیوتاؤں کے لوک میں جاتے ہیں لیکن میرے بھگت آخرکار میرے پرم دھام کو پالیتے ہیں۔
(بھگوت گیتا، ادھیائے 17، اشلوک 23)

پھر حکم ہوا ہے کہ
جن کی عقل پر مادی اور دنیاوی خواہشات کے پردے پڑ چکے وہ دیوتاؤں کے آگے سر جھکاتے ہیں اور اپنی فطرت کے مطابق پوجا کے طور طریقے اپناتے ہیں۔
(بھگوت گیتا، ادھیائے 7، اشلوک 20)

حمد وثناء:

یوں تو ہندوؤں کی مقدس کتابیں وید، اپنیشد، بھگوت گیتا، ایشور کی حمد وثناء سے بھری پڑی ہیں لیکن گائتری منتر کو "مہامنتر" کہا جاتا ہے جو کہ ویدوں کا دل ہے۔

"اوم، بھور، بھوا، سوا، تت، سویتر، وریئم، بھرگو،
دیوس، دہی، مہی، دھیو، یونھ، پر چودیات"

اے پرماتما! تو بے ابتدا ولافانی ہستی ہے۔
تیری مرضی سے کل کائنات وجود میں آئی اور
پوری دنیا تجھی سے قائم ہے۔
تو سب کو پیدا کر کے رزق دیتا ہے
تو سب کا سہارا، دکھوں کا مداوا، مالک جہاں، عظیم تر، لائق عبادت اور سب کا رہبر ہے۔

ایک دوسرا متبرک منتر یوں ہے:
اوم نمو بھگوتے واسو دیوائے وشیو سورائے
آدی پرش اپرم پار الیکھ پرشا ئے نم

اُس اعلیٰ ذات کو ہر پل سجود
کیونکہ وہ تمام مخلوقات کو پیدا کر کے روزی دینے والا ہے۔
اور وہی مالک کائنات ہے۔
وہ تمام جہانوں سے ماورا یکتا و یگانہ ہے
مگر دنیا میں ہر جگہ موجود ہے
اُسے نہ کسی نے پیدا کیا اور نہ ہی اُسے موت آئے گی

صرف اس عظیم ہستی کی پوجا کی جائے
کیونکہ اس کے سوا دنیا میں کوئی دوسرا معبود نہیں ہے

بھگوت گیتا میں ارجن خدا تعالیٰ کی تعریف ان اعلیٰ وارفع الفاظ میں یوں کرتے ہیں۔

تو عالی خدا تیرا عالی مقام (هُو اللهُ العلی العظیم)
وہ ہستی ہے تُو جسکی عظمت مدام (هُو الله ذِی العزتِ و العَظمَتِه)
تو معبودِ اول تیری ذات پاک (سُبحان الله . لا اِلهٰ اِلا اللّٰه)
جنم سے بَری مالکِ کائنات (هُو الحیّ القیوم و ربّ العالَمِینّ)
(بھگوت گیتا، ادھیائے 10، اشلوک 12)

سکھ مت:

سکھ مت میں خدا تعالیٰ کے لیے بہت سے نام لیے جاتے ہیں۔ چند مقبول نام درج ذیل ہیں۔

واہے گرو کے معنی ہیں نہایت ہی اچھا پیر مرشد جو کہ اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے۔ یہ سکھوں میں سب سے مقبول نام ہے اور اس کو "گرمنتر" بھی کہتے ہیں۔

اِک اونکار:

اس کا مطلب ہے "ایک" یہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے لیے ہے۔

ست نام:

وہ ایک ہے اور اس کا کوئی رنگ روپ نہیں ہے۔

خدا کی تعریف:

بابا گرونانک فرماتے ہیں کہ۔

خدا ایک ہے، ابدی ہے، اس کو فنا نہیں۔ وہ تمام چیزوں کا خالق اور سب کا پالنے والا ہے۔

وہ زمان و مکان سے ماوراء ہے۔ پیدائش اور موت سے بھی ماوراء ہے اور مالکِ کُل، قادر مطلق، خالقِ ارض وسماء اور رب العالمین ہے۔

خدا ایک ہے:

سکھوں کی مذہبی کتاب گرنتھ صاحب میں سب سے مقدس منتر "مول منتر" ہے جس میں بابا جی گرونانک صاحب نے خدا تعالیٰ کا تصور نہایت جامع طریقے سے بیان کیا ہے اور جو کہ اُن کی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ مول منتر درج ذیل ہے۔

اِک اونکار ست نام کرتا پُرکھ نربھاؤ نرویر   اکال مورت اجونی سے بھنگ گر پرساد

جپ

آدِ سچ جگادِ سچ ہے بھی   سچ نانک ہوسی بھی سچ

خدا ایک ہے، اُسی کا نام سچا ہے، وہی ساری مخلوق کا خالق ہے۔ وہ خوف وخطر سے بلند ہے۔

وہ ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہے۔ نہ اس کو کسی نے پیدا کیا اور نہ ہی اسے موت آئے گی۔
وہ ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا۔ اپنے گرو کی مدد سے صرف اُسی کی عبادت کرو۔
وہ شروع سے ہی سچا ہے۔ وہ ہمیشہ سچا رہے گا۔ وہ آج بھی سچا (حق) ہے
اور اُسکا نام ہمیشہ، ہمیشہ قائم رہے گا۔   (گرو گرنتھ، جپ جی صاحب)

خدا تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے: کوئی دوسرا نہیں۔

گرونانک جی نے "وحدانیت" کی تبلیغ کی اور ہمیشہ کہا کہ خدا تعالیٰ واحد مطلق، وحدہٗ لاشریک ہے۔ اُس کے علاوہ کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔

اے گرُ مجھ کو گیان عطا کر   ایک احد کو پاؤں میں
سب دنیا کا ایک ہی داتا   اُسکو بھول نہ جاؤں میں

(جپ جی، پوڑی نمبر 5) (منظوم ترجمہ خواجہ دل محمد)

پھر کہتے ہیں:۔

ایک خدا کا نام لیے جا   حمد اُسی کی گائے جا
ایک خدا کی یاد کیے جا   من میں نام بسائے جا

گائے جا گن گائے جا رب واحد ہے بے انت بھی ہے
تن من سے لے نام اُسی کا وہ مالک ہے بھگونت بھی ہے
(سکھ منی۔ است پدی 19)

پھر فرماتے ہیں:۔

ایک وہی ہے ایک وہی ہے ایک اکیلا آیا ہے
ہر سُو اُس کا جلوہ ہے ہر شے میں آپ سمایا ہے
رب واحد کی پوجا کر لے دکھ درد سبھی مٹ جاتے ہیں

پھر فرماتے ہیں:۔

ایک خدا کے پریم میں جس نے تن من رنگے سیانا ہے
نانگ گرُ کی رحمت سے اک رب کو اس نے جانا ہے

خداتعالیٰ عظیم تر ہے:

اتنا اونچا کون بھلا ہے جو اُس اونچے کو جانے گا
سب اونچوں سے اونچا ہو تب اونچے کو پہچانے گا
کرتے ہیں توصیف خدا کی لیکن ہیں آگاہ کہاں
ندیاں نالے بحر میں جائیں لیکن پائیں تھاہ کہاں
(پوڑی نمبر 6۔ اشلوک 24-23)

خداتعالیٰ کائناتوں کا منتظم:

اس زمین سے دور مزید جہان ہیں اور اس کے علاوہ اور آسمان بھی ہیں۔ آخر اُن کو کس نے بنایا ہے اور کون ہے جو کہ اُن کو نہایت اچھے طریقے سے قائم رکھے ہوئے ہے۔
(جپ جی صاحب، پوڑی نمبر 16، اشلوک 6)

خدا کی قدرت لامحدود، عظیم الشان:

اے انسان! تو لاکھ کوشش کر لیکن تو خدا تعالیٰ کی قدرت کو نہیں پا سکتا، تیری عقل محدود ہے۔ خدا تعالیٰ کی مخلوقات اور اس کی نشانیاں بے شمار ہیں۔ ایسی گنتی ایجاد ہی نہیں ہوئی جس سے خدا تعالیٰ کی مخلوقات یا اُس کی نشانیوں کا شمار کیا جا سکے۔

(جپ جی صاحب، پوڑی نمبر 16، اشلوک 3)

سب کا رازق:

لینے والے تھک جاتے ہیں	داتا دیتا جاتا ہے
جگ جگ میں ہر کھانے والا	اُس کی نعمت کھاتا ہے
نانک وہ رب ایسا ہے	جو نرگن کو گن دیتا ہے
گن والا انسان ہمیشہ	اُس سے سب گن لیتا ہے

(پوڑی نمبر 7، اشلوک 6)

اوّل۔ آخر:

خدا تعالیٰ ازل سے ہے، ابد تک رہے گا۔ نہ اس کو کسی نے پیدا کیا، نہ اس کو فنا ہے۔ وہ زندگی، موت، جنم، مرن سے بالاتر ہے اور ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

(جپ جی، پوڑی نمبر 5، اشلوک 1)

دیوتاؤں اور بتوں کی پوجا کی ممانعت:

بابا گرونانک صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

بعض پراچین عقیدوں کے مطابق لوگ مانتے ہیں کہ برہم یعنی خدا اور مایا یعنی مادہ کے باہمی میل سے برہما، وشنو اور شیو جی پیدا ہوئے۔ برہما دنیا کا خالق ہے۔ وِشنو روزی پہنچاتا ہے اور شیو اعمال کی سزا اور جزا دیتا ہے۔ گرونانک جی اس عقیدے کے سخت مخالف تھے اور فرماتے تھے کہ دنیا کو چلانے والا خدائے واحد کے سوا کوئی اور ہے ہی نہیں اور صرف اسی ایک خدا کی عبادت کی جائے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

کہتے ہیں جب مایا مائی — پاس خدا کے آئی ہے
دیوتا اُس نے تین جنے — تینوں کے پاس خدائی ہے
اِک سنسار بناتا ہے — اور اِک روزی پہنچاتا ہے
اِک جانچے اعمال جہاں کے — وہ دیوان لگاتا ہے
لیکن سچ پوچھو تو دنیا — حکم خدا سے چلتی ہے
جیسے جیسے حکم کرے — وہ ویسے ویسے چلتی ہے

(جپ جی صاحب، پوڑی نمبر 30، اشلوک 3-1)

لوگ جن کو دیوتا اور معبود بنا کر اُن کی عبادت کرتے ہیں وہ دیوتا تو خود خدا تعالیٰ کے احکام کے تابع ہیں اور اُس قادرِ مطلق کی حمد گا رہے ہیں۔

حمد کریں برہما بھی تیری — اِندر بھی تعریف کریں
گُن گائے ہر گوپی بھی — گوبند تیری توصیف کرے
حمد کرے ایسر بھی تیری — سِدھ بھی تیری شان بتائیں
جتنے بُدھ بنائے تو نے — وہ سارے تیری مہما گائیں

نوٹ:۔(برہما، اِندر، گوپی، گوبند، ایسر ہندووں کے پانچ دیوتاؤں کے نام ہیں)

(پوڑی 26، اشلوک 8-7)

کُن فیکون:۔

خدا تعالیٰ کے ایک حکم پر تمام جہان وجود میں آگئے۔اس کے متعلق بابا جی فرماتے ہیں۔

حرف کہا جب ایک ہی تو نے — پھیلے سارے عالم ہیں
حرف کہا جب ایک ہی تو نے — پھوٹے لاکھوں دھارے ہیں

(پوڑی 17، اشلوک 5)

بابا جی کہتے ہیں کہ یہ دنیا فانی ہے۔صرف نیک اعمال اور خدا کی بھگتی ہی آخرت کا زیور ہے اور آخرت میں صرف بھگتی ہی کام آئے گی۔

ساتھ چلے گی بندگی — دنیا مٹی دھول
ہر دم یاد خدائے کی — نانک دھن کا مُول
(اسٹ پدی 19)

حقیقت یہ ہے کہ پوری گرنتھ صاحب، خدا تعالیٰ کی حمد و تعریف، توصیف، شان و شوکت اور عظمت کے گن گاتی ہے۔ ہر صفحہ خدا تعالیٰ کی عظمت و رفعت، شان و شوکت اور قدرت عالیہ سے بھرا ہوا ہے۔ ہر صفحہ عشق و مستی سے پُر، خالق کائنات کے حضور نذرانۂ عقیدت و محبت کا جلوہ دکھاتا ہے۔ دل تو کرتا ہے کہ باباجی کا ایک ایک لفظ لکھ دیا جائے جو عرفان کا خزانہ ہے لیکن جگہ کی کمی کی وجہ سے ممکن نہیں۔ چند مزید اشعار درج ذیل ہیں۔

نانک بھگتی والے دائم — خوشیاں خوب مناتے ہیں
نام خدا کا سننے سے — دُکھ پاپ سبھی کٹ جاتے ہیں
(پوڑی 8، اشلوک 3)

خدا کی شان لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتی اور اُسکی سلطنت کی وسعتوں کو کوئی نہیں پا سکتا۔

لاکھوں ہیں پاتال یہاں — پاتالوں کے پاتال بھی ہیں
پھیلے لاکھوں آکاشوں پر — آکاشوں کے جال بھی ہیں
انت نہ پایا ڈھونڈ تھکے ہم — وید یہی اِک بات بتائیں
سب اٹھارہ ہزار کتابیں — اصل اِک تیری ذات بتائیں
لکھنے والے مٹ جاتے ہیں — شرح نہ لکھی جائے کبھی
نانک کہہ رب سب سے عالی — جانے اپنی شان وہی
(پوڑی نمبر 22)

باباجی فرماتے ہیں کہ اگر آپ کے پاس دنیا جہان کی بادشاہت ہو۔ سمندروں اور پہاڑوں جتنی دولت ہو پھر بھی اُس چیونٹی کا مقام آپ سے بڑا ہے جس کے دل میں یادِ خدا ہو۔

پربت جتنی دولت ہو — اور ہو سلطان سمندر کا
اُس چیونٹی کے تول نہیں — ہو جسکے من میں یادِ خدا۔
(پوڑی 23)

خدا تعالیٰ لافانی ولازوال ہے۔ وہ ہمیشہ سے تھا، ہمیشہ رہے گا۔ ہر جگہ حاضر و ناظر، قائم و دائم، سب کا رازق، مالک، پروردگار اور بقول نانک صاحب۔

اندر بھی بے انت وہی ہے — باہر بھی بے انت وہی
سب کے دل میں آپ سمایا — من میں ہے بھگونت وہی
اُسکا جلوہ دھرتی میں — آکاش میں ہے پاتال میں ہے
سارے جگ کو پال رہا ہے — جو جو جس جس حال میں ہے
بن میں وہ پربت میں وہ — تنکے میں وہ رب عالی ہے
جو جو ہوتا رہتا ہے — کب حکم سے اُسکے خالی ہے
پانی آگ ہوا اِن سب میں — اپنا آپ رچایا ہے
چاروں کونٹ میں اُسکا جلوہ — ہر سُو آپ سمایا ہے
ہر جا ہے وہ حاضر ناظر — اُسکو سب میں پاؤگے
نانک گُر کی رحمت سے — تب آپ سُکھی ہوجاؤگے

(سُکھمنی صاحب، است پدی 23)

زرتشت مت:

زرتشت مت میں خدا تعالیٰ کے لیے "اہورامزدا" کا نام سب سے متبرک نام ہے۔ اس کے علاوہ زرتشتی صحائف میں "اہورمزدا" کے 101 صفاتی نام ہیں۔

آہورا کا مطلب ہے "آقا یا مالک" اور
مُزدا کا مطلب ہے "مطلق دانش"

لہٰذا اہورامزدا کو عموماً خدائے علیم وخبیر یا دانش ور آقا کہا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے زرتشت مت میں درج ذیل نام ہیں۔

یزد:	صرف وہی عبادت کے لائق
ہروسپ توان:	قادرِ مطلق
ہروسپ آقا:	علیم وخبیر
ہروسپ خدا:	مالکِ کُل

اباده: جس کی کوئی ابتدا نہیں۔ ہمیشہ سے ہے۔

اَبی انجام: جس کی کوئی انتہا نہیں۔ ہمیشہ رہے گا۔

بُنی ءِ ستھیا: سب کا خالق

ان ناموں کے علاوہ بھی کئی نام ہیں جن کا مفہوم ہے۔

طاقتور، قادرِ مُطلق، رحمان، رحیم، لازوال، سب کا مالک، سب کا رازق، سب کا سہارا، دکھوں کو مٹانے والا، مالکِ جہاں، عظیم تر، قابل عبادت اور سب کا رہبر وغیرہ۔

حضرت زرتشت آہورامزدا کی صفات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

1- سمپرام اسپ ہا سمپرام ہرودار (یکسیت نہ یک درشمار)

خدا ایک ہے، مگر اُس کی توحید عددی نہیں بلکہ احدیت ذاتی ہے۔

یعنی واحد نہیں احد ہے۔ جس طرح قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

"قل هو الله احد"

2- ہتماندارد: اُس کا کوئی ہمسر نہیں۔

3- ہیچ چیز بانماند: یعنی اُس کی کوئی مثال نہیں۔

4- جزآغاز وانجام، انباز ودشمن ومانند دیار و پدر و مادر

وزن وفرزند وجامی سوئی وتن وتن آسا وتنانی ورنگ وبوی است

ترجمہ: آغاز وانجام، شریک، دشمن، مانند، دوست، ماں، باپ، بیوی، اولاد، جگہ، جسم، راحت، جسمانیت او ورنگ وبو کے بغیر ہے۔

5- اُسے آنکھیں پاسکتی ہیں اور نہ خیال گرفت میں لایا جاسکتا ہے۔

6- وہ ہر چیز پر قادرِ مطلق ہے۔

7- وہ اپنی صفات میں برتر ہے۔

8- اُس کی مہربانی اور بخشش سے ناامید نہ ہو۔

9- وہی اوّل ہے اور وہی آخر ہے۔

10- وہ تمہاری ذات سے بڑھ کر تمہارے نزدیک ہے۔

11- وہ غیر فانی ہستی ہے۔

12- وہ عقلِ کل، تمام جہانوں کا مالک، حقیقتِ اعلیٰ اور سب سے زیادہ طاقت ور ہے۔
(دساتیر صفحہ نمبر 69-33,3,68)

وینکرت میں آہورامزدا کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

وہ بادشاہ ہے، رعایا نہیں، وہ باپ ہے لیکن کسی کی اولاد نہیں۔ وہ سردار ہے اور اُس کا کوئی سردار نہیں۔ وہ غنی ہے اور فقیروں کے پاس نہیں پھٹکتا۔ وہ خود اپنی ذات میں علم ہے۔ کسی ذریعے سے علم حاصل نہیں کرتا۔ وہ ہدایت کرتا ہے۔ بخشش اور رحمت کرتا ہے۔

خدا ایک ہے:

اے میرے مالک میں جانتا ہوں تیری مقدس ذات ایک ہی ہے۔ تو مجھے نیک خیالوں سے نوازتا ہے اور خاموشی سے مجھے سب سے بڑی سچائی کی تعلیم دیتا ہے تاکہ میں پورے ایمان کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہوسکوں۔ (اوستایاسنا 45.5)

مالک کائنات:

خداتعالیٰ کی تعریف کرتے ہوئے زرتشت فرماتے ہیں۔

اے مالک! مجھے سچ بتا۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ کس نے کائنات کو پیدا کیا ہے؟ کون سورج اور ستاروں کو ان کے محور میں چلا رہا ہے؟ کون ہے جو چاند کو گھٹاتا اور بڑھاتا ہے؟ کیا وہ تیرے سوا کوئی اور ہے؟ کس نے زمین کو پختگی سے قائم کیا اور آسمان کو گرنے سے محفوظ رکھا ہوا ہے۔ ندیاں اور درخت کس نے تخلیق کیے ہیں؟ بادل اور ہوا کس نے چلائے؟ اے مُزدا! کس نے اچھے خیالات کی توفیق دی۔

اے مُزدا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، مجھے حقیقت سے آشنا کر۔ تاریکی اور روشنی کو پیدا کرنے والا کون ہے؟ سونا اور جاگنا کس کی تخلیق ہیں؟ فرض کی ادائیگی کے لیے عقل مند کو یاد لانے کے لیے کس نے صبح، دوپہر اور شام کو مقرر کیا ہے؟ (اوستایاسنا 5-44:3)

قادرِ مطلق:

پھر فرماتے ہیں۔

تو ہی خدا ہے، یہ میں جانتا ہوں۔اے قادرِ مطلق! تو ہی اوّل تھا۔جب زندگی نے جنم لیا۔انسان کے ہر خیال، قول اور فعل کا پھل ہے۔جس طرح تیرے ابدی قانون میں مرقوم ہے کہ برائی کا انجام بُرا ہے اور اچھائی کا انجام اچھا ہے۔قیامت تک تیری مصلحت کے تحت یہ بات یوں ہی رہے گی۔

علیم وخبیر:

وہ اعلیٰ ذات علیم وخبیر ہے۔جو کچھ پہلے ہو چکا یا جو کچھ آئندہ ہوگا، وہ اُن سب سے باخبر ہے۔وہ مالک ہی قادرِ مطلق ہے اور ہم سب اُس کے رحم وکرم کے محتاج ہیں۔

(اوستایاسنا 29.4)

لازوال:

میں دل کی گہرائیوں سے جانتا ہوں کہ تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، تو ہی اوّل ہے اور تو ہی آخر ہے۔(اوستایاسنا 31.8)

تو میرے سب اعمال سے واقف ہے وہ جو میں کر چکا ہوں یا وہ جو میں آئندہ کروں گا۔ یہ زندگی کی نعمتیں، سورج کی روشنی، صُبحوں کا طلوع ہونا۔یہ سب تیرے حکم کے پابند ہیں اور تیرے احسانات بے شمار ہیں اور تو ہی سچا ہے۔اے میرے مالک وخالق۔

(اوستایاسنا 50.1)

زرتشتی دعا:

اے اہورا مزدا! تم میری زندگی کا سرچشمہ ہو۔تم میرے جسم، میرے دماغ اور میری روح کے مالک ہو۔میں خود کو تمہارے حوالے کرتا ہوں۔میں اپنا سب کچھ تمہارے سپرد کرتا ہوں۔

میرا ذہن صرف تمہارے بارے میں سوچے گا۔میرے دل میں صرف

تمہاری یاد ہوگی۔ میری روح تمہاری پناہ میں رہے گی۔

اے اہورا مزدا! تم ہی میرے خالق اور میرے پروردگار ہو۔ میرے نگہبان اور میرے محافظ، میرے رہنما اور میرے خیر خواہ اور دوست۔

صرف تمہاری رحمت سے میں، اچھا اور نیک بن سکتا ہوں۔ بہادر اور طاقتور بن سکتا ہوں۔ امیر ہو سکتا ہوں، محفوظ ہو سکتا ہوں، خوش اور پُر امید ہو سکتا ہوں۔

سب تعریفیں اور حمد و ثناء تمہاری ہیں۔ اے اہورا مزدا۔ ہمیشہ کے لیے۔

(ڈاکٹر دستور۔ ایم۔ این۔ دھالا)

اے اہورا مزدا!

تمہارا نام سب ناموں سے اونچا ہے۔ شان و شوکت والا اور عظیم تر ہے۔ تمہارے پیارے نام کی آواز میرے کانوں کو بھاتی ہے۔

لاکھوں، کروڑوں لوگ ایک ہی وقت میں تمہارا نام پکارتے ہیں اور تم ہر ایک کی پکار سنتے ہو اور ہر ایک کی پکار کا اُسی وقت جواب دیتے ہیں۔

تم صرف ایک ہی خدا ہو لیکن لوگ تمہیں کئی ناموں سے یاد کرتے ہیں۔

اے اہورا مزدا۔ تمہارا نام نہایت عظمت والا ہے جو دنیا کے کونے کونے میں کروڑوں لوگ لیتے ہیں۔ جب میں غمگین ہوتا ہوں تو تم ہی مجھے خوشی دیتے ہو اور تمہاری حمد و ثناء سے میرا دل خوش ہو جاتا ہے۔ میرا غم ہلکا ہو جاتا ہے۔ تمہارے نام بہت بابرکت ہے۔ جب میری زندگی کے آخری لمحے ہوں تو میرے لبوں پر صرف تمہارا نام ہو۔ اے اہورا مزدا۔

(ڈاکٹر دستور ایم۔ این دھالا)

(Ref:Homage into Ahura Muzda, www.zarathushtra.com)

اسلام:

اسلام میں خدا تعالیٰ کے لیے سب سے متبرک اور اہم نام "اللہ" ہے جو کہ قرآن مجید میں ہزاروں جگہ پر استعمال ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے 99 صفاتی نام ہیں جن کے معنی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ نہایت مہربان، رحم کرنے والا، ظاہر و باطن کو جاننے والا، قادرِ مطلق، خالق کائنات، رب العٰلمین، نہایت مقدس و عظیم تر اور سب مخلوقوں کا محافظ و نگہبان اور رازق۔ معبود، پالنہار، پروردگار اور رحمت العٰلمین ہے۔

خدا ایک ہے:

قل ھواللہ احد (القرآن 112:1) کہہ دو کہ اللہ ایک ہی ہے۔

ومامن إلٰہ إلّا إلٰہ واحد (القرآن 5:73) اور اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں وہ صرف واحد ہے۔

اللہ لا إلٰہ إلّا ھو (القرآن 2:255) اللہ کے سوا کوئی اور خدا نہیں۔

ھواللہ الذی لا الٰہ الّا ھو (القرآن 59:23) وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی اور خدا نہیں۔

إلٰھکم إلٰہٗ واحد (القرآن 16:22) تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے۔

اگر اللہ ایک سے زیادہ ہوتے تو ------

(کائنات میں اگر اللہ کے سوا اور خدا بھی ہوتے تو یہاں فساد بپا ہو جاتا)

(القرآن 21:22)

اللہ کی کوئی اولاد نہیں اور نہ اُس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق کو الگ کر کے ایک دوسرے پر چڑھائی کر دیتے۔ پاک ہے اللہ اِن باتوں سے جو یہ لوگ بناتے ہیں۔ (القرآن 23:91)

اللہ کا فرمان ہے کہ دو خدا نہ بنالو۔ خدا تو بس ایک ہی ہے۔ لہٰذا تم مجھی سے ڈرو۔

(القرآن 10:51)

اُسکی کوئی مثال نہیں:

لیس کمثلہٖ شیء کوئی بھی اُس کی مثل نہیں ہے۔

وَلَم یکن لہ کفوًا احد — نہ اس کا کوئی ہمسر ہے نہ مثل ونظیر

کوئی نگاہ اُسے دیکھ نہیں سکتی اور اس کی نگاہ سب پر مرکوز ہے۔ وہ ایسا لطیف ہے کہ محسوسات کے دائرے میں آ ہی نہیں سکتا لیکن وہ ہر بات سے باخبر ہے۔

اللہ نور السموات والارض — وہ زمین اور آسمانوں کا نور ہے۔ (القرآن:6:103)

قادرِ مطلق۔ حاکم اعلیٰ:

زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور اللہ ہی زبردست اور دانا ہے۔

زمین اور آسمانوں کی سلطنت کا مالک وہی ہے۔

زندگی بخشتا ہے اور موت دیتا ہے۔

اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

وہ اوّل بھی ہے اور آخر بھی۔

اور ظاہر بھی ہے اور مخفی بھی۔

اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

وہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں تبدیل کرتا ہے۔

اور وہ دل کے پوشیدہ راز جانتا ہے۔ (القرآن:57:106)

زمین و آسمان کی تمام موجودات اُس کی ملکیت ہیں۔ سبھی اس کے مطیع فرمان ہیں۔ وہ آسمان و زمین کا موجد ہے اور جس بات کا وہ فیصلہ کرتا ہے۔ اُس کے لیے بس یہ حکم دیتا ہے کہ "ہوجا" اور وہ بات ہوجاتی ہے۔

وھو علی کل شیءٍ شہید

اور کائنات کی ہر شے اُس کے سامنے حاضر ہے۔ (القرآن:34:47)

وَکان اللہ علی کل شیءٍ مقتدرا

اور اللہ کو ہر شے پر قدرت حاصل ہے۔ (القرآن:18:45)

علیم وخبیر:

وہ زمین وآسمان کے تمام رازوں سے واقف ہے۔(القرآن25:6)

کائنات کی ہر شے اللہ کے احاطہ علم میں ہے۔(القرآن65:12)

بلاشبہ سب اللہ کے علم میں ہے کوئی شے اس سے پوشیدہ نہیں خواہ وہ زمین میں ہو یا آسمان میں۔ (القرآن3:5)

جو کچھ بھی خشکی وتری میں ہے وہ سب اُس کے علم میں ہے۔ درخت سے گرنے والا کوئی پتا ایسا نہیں جس کا اُسے علم نہ ہو۔ زمین کی تاریکی میں پنہاں دانہ کب پھوٹے گا۔ تازہ یا خشک میوہ، کب کھانے کے قابل ہوگا۔ یہ سب قانونِ فطرت کے عین مطابق ہوگا۔
(القرآن6:59)

دیکھو تم خواہ اپنے دلوں کا حال پوشیدہ رکھو یا اُسے ظاہر کرو، اللہ کے سب علم میں ہوتا ہے۔(القرآن3:29)

اللہ نگاہ کے فرق کو بھی پہچانتا ہے اور تمہارے دل کے رازوں سے بھی واقف ہے۔(القرآن40:19)

علمِ غیب کی کنجیاں صرف اللہ کے پاس ہیں، اس علم کو سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔(القرآن6:59)

خالق کائنات۔لازوال ولافناء:

کائنات کی ہر شے نے فنا ہونا ہے۔مگر صرف اللہ کی ایک ذات نے باقی رہنا ہے۔(القرآن28:88)

اللہ کے سوا اور کوئی خدا نہیں۔ ہمیشہ سے ہمیشہ تک زندہ خود قائم اور قائم

رکھنے والا۔ اُسے نہ کبھی اونگھ آتی ہے نہ نیند۔اس کائنات میں جو کچھ ہے سب اُسی کا ہے۔ (القرآن:2:55)

سب سے پہلے بھی وہی تھا اور سب سے آخر میں بھی وہی ہوگا۔ظاہر میں بھی وہی ہے اور باطن میں بھی وہی۔(القرآن:57:3)

اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمین سب پر اس کا حکم چلتا ہے اور وہ قادر ہے ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز ہر محیط ہے۔

عظیم ترین ہستی:

کائنات کی ہر شے اللہ کے احاطہ علم میں ہے۔(القرآن:65:12)

اس کے پاس ہر چیز کے اعداد و شمار ہیں۔(القرآن:76:28)

اس پوری کائنات پر صرف اللہ کی حکومت ہے۔اس کے قانون کے مطابق تمہیں زندگی ملتی ہے۔اور موت بھی۔اللہ کے سوا کوئی بھی نہ تو تمہارا ولی ہے اور نہ مددگار۔(القرآن:9:116)

کائنات کی ہر شے نے فنا ہونا ہے صرف اس ایک ذات نے باقی رہنا ہے جس کے لیے فنا نہیں ہے۔(القرآن:28:88)

اس کائنات کو عدم سے وجود میں لانے والے اللہ کا تخلیق کرنے کا انداز یہ ہے کہ جب وہ کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہے۔تو اس کے لیے کہتا ہے" ہو جا" اور اس کے ساتھ ہی تخلیق کا عمل شروع ہو جاتا ہے اور پھر وہ شے تخلیق کے مراحل طے کر کے سامنے آجاتی ہے۔(القرآن:2:117)

اللہ نے اجرام فلکی کی تخلیق اس طرح کی کہ بلندیوں پر متعدد کرّے

بنائے جو بطور آسمان کی صورت میں ہیں اور انہی جیسے کرّے پستی میں بنائے جو زمین کی شکل میں ہیں۔(القرآن:65:12)

اور تمام حمد وستائش اللہ کے لیے جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔
(القرآن:6:45)

وہی ہے نشوونما دینے والا مشرق ومغرب کا۔(القرآن:55:17)

بہترین تخلیق کار:

اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو رہنے کے قابل بنایا اور اوپر فضا کی چھتری تان دی۔ پھر اس نے تمہیں زندگی کا پیکر عطا کیا جو بہترین حسن وتناسب کا مظہر ہے۔(القرآن:40:64)

تم زمین کی حالت پر غور کرو۔ کہ وہ کس طرح خشک اور ویراں پڑی رہتی ہے۔ پھر جب ہم اس پر بارش برساتا ہوں تو اچانک لہلہانے لگتی ہے۔ اس کی خوبصورتی روز بروز اُبھرتی چلی جاتی ہے اور اس طرح خوشنما مناظر کی ایک دنیا ظہور میں آجاتی ہے۔(القرآن:66:5)

تم اپنی پیدائش پر غور کرو کہ کن کن تخلیقی مراحل سے گزرے ہو۔ میں نے تمہیں اس مادہ تولید سے پیدا کیا جو بڑا حقیر تھا۔ اس مادہ تولید کو رحم کے اندر ٹھہرایا۔ جہاں وہ ایک مقررہ اصولی اور قانون کے مطابق نشوونما پاتا رہا۔ اس طرح میں نے تمام امور کے پیمانے اور قوانین مقرر کرر کھے ہیں اور میرے مقرر کردہ پیمانے نہایت عمدگی سے نتائج مرتب کرتے رہے ہیں۔(القرآن:23-77:20)

بڑی بابرکت ہے اللہ کی ذات جس کی تخلیق تمام عملی تخلیق میں حسن و توازن لیے ہوئے ہے۔(القرآن:25:143)

رزاق:

اے بنی نوع انسان!
اللہ کی ان نعمتوں کو یاد کرو جو تم پر نازل کی گئی ہیں۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور پیدا کرنے والا ہے؟ جو تمہیں آسمان و زمین سے رزق مہیا کرے۔
(القرآن:35:3)

زمین پر کوئی جاندار ایسا نہیں جس کے رزق کی ذمہ داری اللہ کے ذمہ نہ ہو۔(القرآن:11:6)

زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیاں اللہ کے ہی پاس ہیں۔ رزق کی فراوانی بھی اس کے قانون مشیت کے مطابق حاصل ہوتی ہیں۔ اور تنگی و ترشی بھی۔ بلاشبہ وہ ہر بات کا علم رکھنے والا ہے۔

اللہ وہ ہے جس نے ان بے پایاں اور عمیق سمندروں کو تمہارے تابع و مسخر کر دیا تا کہ ان میں اللہ کے قانون کے مطابق جہاز رانی کر کے روزگار کی تلاش میں اِدھر اُدھر جا سکو اور اس طرح تمہاری سعی و کاوش بہتر نتائج پیدا کر سکے۔ ایک ہی سمندر کیا؟ اس نے تو کائنات کی بلندی و پستی میں جو کچھ ہے۔ وہ سب تمہارے تابع کر دیا۔ دیکھو ان امور میں قوانین موجود ہیں ۔ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔
(القرآن:45:12-13)

غور کرو کہ دنیا میں کتنے جاندار ایسے ہیں جو اپنا رزق پیٹھ پر لادے پھرتے ہیں۔ اللہ ہی ہے جو انہیں اور تمہیں سب کو رزق دیتا ہے اور سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے۔(القرآن:29:60)

حمد و ثناء:

کائنات کا گوشہ گوشہ اپنے پیدا کرنے والے کی حمد و ستائش کی واضح

تصویر ہے۔اس میں تاریکی اور اجالے کی نمود ہے۔سب اس کے قانون کے مطابق ہے۔لوگوں کی یہ روش غلط ہے جو وہ توحید سے انکار کرتے ہیں اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک گردانتے ہیں۔

(القرآن:6:01)

ان لوگوں سے اگر پوچھا جائے کہ زمین وآسمان کو کس نے پیدا کیا ہے۔ تو وہ کہیں گے کہ اللہ نے۔اللہ کا قانون بھی یہی ہے۔اسی کی ہر جگہ قابل حمدوستائش بھی ہے۔کائنات کی ہر شئے اس کے قوانین کی حمدوثناء کی زندہ شہادت ہے۔کائنات کی وسعتوں اور اس کے قوانین کی حدود کا یہ عالم ہے کہ اگر تمام روئے زمین کے درخت قلم بن جائیں۔تمام سمندر روشنائی میں تبدیل ہو جائیں تو بھی ان قوانین کا احاطہ نہیں کر سکیں گے۔یہ قوانین اتنی قدرت رکھتے ہیں کہ اس عظیم القدر کائنات کو کنٹرول میں رکھ سکیں۔اور یہ علم وحکمت پر مبنی ہیں۔

(القرآن:27-31:25)

اور سورج اپنے مدار پر رواں دواں ہے۔
یہ سب کچھ ان پیمانوں کے مطابق ہو رہا ہے۔جو زبردست اور صاحب علم ہستی نے مقرر کر دیے ہیں۔اور چاند کی منزلیں مقرر کر دی ہیں۔ وہ اپنے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔جہاں سے سوکھی ٹہنی کی طرح نظر آتا ہے۔نہ سورج اپنی حدود سے آگے بڑھ کر ایسا کر سکتا ہے کہ چاند کو جا پکڑے۔اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے۔یہ تمام اجرام فلکی اپنے اپنے مدار میں تیرتے چلے جا رہے ہیں۔

(القرآن:36:3840)

بدھ مت:

مہاتما بدھ کی تعلیم کا مرکزی نقطہ نروان کا حصول ہے اور گوتم بدھ کے نزدیک ہر برائی کی

جڑ نفسانی خواہشات ہیں۔ جب انسان نفسانی خواہشات کے سرکش گھوڑے کو اطاعتِ الٰہی کے ذریعے قابو کر لیتا ہے اور اپنے آپ کو اللہ کی صفات کا تابع کر لیتا ہے تو اس کی روح کا اللہ سے وصال ہو جاتا ہے۔ اور حضرت مہاتما گوتم بدھ اسی حالت کو "نروان" کا نام دیتے ہیں۔

نروان کی حالت میں خواہشات اور جذبات ختم ہو جاتے ہیں۔ انسان کو قلبی اور روحانی سکون حاصل ہوتا ہے۔ دنیاوی امور سے وابستگی اس کے دل سے ختم ہو جاتی ہے۔ انسان ذہنی، جسمانی، قلبی اور روحانی اطمینان و سکون اور طمانیت حاصل کر کے واصل باللہ ہو جاتا ہے۔ اور حضرت مہاتما بدھ نے بسا اوقات اپنے بھکشوؤں کو اپنی ساری توانائیاں نروان کے حصول کے لیے خرچ کرنے پر زور دیا۔

خدا تعالیٰ کے ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں گوتم بدھ خاموش رہا۔ وہ لوگوں کو فلسفیانہ موشگافیوں میں ڈالنے کی بجائے خدا کے راستے پر چلنے والے احکامات کی تلقین کر کے "نروان" حاصل کرنے کا درس دیتا رہا۔

ایک بار ایک شاگرد نے مہاتما بدھ سے پوچھا۔

کیا خدا ہے؟

تو آپ نے جواب دینے سے انکار کر دیا۔

اس نے اصرار کیا۔ تو گوتم نے کہا۔

اگر تم پیٹ درد میں مبتلا ہو؟ تو کیا تمہارا مرض دوائی کھانے سے ٹھیک ہو گا یا کہ صرف ڈاکٹر کا نسخہ پڑھتے رہنے سے؟

اس نے کہا دوائی کھانے سے۔ تو پھر گوتم بدھ نے فرمایا۔

یہ ہمارا کام نہیں ہے۔

کہ خدا تعالیٰ کو ڈھونڈتے پھریں۔ ہمارا کام یہ ہے کہ

اس دنیا کے دکھوں سے کس طرح سے نجات حاصل کریں۔

حضرت مہاتما بدھ نے ایک اور تمثیل سے یوں جواب دیا۔

اگر کسی کو زہریلا تیر لگے اور وہ طبیب سے جو تیر نکالنے لگے یہ کہے کہ جب تک مجھے مارنے والے کی ذات معلوم نہ ہو۔ اُس کا نام معلوم نہ

ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ پست قد تھا، دراز قد تھا، موٹا تھا، پتلا تھا، وہ کہاں رہتا تھا یا کس چیز سے تیر کی نوک بنائی تھی۔ تب تک میں تیر نہ نکالنے دوں گا۔ تو وہ شخص ان سوالات کے جواب حاصل ہونے سے پہلے مر جائے گا۔ اس طرح سے وہ شخص جو فلسفیانہ سوچ اور ذہنی سوالات پوچھنے میں مصروف رہے گا، نقصان اٹھائے گا۔ چنانچہ اس قسم کے سوالات سے نہ علم نہ بیداری اور نہ عرفان حاصل ہوتا ہے۔

اگرچہ مہاتما بدھ کی تعلیمات میں خدا کا ذکر نہیں ملتا اور نہ ہی اس نے اپنے آپ کو نجات دہندہ قرار دیا اور اسی سبب سے بدھ کی تعلیمات میں عبادت و ریاضت، اعتقادات اور ایمان بالغیب کے تصورات نہیں ملتے اور نہ ہی نجات و مغفرت کا کوئی تصور پایا جاتا ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے پیروکاروں کو کسی خارجی طاقت یا قوت یا ماورائی قوتوں پر بھروسہ کرنے کی بجائے خود اپنی کوششوں اور کاوشوں پر بھروسہ کرنا سکھانا چاہتا تھا تاکہ وہ خود سیدھے راستے پر چلتے ہوئے اپنی زندگی سدھاریں۔ اور عالمِ غیب کے معاملات جنت، دوزخ، نجات و مغفرت، حیات و ممات جیسے معاملات میں نہ الجھے رہیں۔ بلکہ انہوں نے اپنے پیروکاروں کو واضح طور پر ہشت نکاتی اصول بتائے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ اصول اتنے آفاقی اور اعلیٰ ہیں کہ ان پر عمل کرتے ہوئے ہر انسان کی نہ صرف دنیا بدل جاتی ہے بلکہ عاقبت بھی سنور جاتی ہے۔

حضرت مہاتما بدھ کے اس روّیے کی تشریح ہمارے عہد کے مشہور فلسفی نطشے نے یوں کی ہے۔

ایک دن وہ گھاس پر لیٹا ہوا تھا کہ ایک بھڑ نے اُس کے کان میں کہا۔

"خدا مر گیا ہے"

نطشے کے نقادوں نے لکھا ہے کہ نطشے نے خدا کے مرجانے کی نوید اس

لیے سنائی تھی کہ انسان عموماً اپنی برائیوں اور کوتاہیوں کو خدا کے ذمہ ڈال دیتا ہے۔ لہٰذا جب خدا نہیں ہوگا تو وہ ان کا ذمہ دار خود ہوگا۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہنسی آتی ہے مجھ کو حضرتِ انسان پر فعلِ بد تو خود کرے لعنت کرے شیطان پر

بدقسمتی سے تمام مذاہب کی تاریخ یہ ثابت کرتی ہے کہ جو لوگ خدا کو تسلیم بھی کرتے ہیں اُن کی اخلاقی حالت بدستور خراب ہی رہتی ہے۔ تمام مذاہب کے پیروکار خدا تعالیٰ کو تسلیم کر لینے کے باوجود انسانوں کے لیے رحمت کی بجائے زحمت ثابت ہوتے ہیں اور مذاہب کی اعلیٰ ترین تعلیمات کے باوجود ایک ہی مذہب کے مختلف فرقوں کے لوگوں نے باہمی لڑائیوں میں کشت وخون، جنگ وجدل اور ظلم وستم کے وہ پہاڑ اپنے ہم مذہب لوگوں پر ڈھائے کہ جن کو پڑھ کر انسان خون کے آنسو روتا ہے۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ حضرت مہاتما بدھ نے درج ذیل مابعد الطبعیات کے مسائل پر بحث ومباحثہ ترک کر دیا تھا۔ مثلاً

1- خدا تعالیٰ کے ہونے یا نہ ہونے کے دلائل
2- کائنات حادث ہے یا قدیم
3- روح کی حقیقت کیا ہے؟
4- موت کے بعد زندگی کی مختلف صورتیں کیا ہیں۔
5- مابعد الطبعیات کے دیگر مسائل

اور حضرت مہاتما بدھ نے ان مسائل سے ہٹ کر اپنے پیروکاروں کو نہایت اعلیٰ اخلاقی قدروں کا درس دیا اور اُن پر عمل پیرا ہونے کی سختی سے ہدایت کی۔

لیکن پروفیسر چودھری غلام رسول چیمہ اپنی کتاب "مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ" میں لکھتے ہیں:

گوتم بدھ کے متعلق عام طور پر یہ خیال پایا جاتا ہے کہ وہ خدا، روح، فرشتوں، قیامت، اور حیات بعد الموت کے منکر ہیں۔ یہ خیال حقائق کی روشنی میں بالکل بے بنیاد اور غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ گوتم بدھ نے ویدک دھرم کے تصورِ خدا اور روح سے انکار کیا ہے۔ ویدک

دھرم میں روح کو ازلی، ابدی اور غیر متغیر مانا جاتا ہے۔ اور خدا کو ہمہ اوست تصور کیا جاتا ہے۔ بدھ ان نظریات کو نہیں مانتا تھا۔ اس بات کی تائید بدھ مت کی اشوک کی کتب اور اشوک کے کتبات سے ہوتی ہے جو گوتم بدھ کی اعلیٰ تعلیم کو جاننے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ اور ان میں لکھا ہوا ہے کہ:۔

جب گوتم بدھ کو "درختِ دانش" کے نیچے بُدھ کا رتبہ ملا تو وہ خدا کے حضور یوں دعا گو ہوا۔

"اے جسد خاکی کے بنانے والے۔ جب تک میں نے تجھے نہیں پایا تھا۔ مجھے حیات و ممات کے بہت سے مرحلوں سے گزرنا پڑتا تھا اور وہ سب درد انگیز صورتیں تھیں۔ مگر اب میں نے تجھے دیکھ لیا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ تو اس جسد خاکی کو پھر نہ بنائے گا۔ دل نے دولت نروان حاصل کر لی۔ تمام خواہشات فنا ہو گئیں۔" (دھمپد 5:153)

پرنسپ جو کہ اشوک کے کتبوں کا پہلا پڑھنے والا محقق ہے۔ لکھتا ہے کہ جب ستونی کتبہ ہفتم اور دھولی کتبہ دستیاب ہوئے تو اِن کتبوں میں تین جگہ ایسانا (Isana) کا ذکر آتا ہے جس کے معنی ایشور کے ہیں۔ پرنسپ نے واضح طور پور انہیں پڑھ کر ان سے معنی خدا کے لیے ہیں۔ اُس نے کتبہ دھولی کو یوں پڑھا۔

"ایسانا (خدا) پر ایمان لاؤ۔ اور اس کی ہستی کا اقرار کرو۔ کیونکہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ اس کی ہی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے۔"
(دھولی کا پہلہ کتبہ)

آرتھر للی اپنی کتاب (Buddhism in Christiandom) میں یہ اقتباس دینے کے بعد لکھتا ہے کہ اشوک کے وقت برہمن خدا تعالیٰ کو "ایسانا" کہتے تھے۔

ایک دفعہ گوتم بدھ نے فرمایا۔

جب کوئی حق کو قبول کرے۔ پاک وصاف زندگی گزارے۔ بے حد محبت بھرا دل رکھے۔ جو سب کو بلا تفریق چاہے۔ وہی برہما کے وصال

کو حاصل کرنے کے قریب ہے۔ وہ موت کے بعد جب جسم فنا ہو جائے گا۔ برہما سے جا ملے گا اور ابدی زندگی حاصل کر لے گا۔

ایک اور حوالہ ہے۔ کسی نے بدھ سے پوچھا۔

آپ برہما کے دیش کو جانتے ہیں۔ جواب دیا۔ ہاں۔ برہما کو میں جانتا ہوں۔

یعنی برہما کے دیش اور اُس تک پہنچنے کی راہ مجھے معلوم ہے۔ بالکل ایسے جس طرح کوئی خود اس میں داخل ہو چکا ہو۔

نوٹ:۔ برہما اپنیشدوں میں خدائے واحد و برحق کا نام ہے۔

(مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ۔ پروفیسر غلام رسول چودھری۔ صفحہ 276)

تاؤمت:

(جو کہ حضرت عیسیٰؑ سے 600 سال پہلے ہوئے)

تاؤمت کے بانی حضرت لاوزے نے اپنے فلسفیانہ خیالات کا اظہار اپنی آفاقی کتاب تاؤتی چنگ (Tao-te-Ching) میں کیا ہے۔

تاؤتی چنگ کا ترجمہ "صراطِ مستقیم" کیا گیا۔ تاؤتی چنگ میں اہم ترین لفظ "Tao" تاؤ ہے۔ اس کے مختلف معنی بیان کیے گئے ہیں مثلاً خدا، آفاقی، عقلِ کُل۔ ابدی قول۔ ابدی ہستی۔ امن کا راستہ۔ استدلال وغیرہ

تاؤ کی صفات:

حضرت لاوزے نے اپنی کتاب میں تاؤ کی درج ذیل صفات بیان کی ہیں۔

☆ تاؤ واحد ہے۔

☆ یہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔

☆ تاؤ ہر جگہ موجود ہے۔

☆ تاؤ ہی کی ذات سے تمام کائنات کی عظمت اور شان و شوکت قائم ہے۔

☆ تاؤ بے نام ہے۔ غیر مادی ہے اور انسانی محسوسات میں نہیں آ سکتا

☆ چاند اور سورج اپنے مدار پر اسی کی وجہ سے گھومتے ہیں۔

☆ ننھے منے کیڑوں کو جوزندگی بخشنے والا ہے۔
☆ تاؤ کا جسم نہیں۔ یہ ایک لطیف چیز ہے۔
☆ تمام اجسام اسی کی پیدا کردہ ہیں۔
☆ اس کی اپنی کوئی آواز نہیں۔ لیکن تمام آوازیں اس کی بنائی ہوئی ہیں۔
☆ تاؤ نا قابل تقسیم ہے۔

تاؤ مت میں خدا تعالیٰ ایک غیر مادی، غیر شخصی اعلیٰ و عظیم تر ہستی ہے جو کہ خالق کائنات اور ازلی و ابدی ہے اس کا نام "تاؤ" ہے۔ تاؤ ہی سب چیزوں کا پیدا کرنے والا۔ اول و آخر۔ لازوال و لافنا اور اعلیٰ ترین ہستی ہے جسکی قدرت سے سب چیزیں وجود میں آ رہی ہیں۔

لاوزے اپنی آفاقی کتاب تاؤتی چنگ (Tao-te-Ching) میں لکھتے ہیں۔
" کوئی تو ہستی ہے جو کہ لافانی اور ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ جو کہ آسمانوں اور زمین سے پہلے بھی موجود تھی جس کی نہ شکل ہے اور نہ ہی آواز۔ اُس کا کسی پر انحصار نہیں اور یہ غیر متغیر ہے۔
یہ ہر جگہ موجود ہے۔ یہ لازوال و لافنا ہستی کو کسی کا خوف نہیں۔ یہ تمام چیزوں کی خالق ہے۔ اس لیے اس کو کائنات کی ماں بھی کہا جا سکتا ہے۔ مجھے اس کے نام کا علم نہیں ہے۔ میں اسے "تاؤ" کہتا ہوں۔
اگر تم مجھے نام دینے پر مجبور کرو گے۔
تو میں کہوں گا کہ " عظیم ترین ہستی"
عظیم ترین کا مطلب ہے ہر جگہ موجود۔
اور ہر جگہ موجود کا مطلب ہماری سمجھ سے بالاتر
(تاؤتی چنگ-25.(ws))

حضرت لاوزے مزید فرماتے ہیں۔
سب چیزیں جو پیدا ہوئی ہیں۔

اپنے خالق کی طرف لوٹ جائیں گی۔
لیکن یہ واپسی پُر امن ہوگی۔
یہ نظامِ قدرت ہے کہ
چیزیں پیدا ہوتی رہیں گی اور ختم ہوتی رہیں گی
(صرف اُس اعلیٰ ہستی کی ذات باقی رہے گی۔) (تاؤتی چنگ 16)

پھر فرماتے ہیں:۔

وہ میرا رہبر ہے۔ وہ دس ہزار چیزوں کے بارے میں فیصلے کرتا ہے، تھکتا نہیں۔ اُسکی سخاوت اور فیاضی ہزاروں، لاکھوں نسلوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن وہ کسی پر احسان نہیں جتاتا۔ وہ قدیم ترین چیز سے بھی بہت زیادہ قدیم ہے۔ لیکن اپنے آپ کو پرانا نہیں سمجھتا۔ اس کی حکمرانی افلاک پر محیط ہے اور زمین پر بھی اسی کی بادشاہت ہے۔ اس کے ہاتھوں کے ہزاروں لاکھوں نقوش کمالِ فن کے کرشمے ہیں لیکن وہ اپنے آپ کو فن کار نہیں سمجھتا۔ وہ اپنے آپ میں یکتا ہے۔

(چوانگ ژو-6)

تنگ کواؤ ژو نے چوانگ زو سے پوچھا۔
تاؤ کس کو کہتے ہیں اور وہ کہاں ہے؟
چوانگ ژو نے جواب دیا "وہ ہر جگہ ہے"
تنگ نے کہا ایسے بات نہیں بنے گی۔ آپ مخصوص جگہ بتائیں۔
کہ تاؤ کہاں ہے؟
چوانگ نے جواب دیا یہ کیڑی میں ہے۔
آپ اتنے نیچے کیوں چلے گئے ہیں۔
چوانگ نے کہا۔
یہ گھاس پھوس میں بھی ہے۔

آپ تو مزید نیچے چلے گئے۔

چوانگ نے کہا کہ یہ "مٹی کے ذرے میں بھی ہے"

پھر چوانگ نے کہا خاص جگہ یا چیز کا نہ پوچھو۔

تاؤ ہر جگہ ہے۔کائنات کی کوئی چیز تاؤ کے بغیر نہیں ہے۔وہ مکمل ترین ہستی ہے۔عظیم ترین ہستی ہے

تین لفظ اگرچہ الگ ہیں۔

1- مکمل 2- کامل 3- سب کچھ

لیکن تینوں کا مطلب ایک ہی ہے۔

تاؤ ایک ہی ہے۔وہ یکتا ہے۔اُس جیسا کوئی نہیں۔

(چوانگ ژو22(ws))

تاؤ فلسفہ کے ماہر ہوائی مان ژو نے "تاؤ" کی تعریف یوں کی ہے۔

تاؤ ہی آسمان کا سہارا دینے والا اور زمین کا بچھانے والا ہے۔

جس کی نہ کوئی حد ہے اور نہ انتہا

جسکی بلندی ناپی نہیں جا سکتی اور نہ ہی اسکی گہرائی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

تمام کائنات اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔

وہ بے حد لطیف اور باریک ہے۔

ہر شے میں اس طرح موجود ہے جس طرح کہ پانی دلدل میں ہوتا ہے۔

پہاڑوں کی بلندی اور غاروں کی پستی تاؤ ہی کے دم سے قائم ہیں۔

جانوروں کا چلنا، پرندوں کا اڑنا، چاند اور سورج کی روشنی سب اُسی کے فیض کے کرشمے ہیں۔

ہوا وہ چلاتا ہے۔

بارش وہ برساتا ہے۔

درختوں میں کونپلیں وہ پیدا کرتا ہے۔

انڈوں سے بچے وہ نکالتا ہے۔

اُس کا جسم نہیں اُس کے ذرائع غیر محدود اور نظر سے اوجھل ہیں

لیکن تمام چیزوں کو عدم سے وجود میں لانے والا وہی ہے۔

(دنیا کا مذہبی نظام۔ صفحہ 78۔ مذاہب کا تقابلی مطالعہ۔ پروفیسر غلام رسول)



ایک خدا ۔۔ ایک پیغام

"اور یہی اللہ کا قانون ہے۔ اُن لوگوں کے لیے جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور آپ اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی ہرگز نہ پائیں گے"۔ (القرآن 2:33)

رِگ وید میں ارشاد ہوا ہے:

"ایشور کے قانون اٹل ہیں۔ وہ ہرگز نہیں بدلتے"۔ (رگ وید 1.24.10)

خدا تعالیٰ ایک ہے اور اپنی تمام مخلوق کے لیے اُس کا پیغام بھی ایک ہی ہے۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی خاص فرقے، قوم، نسل یا مذہب کے لوگوں کے لیے اُس کا پیغام کچھ اور ہو اور بعض مخصوص لوگوں کے لیے کچھ اور۔ کیونکہ یہ خدا کی فطرت، اُسکی ربوبیت، عظمت اور بزرگی کے خلاف ہے۔ اسی لیے کائنات میں ہر لحاظ سے خدا تعالیٰ کے اصولوں، قوانین اور تعلیمات میں مطابقت اور ہم آہنگی نظر آتی ہے اور اُس کے ہمہ گیر اور آفاقی اصولوں میں عالمگیریت پائی جاتی ہے۔

وہ اپنے مستقل قوانین، پختہ ضابطے اور نہایت منظم و مضبوط قاعدے رکھتا ہے۔ جس کی بناء پر اُسے سارے جہاں پر قدرت حاصل ہے۔ اُس کے قوانین اور احکامات مذہب، رنگ، نسل یا قومیت کی بنیاد پر مختلف لوگوں کے لیے ہرگز مختلف نہیں ہیں اور اس کا بھرپور اظہار ہمیں کائنات کے آفاقی اصولوں میں ملتا ہے اور اُسکے عالمگیر اصولوں کے مطابق ہی ہوا، پانی، درخت، جانور، انسان، سورج، سیارے، دریا، سمندر وغیرہ سب سرگرمِ عمل ہیں۔ اُس کا کوئی

خاص قانون یا طریقہ کسی ایک نسل، مذہب یا مخصوص لوگوں کے لیے ہرگز نہیں ہے۔ وہ سارے جہاں کا خدا ہے اور اپنی مخلوق میں مذہب، رنگ ونسل، ذات برادری یا کسی اور لحاظ سے قطعاً تفریق نہیں کرتا اور یہ اصول کائنات کے تمام قوانین میں بدرجہ اُتم موجود ہے۔

فطرت میں۔ مذہب نہیں:

"یہ اللہ کی سنت ہے جو پہلے سے چلی آ رہی ہے۔ تم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے"۔ (القرآن 48:23)

خدا تعالیٰ کے آفاقی اصولوں میں عالمگیریت پائی جاتی ہے اور اس کا عملی اظہار ہمیں قوانینِ فطرت میں نظر آتا ہے کیونکہ سورج جب چمکتا ہے تو اُسکی کرنیں سارے جہاں کو روشن کرتی ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا کہ سورج کی کرنیں کسی ایک مخصوص علاقے یا اُس کے پسندیدہ لوگوں تک پہنچتی ہوں اور باقی اُس سے محروم رہیں بلکہ بلا امتیاز رنگ ونسل و مذہب سورج کی تمازت سے دنیا کا ہر گوشہ فیض یاب ہوتا ہے۔ کھیتیاں لہلہا اٹھتی ہیں۔ زندگی کی بہاریں پروان چڑھتی ہیں۔ اور دنیا رنگینیوں سے بھر جاتی ہے۔

اسی طرح چاند کے حُسنِ عمل سے جب سمندروں میں مدوجزر رُونما ہوتا ہے تو آبی بخارات اٹھتے ہیں اور ہوائیں اُنہیں کرہ ہوائی تک پہنچا دیتی ہیں اور پھر بادلوں ں کی شکل میں خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق جس جس علاقے میں بارانِ رحمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہاں بلا تفریق مذہب ونسل مخلوقِ خدا بارش سے فیضیاب ہوتی ہے۔ اور اُس میں خدا تعالیٰ کسی مخصوص گروہ، مذہب یا نسل کا خیال نہیں کرتا بلکہ اُس کی رحمت ہندوؤں کے علاقے میں بھی ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے علاقے میں بھی اور سکھ، عیسائی، جین اور یہودی بھی اُس کی رحمت اور فضل وکرم سے محروم نہیں رہتے۔

اور پھر اس بارش کی بدولت اور خدا تعالیٰ کے مخصوص قواعد وضوابط کے تحت بے جان زمین میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور خدا کے بندوں میں سے جو بھی زمین کا سینہ چیر کر بیج بوتا ہے۔ اُسکی زمین بلا تفریق مذہب، رنگ ونسل کھیتیاں اگاتی ہے۔ فصلیں پیدا کرتی ہے۔ مزید ارپھل اور خوبصورت پھول پیدا کرتی ہے۔ زمین نے کبھی یہ نہیں کہا کہ مجھے سینچنے والا تو

ہندو ہے۔ میں اسکی فصل کیوں اگاؤں؟ یا مجھے بونے والا عیسائی ہے میں اس کو رزق کیوں دوں؟

یا یہ کہ مجھے جس نے بویا ہے وہ مسلمان ہے اور چونکہ وہ خود کو خدا کا پسندیدہ اور محبوب ترین مذہب کا فرد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔تو اس لئے میں خدا کے پسندیدہ اور محبوب فرد کو دوسروں کی نسبت زیادہ غلہ یا فصل پیدا کر کے دوں۔۔۔ایسا تو کبھی نہیں ہوتا کیونکہ خدا کے اصول وضوابط اٹل ہیں اور مذہب کی بنیاد پر اُن میں کوئی تفریق نہیں ہے۔

چنانچہ خدا تعالیٰ کے آفاقی قوانین کے مطابق جو فصل کو وقت پر پانی نہیں دے گا اُس کی فصل سوکھ جائے گی۔ جو کھاد نہیں ڈالے گا اُس کی فصل کم ہوگی اور اس کے برعکس جو وقت پر کھاد، بیج، پانی اور دوسرے کاشتکاری کے تقاضے پورے کرے گا۔ خدا تعالیٰ بغیر دیکھے اور سوچے کہ اُس کا کس مخصوص مذہب، نسل، قبیلہ یا قوم سے تعلق ہے، اُسے اپنی رحمتوں اور عنایات سے نوازے گا اور اُسکی زمین لہلہاتی فصلوں، پھولوں اور پھلوں سے لد جائے گی۔
اسی طرح کیا کبھی آپ نے سنا ہے کہ کسی آم کے درخت نے یہ کہہ کر پھل دینے سے انکار کر دیا ہو کہ اس پھل کا فائدہ تو کسی مخصوص مذہب کے آدمی کو ہوگا اور چونکہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کے نزدیک اُسکا شمار خدا کے ناپسندیدہ اور راندہ درگاہ لوگوں میں ہوتا ہے۔اس لیے میں اُس کے لئے اپنا پھل پیدا نہیں کروں گا تا کہ یہ خدا کا ناپسندیدہ شخص اُس سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔
شاید ایسا کبھی نہیں ہوا اور ہم نے کبھی ایسا سُنا بھی نہیں۔خدا تعالیٰ کے تمام پھل دار، پھول دار سرسبز اور ہرے بھرے درخت بلاتفریق مذاہب، رنگ ونسل اور قوم وملت خدا تعالیٰ کے سب انسانوں کے لیے پھل، پھول، سبزیاں، فصلیں اور دوسری نعمتیں مہیا کرتے ہیں۔اور لوگ اُن سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

آپ کائنات پر، خدا تعالیٰ کے قانون فطرت پر، خدا تعالیٰ کے اصول وضوابط، خدا تعالیٰ کی نعمتوں اور عنایات پر جتنا بھی غور کریں گے آپ پر یہ حقیقت آشکار ہوگی کہ خدا تعالیٰ کے کسی کام میں آپ کو مذہب نظر نہیں آتا اور اُسکی فطرت کے یکساں اور ہم آہنگ اصول وضوابط

قدرت میں ہر جگہ پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں۔

آگ کا کام جلانا ہے۔آگ جب بھڑکتی ہے تو یہ نہیں دیکھتی کہ اُس کی تپش سے ہندو کا گھر جل رہا ہے یا مسلمان کا،عیسائی کا بچہ جھلس رہا ہے یا یہودی کا۔ جو اُس کے سامنے آئے گا وہ اُس کو جلا کر راکھ کر دے گی۔ پانی یہ نہیں دیکھتا کہ مجھ میں ڈبکیاں لگانے والا کون ہے۔۔۔۔ جو تیرنا نہیں جانتا وہ ڈوب جائے گا۔اور جب خدا نے اپنی مخلوق میں مذہب کی بنیاد پر فرق نہیں کیا تو پھر ہم ایسا کیوں کرتے ہیں؟ پھر ہم نے کیوں اس دنیا کو رنگ و نسل،قوموں اور مذہبوں میں تقسیم کر دیا ہے۔گویا فرشتوں کا یہ خدشہ درست ثابت ہو گیا کہ:

"جب خدا نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر اپنا قائم مقام مقرر کرنے والا ہوں۔انہوں نے کہا۔
کیا تو ایسی نسل کو خلیفہ مقرر کرے گا جو اس میں فساد مچائے گی اور خون خرابہ کرے گی"۔(القرآن 2:4)

چنانچہ بجائے اس کے کہ ہم باہم محبت و یگانگت،اخوت و بھائی چارہ اور ہمدردی و رحمدلی سے رہیں۔اس دنیا کو ہم نے مذاہب،رنگ و نسل،قومیتوں،زبانوں،قوموں اور فرقوں میں تقسیم کر کے اس کُرۂ ارض کو جنگ و جدل اور قتل و غارت کی آماجگاہ بنا دیا ہے۔اور کیا یہ خدا تعالیٰ کی اوپر بیان کی گئی فطرت کے بالکل الٹ نہیں ہے؟؟

ذرا سوچیے!

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ ایک ہندو جب مندر میں جا کر ہاتھ پھیلاتا ہے تو بھگوان اُسکی جھولی کیوں بھر دیتا ہے؟ ایک عیسائی گرجا گھر میں جا کر خدا کے سامنے گڑگڑاتا ہے تو خدا اُسکی التجائیں سُن کر کیوں جواب دیتا ہے؟ ایک یہودی کنشت میں جب سجدہ ریز ہوتا ہے تو خدا اُس پر اپنی عنایات کی بارش کیوں کرتا ہے؟ ایک مسلمان جب مسجد میں سجدہ ریز ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ اُس کے دل کی مراد کیوں پوری کرتا ہے؟ *

آخر خدا تعالیٰ سب کی کیوں سُنتا ہے؟ کیونکہ ایک مذہب والے تو سمجھتے ہیں کہ دوسرے مذہب والے خدا کے ناپسندیدہ اور دھتکارے ہوئے لوگ ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ عملی طور پر خدا تعالیٰ اپنے انسانوں میں کہیں کوئی تفریق نہیں کرتا۔وہ ہندو کی بھی آہ سنتا ہے۔مسلمان کی

بھی فریاد سنتا ہے۔ یہودی پر بھی عنایات کی بارش کرتا ہے اور عیسائی پر بھی رحمت نازل کرتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ یہ اس لیے ہے کہ یہ غلط معیار اور اعتقادات جو مختلف مذاہب کے پیروکاروں نے ان پڑھ ملاؤں، پنڈتوں اور پادریوں کی مذہب کی غیر فطری تشریحات اور تعلیمات کی بنا پر اپنے دل میں جاگزیں کر رکھے ہیں درحقیقت اُن کا قانون فطرت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے قواعد و ضوابط بلا تفریق مذہب سب انسانوں کے لیے یکساں ہیں۔

اللہ کا رنگ

خدا تعالیٰ کی فطرت پر غور اور خدا تعالیٰ کے طریقوں کے مطابق اپنے عقائد و نظریات پر عمل کرنا ہی خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگنا ہے۔ ایسا نہیں کہ خدا کا قانون فطرت تو کسی اور طرف غمازی کر رہا ہو اور ہم اپنے ذہنی تعصبات اور نسل، نسب، برادری، مذہب اور ملت کے خول میں بند ہو کر کنویں کے مینڈک کی طرح اپنی ہی سوچ کو محدود کر لیں۔

خدا نے صاف کہہ دیا کہ قوانین فطرت پر غور کرو۔ جن میں بے انتہا یکسانیت اور ہم آہنگی ہے۔ اور جو پوری مخلوق کے لیے ہے۔ نہ کہ صرف مخصوص لوگوں، فرقوں یا مذاہب کے پیروکاروں کے لیے۔ اس لیے اپنے آپ کو اللہ کے رنگ میں رنگ دینے کا یوں حکم ہوا ہے:

"اللہ کا رنگ اختیار کرو

اور کس کا رنگ بہتر ہو سکتا ہے

اللہ کے رنگ سے"

(القرآن 2:138)

چنانچہ اللہ کا رنگ کیا ہے؟

تو اس کی نہایت خوبصورت وضاحت قرآن مجید کی ان آیات میں یوں کر دی گئی ہے:

"پس تم یکسو ہو کر اپنا رُخ اُس دین کی سمت میں جما دو۔ قائم ہو جاؤ اُس فطرت پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جا سکتی۔ یہی بالکل راست اور درست دین ہے۔ مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں"۔ (القرآن 30:30)

حضور ﷺ کی درج ذیل حدیث میں نہایت تفصیل سے دینِ فطرت کی مزید تشریح یوں کی گئی ہے:

"ہر ایک بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اُسکے ماں باپ اُسکو یہودی، نصرانی یا مجوسی (مذہبوں کے چکر) بنا دیتے ہیں۔ جیسے تم دیکھتے ہو کہ ہر چوپائے جانور کا بچہ پورے بدن کا پیدا ہوتا ہے۔ کہیں تم نے دیکھا کہ کوئی بچہ کن کٹا پیدا ہوا ہو (یعنی پیدائشی طور پر بچے پر عیسائیت، یہودیت، مجوسیت یا ہندومت وغیرہ کی مہر لگی ہو)"

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

"قائم ہو جاؤ اُس فطرت پر جس پر اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا۔ اللہ کی بنائی ہوئی ساخت تبدیل نہیں ہو سکتی یہی دین قیم ہے"۔
(حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ بخاری، کتاب التفسیر)

اسی لیے خدا تعالیٰ بلا تفریق مذہب اپنی مخلوق پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مندر سے آنے والی رام، رام کی آوازیں اُسی کو پکارتی ہیں۔ گرجے سے اٹھنے والی "ہلیلویاہ" کی حمد بھی آسمانوں کو چیر کر اُسی تک پہنچتی ہے۔ مسجد سے اٹھنے والی "اللہ ھُو" کی سرمست آواز بھی اُسی کو بلا رہی ہے اور گردوارے سے اُٹھنے والی "واہے گرو" کی آواز بھی اُسی کو پکار رہی ہیں۔ اس لیے وہ سب کی التجاؤں، فریادوں اور دعاؤں کو سنتا اور جواب دیتا ہے۔

اسی لیے جین مت کے روحانی پیشوا نے فرمایا کہ:

"تعصبات سے بالاتر ہو کر جب کوئی بالائے حق کو کسی بھی جگہ کسی بھی طریقے اور کسی بھی نام سے پکارتا ہے۔ وہ اُس کو پالیتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک ہی ہے۔ میرے مالک تم ایک ہی ہو۔ اگرچہ تمہارا اظہار ہزاروں طریقوں سے ہوتا ہے"۔ (جین مت، ہماچندرا، دواتر شوکا 29)

نہ صرف یہ ہے کہ فطرت کے کسی کام میں ہمیں مذہب نظر نہیں آتا اور خدا تعالیٰ کے اصول ہر مذہب، رنگ و نسل کے لیے ایک ہی ہیں بلکہ انسانوں کی پیدائش، رزق، زندگی،

موت کے لیے بھی اُسکے اصول اٹل و یکساں ہیں اور مذہب کی بنیاد پر اُن میں کوئی فرق نہیں۔ اس لیے عہد نامہ جدید میں واضح طور پر اعلان کردیا گیا:

"اب مجھے پورا یقین ہوگیا ہے کہ خدا کسی کا طرفدار نہیں بلکہ ہر قوم میں جو اُس سے ڈرتا ہے اور راستبازی اختیار کرتا ہے، وہ اُس کو پسند کرتا ہے"۔ (اعمال 35-10:34)

اسی فرمان کی قرآن مجید میں یوں تصدیق ہوئی کہ:

"دیکھو! خواہ وہ ہوں جو اہل ایمان ہونے کے دعویدار ہوں
اور خواہ وہ ہوں جو یہودی و عیسائی کہلاتے ہوں
اور خواہ وہ جو کسی خاص مذہبی گروہ سے وابستہ نہیں۔ کسے باشد
جو کوئی بھی اللہ کے قوانین کے مطابق زندگی بسر کرے گا
اور اللہ کے قانون فطرت اور یوم آخرت پر یقین رکھے گا
اور اللہ کے دیئے ہوئے پروگراموں پر عمل پیرا ہوگا
تو اُنکے پروردگار کے قانون کے مطابق اُنہیں اجر ملے گا
اور وہ ہر قسم کے خوف سے محفوظ ہوجائیں گے
اور انہیں کسی طرح کی پریشانیاں لاحق نہیں رہیں گی"

(القرآن 2:62، ترجمہ تعلیم القرآن)

عہد نامہ جدید میں حضرت پولس قرآن مجید کی ان آیات کی تصدیق ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"کتاب مقدس یہ کہتی ہے کہ جو کوئی اُس پر عمل لائے گا۔ وہ شرمندہ نہ ہوگا کیونکہ یہودیوں اور یونانیوں میں کچھ فرق نہیں۔ اس لیے کہ وہی سب کا خداوند ہے۔ اور اپنے سب دعا کرنے والوں کے لیئے فیاض ہے کیونکہ جو کوئی خداوند کا نام لے گا، نجات پائے گا" (رومیوں 13-10:10)

قرآن مجید کی یہ آیات مذاہب کی بنیاد پر انسانوں میں تفریق کی سراسر نفی کرتی

ہیں اور عقل مندوں کے لیے نہایت روشن مثال ہیں:

"یہودی وعیسائی (اور اب مسلمان بھی) کہتے ہیں کہ
ہمارے سوا جنت میں کوئی داخل نہ ہو سکے گا
دیکھو یہ سب اُن کی خوش فہمیاں ہیں
کہو تمہارے پاس اس امر کی کوئی دلیل ہے تو پیش کرو
اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو
ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اس سلسلے میں کسی کو کوئی خصوصیت حاصل نہیں
البتہ جو لوگ اللہ کے قوانین کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کردیں گے
اور اُن قوانین کے مطابق حسن وتوازن کی زندگی بسر کریں گے
وہ اپنے پروردگار کی جانب سے اجر کے مستحق ہوں گے
اور اُنہیں ہر طرح کے خوف سے نجات مل جائے گی
اور اُن کی زندگیوں سے پریشانیاں نکل جائیں گی"

(القرآن 2:111-112)

ہم سب ایک ہیں:

یہ پہلا سبق ہے کتابِ ہُدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

اے لوگو! غور کرو۔ تم ایک ہی ماں اور باپ کی اولاد ہونے کی وجہ سے ایک ہی نسل کے افراد ہو۔ (القرآن 49:13)

اور پھر قرآن مجید نہایت واضح اعلان کرتا ہے کہ:

تمام انسانوں کی اصل ایک ہے۔ اور تمام انسان ایک ہی ماں باپ (آدم، حوا) کی نسل سے آگے بڑھے ہیں۔

جدید سائنس بھی اس اعلان کی بھرپور تصدیق کرتی ہے۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ دنیا بھر میں تمام انسانوں کا جنیاتی کوڈ (Genetic code) 99.9 فیصد مماثل ہے اور جو باقی 0.1

فیصد بچتا ہے وہ DNA ہے جو ہماری ذاتی ،انفرادی اور خاندانی خصوصیات مثلاً قد کاٹھ ،شکل وصورت ،عمر اور دیگر موروثی خصوصیات اور رنگ ونسل کو ظاہر کرتا ہے اور صرف DNA کی وجہ سے ہی ہم ایک دوسرے سے علیحدہ پہچان رکھتے ہیں۔وگرنہ تمام انسان ہر لحاظ سے برابر ہیں۔

DNA (Deoxyribonucliec acid)

DNA وہ سالمہ ہے جو ہمارے جسم کے 100 کھرب (10^{12}) خلیوں میں سے ہر ایک میں پایا جاتا ہے یہ انسانی جسم کی ساخت کا مکمل ترین نقشہ (Complete code of life) ہوتا ہے ایک خاص کوڈ پر مشتمل نظام کے ذریعے کسی انسان کی تمام صفات کے متعلق معلومات ،جسمانی خدوخال سے لے کر داخلی اجزاء کی ساخت تک سب معلومات اس میں ریکارڈ ہوتی ہیں۔اور یہ معلومات چار بنیادی اجزاء اے۔ٹی سی۔جی (ان کے ناموں کے ابتدا کے حروف) سے مرتب ہوتی ہیں۔ان حروف کی ترتیب میں جو فرق ہوتا ہے وہی فرق لوگوں کی جسمانی ساخت میں ہوتا ہے۔ایک اندازے کے مطابق ایک DNA میں ساڑھے تین ارب نیوکلیوٹائیڈز ہوتے ہیں اور انہی حروف کے تسلسل سے انسان کے متعلق ہر معلومات درج ہوتی ہے۔جس میں اس کے قد،آنکھوں ،بالوں کی رنگت ،جلد کی رنگت ،جسم کی 206 ہڈیوں کا ڈھانچہ اور اسکا بلیو پرنٹ ،600 پٹھے یا عضلات ،دس ہزار سننے والے اعصاب ،بیس لاکھ دیکھنے والی آنکھیں ،دس کروڑ اعصاب کے خلیات اور 100 کھرب دوسرے خلیات کے متعلق تفصیل ہر خلیہ کے DNA میں رکھی جاتی ہے اور یہ جینیاتی معلومات اگر طباعت میں لائی جائیں تو 900 جلدیں بنیں گیں اور ہر جلد کے 500 صفحات ہوں گے چنانچہ ایک ننھے سے سالمے کے DNA میں جو کچھ درج ہوتا ہے اس کے لیے کم از کم دس لاکھ صفحات درکار ہوں گے اور یہ معلومات ہر انسانی خلیہ کے چھوٹے سے مرکزہ میں درج ہوتی ہیں۔

خدا تعالیٰ نے تمام انسانوں کی پیدائش کا جو طریقہ رکھا ہے۔وہ نہ تو ہندوؤں میں مختلف ہے نہ سکھوں میں۔ نہ عیسائیوں یا مسلمانوں میں۔مرد کے جسم سے نکلنے والا انسانی جرثومہ (Sperm) (جو کہ سائز میں اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ سوئی کے سرے پر سات ہزار سما سکتے ہیں۔) اُس کا بھی کوئی مذہب نہیں ہوتا۔آپ جتنا چاہیں اس کا حیاتیاتی تجزیہ (Biological Analysis) کروالیں۔آپ یہ معلوم نہیں کرسکتے کہ یہ جرثومہ ہندو کا ہے، سکھ کا ہے، مُسلم کا ہے

یا عیسائی کا۔

علمِ حیاتیات (Biology) کی کتابیں انسانوں کی پیدائش کی تفصیلات سے تو بھری ہوئی ہوں گی لیکن اگر آپ انسانی جرثومہ یا عورت کے بیضہ یا انسانی DNA کا مذہب معلوم کرنا چاہیں تو آپ کو مایوسی ہوگی۔ یا آپ DNA کا مذہب کی بنیاد پر تجزیہ کرنے کی کوشش کریں گے تو پھر بھی آپ کو سراسر ناکامی ہوگی کیونکہ تمام انسانوں کا حیاتیاتی مواد بلاتفریق مذہب، رنگ، نسل یا کسی اور فرق کے ایک ہی جیسا ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام انسان ایک ہی ہیں اور انسانوں کی تخلیق میں خدا تعالیٰ نے مذہب یا کسی اور بنیاد پر کوئی تفریق نہیں کی اور انسانوں کو مذاہب میں تقسیم کرنے والے ہم انسان ہی ہیں۔ ورنہ خدا تعالیٰ نے تو سب انسانوں کو ایک ہی اصل سے پیدا کیا ہے۔

چنانچہ سب انسانوں کے حیاتیاتی مادہ کا ایک ہونا یا ایک باپ اور ماں (حضرت آدم و حوا) سے پیدا ہونا مقدس کتابوں کی اُن تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ جو کہ ہزاروں سال پہلے لکھی گئیں اور جن کی صداقت کی تصدیق موجودہ سائنس بھی کر رہی ہے۔ عہد نامہ جدید میں ارشاد ہوا:

> اس نے ایک ہی اصل سے آدمیوں کی ہر ایک قوم تمام روئے زمین پر رہنے کے لیے پیدا کیں۔ (اعمال 17:26)

تورات میں ارشاد ہوا ہے کہ:

> آدم نے اپنی بیوی کا نام حوا رکھا۔ اس لیے کہ وہ سب زندوں کی ماں ہے۔ (تورات، پیدائش 3:20)

ہندوؤں کی مقدس ترین کتاب میں ارشاد ہوا ہے کہ:

> سب انسان منو (آدم) کے ہی بچے ہیں۔ (رگ وید 01.45.01)

اسی طرح قرآن مجید نے بھی اس کی تصدیق ان الفاظ میں کردی:

اے انسانو! ہم نے تمہیں ایک مرد وعورت سے پیدا کیا

(القرآن۔سورۃ الحجرات 13)

پھر ارشاد ہوا:

خلقکم من نفسٍ واحدۃ خدا نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی جان سے اُسکا جوڑا بنایا اور اُن دونوں سے بہت مرد اور عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔(القرآن 4:1)

ہندوؤں کی مقدس کتاب بھگوت گیتا اس بات کی یوں تصدیق کرتی ہے:

کسی پیٹ سے کوئی پائے جنم
ہو ارجن کوئی شکل کوئی شکم
شکم ہے مہا بھرم میں باپ ہوں
کہ بیج اس میں میں ڈالتا آپ ہوں

(بھگوت گیتا 14:4)

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں:

بنی آدم اعضائے یکدیگراند
کہ در آفرینش زیک جوہر آند

(یعنی سارے انسان ایک ہی جسم کے مختلف اعضاء کی مانند ہیں۔اس لیے کہ سب ایک ہی جوہر سے پیدا کیے گئے ہیں۔)

ہندوؤں کے مشہور بھگت حضرت کبیر فرماتے ہیں:۔

''سب انسانوں میں ایک ہی روح ہے۔ سب کے بدن ایک ہی مٹی سے بنے ہوئے ہیں۔سب میں ایک ہی جان ہے۔
سب آدمی برابر ہیں۔سب کی ایک ہی کھال،ایک ہی ہڈیاں،ایک ہی سا خون،ایک ہی سا گوشت۔ایک ہی بوند سے سب پیدا ہوئے ہیں۔ نہ کوئی برہمن ہے نہ شودر۔نہ کوئی ہندو نہ مسلمان۔یہ سب فرق

جھوٹے ہیں۔''

بے شمار تجزیوں اور تحقیق کے بعد سائنس دان اِس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ سارے انسانوں کی اصل ایک ہی ہے۔ اور سب انسانوں کے آباؤ اجداد ایک ہیں جن کو قرآن مجید اور بائبل مقدس میں آدم اور حوّا کے نام سے جانا جاتا ہے۔

ٹائم میگزین کے 4 دسمبر 1955ء کے شمارہ میں اس موضوع پر ایک مضمون میں کہا گیا کہ سارے انسانوں کا ایک ہی مورثِ اعلیٰ " آدم " ہے جس کے کروموسومز کا تولیدی مواد ساری دُنیا کے ہر مرد میں ایک ہی ہے۔ یہ تو سائنس دانوں نے ثابت کر دیا ہے کہ "اصل میں ہم سب ایک ہیں"۔ لیکن کسی بھی مذہب کا بڑے سے بڑا مفکّر یا مفسّر یا جیّد عالم یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ انسانی تولیدی مادہ کو مذہب کی بنیاد پر بھی علیحدہ علیحدہ کیا جا سکتا ہے یا کہ لیبارٹری تجزیہ کے بعد یہ ثابت کیا جا سکے کہ یہ سپرم یا DNA ہندو کا ہے، مسلمان، عیسائی یا یہودی کا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی پیدائش مذہب کی بنیاد پر نہیں کی۔ اور خدا تعالیٰ کے کسی کام میں مذہب کا عمل دخل نہیں ہے۔ تو پھر انسانیت کو مذاہب کی بنیاد پر تقسیم کرنا۔ کیا اُس قادرِ مطلق کی مرضی اور مشیت کے سراسر خلاف نہیں ہے۔ جس کی منشاء تو یہ تھی کہ اُسکی ساری مخلوق بلاتفریق رنگ و نسل و مذہب امن و سکون اور بھائی چارے سے رہے اور یہی بات اُسکی مقدس کتابوں کی اعلیٰ ترین تعلیمات کا بنیادی جزو ہے۔
جیسا کہ قرآن مجید میں تنبیہ کی گئی ہے۔

> "اور اُن کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے تفرقہ کیا۔ اس کے بعد کہ اُن کے پاس کھلی کتابیں آ چکی ہیں اور اُنہی کے لیے بڑا عذاب ہے۔" (القرآن 3:105)

انسانی خون ۔۔۔ ایک:

نہ صرف ہماری اصل ایک ہے اور ہمارا حیاتیاتی مادہ ایک ہے بلکہ تمام انسانوں کا خون بھی ایک ہی جیسا ہے۔ تمام انسانوں میں خون کے چار گروپ پائے جاتے ہیں اور ہر نسل،

رنگ اور ہر مذہب کے لوگوں کے خون کے یہی گروپ ہیں۔

ایسا نہیں ہے کہ کسی خاص نسل، قبیلہ یا مذہب کے لوگوں میں کوئی خاص گروپ یا خاص قسم کا علیحدہ خون پایا جاتا ہو بلکہ تمام انسانوں میں خون اِن ہی چار گروپوں میں سے ہوتا ہے اور تمام انسانوں کا خون بھی ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہے اور جو نہایت معمولی فرق ہوتا ہے وہ موروثی خوصیات کی بناء پر ہی ہوتا ہے۔ اس موجودہ سائنسی انکشاف کو ہزاروں سال پہلے مقدس کتابوں میں یوں بیان کیا گیا ہے۔ عہد نامہ جدید میں ارشاد ہوا ہے کہ:

"خدا نے تمام انسانوں کو زمین کے مختلف حصوں میں بسنے کے لیے ایک ہی خون سے پیدا کیا"۔ (عہد نامہ جدید، اعمال 3:19)

پہلے یہ سمجھا جاتا تھا کہ مختلف نسلوں کا خون مختلف ہوتا ہے اور اکثر قبائل یا نسل کے لوگ نہ صرف اپنے خون پر فخر کرتے تھے بلکہ اپنی نسل کے خون کو خالص اور دوسری قوموں کے خون کو "ناخالص" قرار دیکر اپنے آپ کو دوسروں سے برتر ثابت کرتے تھے بلکہ جینیاتی اور موروثی لحاظ سے اپنے آپ کو افضل اور دوسری نسلوں کے لوگوں کو کمتر سمجھتے تھے۔

اور یہ سلسلۂ جہالت آج بھی جاری ہے۔ اسی لیے ہمارے معاشرہ میں ذات پات، برادری، رنگ و نسل اور قومیت کی تفریق پائی جاتی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ہم سب کو ایک ہی اصل اور ایک ہی خون سے پیدا کر کے رنگ و نسل و مذہب کی غیر فطری تفریق کو ختم کر دیا اور مقدس کتابوں میں بھی نسلی امتیاز یا مذہب کی بناء پر لوگوں میں تقسیم کی نہ صرف مذمت کی گئی بلکہ صاف صاف بتا دیا گیا کہ کسی نسل یا مذہب کے لوگوں کو دوسروں پر کوئی فضیلت نہیں ہے اور اگر کوئی فضیلت ممکن ہے تو وہ رنگ و نسل یا مذہب کی بنیاد پر نہیں بلکہ ذاتی کردار، خدا خوفی اور تقویٰ کی وجہ سے ہی ہو سکتی ہے۔

عہد نامہ جدید میں ارشاد ہوا ہے:

" کیونکہ تم سب اُس ایمان کے وسیلے سے جو یسوع مسیح میں ہے خدا کے فرزند ہو۔ اور تم سب جتنوں نے مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا۔ مسیح کو پہن لیا۔ نہ کوئی یہودی رہا۔ نہ یونانی، نہ کوئی غلام، نہ آزاد، نہ کوئی مرد

اور نہ کوئی عورت۔ کیونکہ تم سب یسوع مسیح میں ایک ہو"۔ (گلیتیوں 3:26-18)

پھر ارشاد ہوا کہ:

"وہاں نہ یہودی رہا، نہ یونانی، نہ ختنہ، نہ نامختونی، نہ وحشی، نہ سکوتی، نہ غلام، نہ آزاد صرف مسیح سب کچھ اور سب میں ہے"۔ (کلیسیوں 3:11)

اسی طرح عہد نامہ قدیم میں ارشاد ہوا کہ:

" کیا ہم سب کا ایک ہی باپ نہیں؟ کیا ایک ہی خدا نے ہم سب کو پیدا نہیں کیا؟ پھر کیوں ہم اپنے بھائیوں سے بے وفائی کر کے اپنے باپ دادا کے عہد کی بے حرمتی کرتے ہیں"۔ (عہد نامہ قدیم، ملاکی 2:10)

اسی طرح قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

"سب لوگ ایک ہی اُمت ہیں لیکن وہ آپس میں جھگڑتے ہیں"۔ (القرآن، سورۃ یونس 10:19)

پھر ارشاد ہوا:۔

"یہ تمہاری قوم ایک ہی قوم ہے اور میں تمہارا رب ہوں، مجھ سے ڈرو"۔ (القرآن، سورۃ المومنون 23:52)

ہندوؤں کی ایک نہایت متبرک اور مقدس کتاب میں ایشور فرماتے ہیں کہ:
"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم مقدس ذات کے نزدیک سب برابر ہو۔ میں سب کے ساتھ برابری کا سلوک کرتا ہوں"۔ (رگ وید 8:7)

ہندوؤں کے روحانی پیشوا جناب بھگت کبیر کہتے ہیں:۔
"سب انسان برابر ہیں۔ نہ کوئی براہمن ہے نہ شودر۔ ذات پات کا سب گھمنڈ جھوٹا ہے۔ اس میں کسی کو نہیں پڑنا چاہیے۔

یہ بھی بات جھوٹی ہے کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ خاندان ہیں۔
اصل میں سب انسان ایک ہی اور برابر ہیں۔"

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ سب انسانوں کا حیاتیاتی مادہ 99.9 فیصد مُشترک ہے اور جو 0.1 فیصد تمام انسانوں کے حیاتیاتی کوڈ میں فرق ہے۔ اُسی کی وجہ سے ہماری شکلیں وغیرہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اسی کے تحت ہم ایک دوسرے کو پہچان سکتے ہیں۔ اگر تمام انسانوں کا حیاتیاتی کوڈ 100 فیصد ایک جیسا ہوتا تو ہم ایک دوسرے کو پہچان بھی نہ سکتے۔

اور قرآن مجید نہایت واضح اعلان کرتا ہے کہ انسانوں کی شکلوں وغیرہ میں فرق صرف ایک دوسرے کو پہچاننے کے لیے ہی ہے۔ نہ کہ کسی نسلی امتیاز کے۔ اور خدا کے نزدیک عزت اور بزرگی صرف اُسی کو ملے گی جس میں زیادہ خدا کا خوف ہوگا اور جو زیادہ پرہیز گار ہوگا:

"اے انسانو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہیں گروہ اور قبائل میں بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ کے نزدیک عزت والا وہی ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے"۔

(القرآن 49:13)

مزید نوٹ فرمائیں کہ قرآن کے مخاطب "انسان" ہیں اور یہ خطاب "انسانوں" سے ہوا ہے نہ کہ صرف مسلمانوں سے اور اسی طرح سے حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت محمد ﷺ نے جو عظیم الشان اور نہایت اعلیٰ وارفع خطبہ دیا۔ اُس میں بھی انسانوں کو ہی مخاطب کیا گیا۔

آپ نے فرمایا:

"اے لوگو! خبردار تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے۔ خبردار کسی عربی کو عجمی پر یا کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت حاصل نہ ہے۔ سوائے تقویٰ کے"۔

(مسند احمد، خطبہ حجۃ الوداع)

اور ہو بہو یہی بیان بائبل مقدس میں یوں آیا ہے کہ:

"خداوند یوں فرماتا ہے کہ نہ صاحبِ حکمت اپنی حکمت پر اور نہ طاقتور

اپنی طاقت پر اور نہ مالدار اپنے مال پر فخر کرے۔ لیکن جو فخر کرتا ہے وہ اِس پر فخر کرے کہ وہ سمجھتا ہے اور مجھے جانتا ہے کہ میں ہی خداوند ہوں جو دنیا میں شفقت و عدل اور راستبازی کو عمل میں لاتا ہوں"۔

(کتاب یرمیاہ 24-9:23)

حضرت مہاتما بدھ نے بھی یہی بات کچھ یوں فرمائی تھی:

"نسب کا فرق کوئی چیز نہیں۔ انسان کی خوبیاں اُس کے عمل سے ہیں۔
نسب سے نہیں۔
انسان کی خوبی اُس کا عمل ہے۔
مچھلیاں، کیڑے مکوڑے اور گھوڑے وغیرہ اپنی صفات کے باعث باہم ممیز ہیں"۔

(گوتم بدھ صفحہ 268)

اسی طرح بھگوت گیتا میں بھگوان فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ذات پات، اونچ نیچ کے سبب کوئی تفریق نہیں۔ جو بھی خلوص دل، محبت اور انکساری سے مجھے پکارے گا۔ چاہے وہ کسی بھی ذات، برادری، نسل سے تعلق رکھتا ہو۔ چاہے وہ شودر ہو، ویش ہو یا استری، میں سب کی سُنتا ہوں اور بلا تفریق رنگ و نسل و مذہب اُن کی دعاؤں کا جواب دیتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ:

بشر پاپ کے پیٹ سے ہو کوئی
وہ ہو شودر یا ویش یا استری
مجھے آسرا جب بنائے گا وہ
تو اعلیٰ منازل پہ جائے گا وہ

(بھگوت گیتا 9:32)

ہندوؤں کی ایک دوسری نہایت متبرک اور مقدس کتاب میں ایشور فرماتے ہیں کہ:

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم مقدس ذات کے نزدیک سب برابر ہو۔
میں سب کے ساتھ برابری کا سلوک کرتا ہوں۔ تم اپنے مقصد کی تکمیل

کے لیے اکٹھے ہو جاؤ۔ سب کے دل ایک دھڑکن سے دھڑکیں۔
تمہارے دماغ ایک دماغ کی طرح سوچیں۔ اور تمہارے سب
معاملات اجتماعی طور پر منظم طریقے سے طے ہوں"۔

(رِگ وید 8:7)

حضرت بہاءُاللہ فرماتے ہیں:

"اے لوگو! تم ایک ہی درخت کے پھل ہو اور ایک ہی شاخ کے پتے
ہو"۔ (بہائی مت Gleamings P.218)

بابا جی گرونانک فرماتے ہیں:

مالک کل مخلوق کا سب میں تیرا نور
نانک دوئی نہ دیکھیئے پھیلا اُس کا نور

(اسٹ پدی 22)

ہندوؤں کے روحانی پیشوا جناب بھگت کبیر کہتے ہیں:۔

"سب انسان برابر ہیں۔ نہ کوئی براہمن ہے نہ شودر۔ ذات پات
کا سب گھمنڈ جھوٹا ہے۔ اس میں کسی کو نہیں پڑنا چاہیے۔

ہندوؤں کی مقدس کتاب بھگوت گیتا میں بھگوان فرماتے ہیں کہ اُن کے لیے تمام مخلوق (انسان) برابر ہیں۔ جو بھی صدق دل اور خلوص نیت سے اُسکی عبادت کرتا ہے۔ اُس کے سامنے گڑگڑاتا ہے وہ بلاتفریق رنگ و نسل یا مذہب سب کی دعائیں سنتا ہے۔ ارشاد ہوا ہے کہ:

میرے واسطے خلق یکساں ہے سب
نہ اُس سے محبت نہ اُس سے غضب
جو پوجیں مجھی کو بہ صدق و یقین
میں اُن میں ہوں اور وہ ہیں مجھ میں مکین

(بھگوت گیتا 9:29)

اور جو مخلوق میں بلحاظ رنگ و نسل فرق نہیں کرتا اُسکو بھگوان کا اعلیٰ بھگت قرار دیا گیا۔

جو سمجھے ہے مخلوق یکساں سبھی
نصیب اُسکو بھگتی ہو اعلیٰ میری
(بھگوت گیتا 18:54)

ہندوؤں کے ایک بھگت دایال دادو کہتے ہیں:۔

کوئی اپنے آپ کو منڈیا کہتا ہے، کوئی سنیاسی، کوئی یوگی، کوئی برہم چاری، اور کوئی جتی، کوئی ہندو کوئی مسلمان، کوئی شیعہ کوئی سُنّی ۔ یہ سب فرق جھوٹے ہیں۔ سب انسانوں کی ایک ہی ذات ہے۔ سب انسان برابر ہیں۔ سب کا ایک ہی خدا ہے۔''

(بھگت دایال دادو۔ انو بھاؤ وانی)

بالکل یہی مضمون عہد نامہ جدید میں اس طرح بیان ہوا:

" کیا خدا صرف یہودیوں ہی کا ہے ۔ غیر قوموں کا نہیں۔ بیشک غیر قوموں کا بھی ہے کیونکہ ایک ہی خدا ہے۔ جو مختونوں کو بھی ایمان سے اور نامختونوں کو بھی ایمان ہی کے وسیلہ سے راستباز ٹھہرائے گا"۔ (رومیوں 3:29-30)

چنانچہ ثابت ہو گیا کہ خدا ایک اور اُس کی مخلوق ایک ہے۔ تمام انسان بلا امتیاز رنگ و نسل، نسب اور مذہب سب برابر ہیں۔

انسان کا مقام:

عجب نہیں کہ خدا تک تری رسائی ہو
تری نظر سے پوشیدہ ہے آدمی کا مقام

شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ اگر خدا تک رسائی چاہتے ہو تو انسان کا اصل مقام تلاش کرو۔

ایک سروے کے مطابق دنیا میں 90 فیصد لوگ کسی نہ کسی مذہب کے ماننے والے ہیں اور سب مذاہب انسانوں کو بھائی چارے، محبت، الفت، ہمدردی اور دوسرے انسانوں

سے حُسن سلوک کا حکم دیتے ہیں بلکہ بعض لوگ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اصل مذہب ہے ہی خدمتِ انسانی۔ بقول شاعر:

یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان
کہ کام آئے ایک انسان کے انسان

پھر کیا وجہ ہے کہ یہ دنیا جنگ وجدل، قتل وغارت، بدامنی اور بے سکونی کی آماجگاہ بن گئی ہے اور ہر انسان ذاتی طور پر اور اجتماعی طور پر پریشان و پشیمان ہے۔ کیا اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ ہم نے انسانوں کو مذہبوں، قوموں، نسلوں، برادریوں، ذات پات اور خاندانوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ جب کسی چیز کے اتنے ٹکڑے ہو جائیں تو اُس میں باقی کیا بچتا ہے اور کیا یہ ہمارا طرزِ عمل مقدس کتابوں کی اعلیٰ تعلیمات کے مطابق ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کے قوانین فطرت کے مطابق ہے؟۔۔۔ ہرگز نہیں۔

سب مقدس کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ ہم سب کا جدّ امجد ایک ہی ہے۔ اور ہم ایک ہی مالا کے موتی ہیں۔ اور بقول علامہ اقبال جب تک "انسان کے اصل مقام" کو تلاش کر کے انسان کے رتبہ و مرتبت کے مطابق اُسے درجات نہیں دیئے جاتے۔ ہم کبھی سکون و آتشی اور محبت و یگانگت سے نہیں رہ سکیں گے۔ اور یہ بے سکونی اور بدامنی کا دور دورہ یوں ہی رہے گا۔ تو آیئے دیکھیں کہ مقدس کتابوں میں خدا تعالیٰ نے انسان کو کیا مقام دیا ہے۔

زمین پر اپنا نائب بنایا:۔

"جب خدا نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر اپنا قائم مقام مقرر کرنے والا ہوں"۔ (القرآن 2:4)

فرشتوں نے سجدہ کیا:۔

"ہم نے فرشتوں سے کہا کہ انسان کے آگے سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا۔ (القرآن 95:1)

(سجدہ انسان کو کیا گیا۔ نہ کہ کسی مُسلم، سِکھ، یہودی، عیسائی یا کسی اور مذہب کے ماننے والے کو)

بہترین ساخت:۔

"بے شک انسان کو ہم نے بہترین ساخت میں پیدا کیا"۔

(القرآن 95:1)

پھر فرمایا:

"ولقد کرمنا بنی آدم ہم نے بنی آدم کو تکریم دی"

تورات میں ارشاد ہوا ہے کہ:

"پھر خدا نے کہا کہ ہم "انسان" کو اپنی صورت پر اپنی شبیہ کے مانند بنائیں۔" (پیدائش 1:26)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

خلق اللہ آدم علی صورتہ اللہ تعالیٰ نے "آدم" کو اپنی شکل میں پیدا کیا۔ (حدیث صحیح بخاری)

اس سے آدمی کا مقام سمجھ آ جانا چاہیئے اور کہیں یہ نہیں کہا گیا کہ صرف مسلمان کو ہی اللہ نے اپنی صورت پر بنایا بلکہ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی بلا کسی تفریق سب انسانوں کو اشرف المخلوقات بنا کر فضیلت دی گئی۔

نہایت عزت بخشی:۔

"ہم نے انسان کو بڑی عزت دی اور اُسکو خشکی اور تری کا مالک بنایا۔ اُسکو بڑی عمدہ چیزیں استعمال کے لیے دیں اور جو مخلوق میں ہم نے پیدا کی۔ اُن میں سے اکثر پر اُسے فضیلت دی"۔

(القرآن 17:70)

انسان میں خدا کی روح:۔

"خدا نے فرشتوں سے کہا کہ میں "انسان" کو مٹی سے پیدا کر رہا ہوں۔ پھر جب اس کو درست کر لوں اور اُس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اُسکے آگے سجدہ کرنا"۔ (القرآن 38:5)

پھر فرمایا:۔

"اس نے جو چیز بنائی خوب بنائی۔ "انسان" کی پیدائش گارے سے شروع کی پھر اُسکی اولاد کو نچڑے ہوئے حقیر پانی سے قرار دیا پھر اُسکو آرائش دی اور اُس میں اپنی روح پھونکی"۔ (القرآن۔سورۃ حم 9-7)۔

بائبل مقدس میں ارشاد ہوا ہے:۔

"اور خداوند نے زمین کی مٹی سے "انسان" کو بنایا اور اُسکے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا تو "انسان" جیتی جان ہوا" (تورات، پیدائش 2:7)

بائبل مقدس میں حضرت ایوبؑ فرماتے ہیں:۔

"خدا کی روح نے مجھے بنایا اور قادرِ مطلق کا دم مجھے زندگی بخشتا ہے"

(عہد نامہ قدیم، ایوب 33:4)

غور کریں کے اِن آیات میں خدا تعالیٰ کے مخاطب "انسان" ہیں نہ کہ کوئی مخصوص مذہب یا گروہ۔

اور اِن آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے پہلا انسان (آدم) بنایا تو وہ صرف اور صرف "انسان" تھا۔ نہ کہ ہندو، مسلمان، سکھ یا عیسائی اور اسی لیے مقدس کتابوں میں بار بار خدا تعالیٰ "انسانوں" سے ہی مخاطب ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ نے اپنے نائب کی حیثیت سے زمین پر انسان کو ہی "اشرف المخلوقات" بنایا اور دنیا کی تمام چیزوں پر نہ صرف اس کو فضیلت دی بلکہ اُنہیں اس کے لیے مسخر کر دیا:

قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ:

"زمین کی تمام نعمتیں "انسان" کے لیے پیدا کی گئی ہیں"۔

(القرآن، سورۃ انشقاق 10)

"وہی ہے جس نے سب کچھ جو زمین میں ہے تمہارے لیے (انسانوں کے لیے) پیدا کیا"۔ (القرآن، سورۃ البقرہ، آیت 29)

"اور مسخر کر دیا تمہارے لیے (انسانوں کے لیے) اپنی طرف سے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے"۔ (القرآن، سورۃ جاثیہ 13)

یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی محیّر العقول صلاحیتوں سے جو کہ اُس نے بلا تفریق مذہب و ملت، رنگ و نسل اپنے بندوں کو دی ہیں بروئے کار لاتے ہوئے نیوٹن جیسے عظیم سائنسدان نے بصریات، ریاضیات اور دوسرے شعبوں میں ایسی ایسی ایجادات کیں جس نے آنے والی نسلوں کی زندگی کا دھارا بدل دیا۔

آئن سٹائن جیسے عظیم سائنس دان کے دل میں نظریہٗ اضافت کا شعلہ جگا دیا۔ یا لوئس پاسچر جو کہ عظیم کیمیادان اور ماہر حیاتیات تھا اور جس کا نام رہتی دنیا تک یاد رکھا جائیگا کیونکہ اُس کی انتھک کوششوں سے ویکسین کی تیاری ممکن ہو سکی۔ تو کیا پاسچر کا اتنا بڑا کارنامہ صرف خدا اس لیے قبول نہیں کرے گا کہ وہ ایک عیسائی تھا اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کے مطابق وہ خدا کا ناپسندیدہ شخص تھا؟؟۔

پاسچرائزیشن کے اصول کو مدنظر رکھ کر پاگل کتے کے کاٹنے کی ویکسین اور دوسری ہزاروں ویکسین تیار کی جا چکی ہیں جو کہ مختلف بیماریوں کے خلاف قوتِ مدافعت پیدا کر کے لاکھوں لوگوں کی زندگیاں بچانے میں معاون ثابت ہو رہی ہیں۔ اسی طرح سے ہوائی جہاز بنانے والے "رائٹ برادران"، بھاپ کا انجن بنانے والا "جیمز واٹ"، ٹیلیفون کا موجد "بیل"، بلب کا موجد "ایڈیسن"، ریڈیو کا موجد "مارکونی" اور اسی طرح کے ہزاروں دوسرے معروف سائنس دانوں کے کارہائے نمایاں جو کہ انسانی تاریخ میں سنہری حروف میں درج ہیں اور جن کی ایجادات سے خدا کی ساری مخلوق بلاتفریق مذہب، رنگ و نسل فائدہ اٹھا رہی ہے۔

کیا صرف اس وجہ سے خدا کو ناپسندیدہ ہوں گے کہ مسلمانوں کے نزدیک وہ مسلمان نہیں تھے۔ ہندوؤں کے نزدیک "ہندو" نہیں تھے یا یہودیوں کے نزدیک وہ صرف اسی لیے خدا کو نامقبول ہوں گے کہ وہ یہودی نہیں تھے۔۔۔۔ ملاؤں، پنڈتوں، پروہتوں اور پادریوں کی یہ سوچ خدا تعالیٰ کی فطرت کے اُن لافانی اصولوں کے سراسر خلاف ہے جن کے تحت خدا تعالیٰ اس کائنات کو چلا رہا ہے اور وہ اصول یہ ہیں کہ خدا اپنے انسانوں میں مذہب، رنگ و نسل یا قومیت کی بنیاد پر کوئی فرق نہیں کرتا۔

چنانچہ جو بھی انسان کوشش کرتا ہے وہ پالیتا ہے۔ جو ڈھونڈتا ہے، اُسے مل جاتا ہے۔ جو بھی شخص کوئی کام کرنے کی ٹھان لیتا ہے اور مصمم ارادے سے اپنی لگن میں جُت جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ عالم غیب سے اُسکی اس طرح مدد کرتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اور آخر کار وہ شخص اپنی منزل مراد پالیتا ہے۔

جس قوم میں محنت، تلاش علم، ضبط، ایثار، اتحاد، صبر، عزم، یقین اور تسخیر عناصر جیسے اعمال صالحہ تھے۔ اللہ نے بلا لحاظ مذہب اُس قوم کو اوجِ کمال تک پہنچایا اور اُسے عزت، جلال اور مرتبہ دیا اور اپنی غیبی مدد سے اُسے منزل تک پہنچایا۔

ڈاکٹر سوروکن کی تحقیق کے مطابق 80 فیصد سائنس دانوں نے اعتراف کیا ہے کہ اُن کی ایجاد کے وقت سُرعت کے ساتھ اُس ایجاد کا خیال اُن کے ذہن میں آیا جس کا اُن کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ پھر اُنہوں نے اُس اشارہ غیبی کے متعلق تحقیق شروع کی۔ تو ایجاد سامنے آ گئی۔

چنانچہ خدائی فطرت کی بنیاد مذہب قطعاً نہیں ہے۔ اور خدا کا کوئی مذہب نہیں۔ اور اُسکی اپنی مخلوق سے محبت یا نفرت صرف اسکے ذاتی کردار، شخصی کاوش، تحقیق، جستجو اور محنت پر مبنی ہوتی ہے جسکی تصدیق خود رسول مقبول ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں یوں کی:

> "اے لوگو! خبردار۔ تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے۔ خبردار کسی عربی کو عجمی پر اور کسی کالے کو گورے پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں ہے سوائے تقویٰ کے"۔

ایک ہی پیغام (One Message)

سائنسی اور مذہبی حوالوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تمام انسان ایک ہی جدِ امجد کی اولاد ہیں۔ تمام انسانوں کی نسل ایک ہے اور سب انسانوں کے ماں باپ ایک ہی تھے جن سے آگے اِن کی نسلیں چلیں اور سائنسی لحاظ سے بھی ثابت ہو گیا ہے کہ تمام انسانوں میں 99.9 فیصد حیاتیاتی مادہ ایک ہی ہے اور جو 0.1 فیصد DNA میں فرق ہے۔ وہ خاندانی اور موروثی خصوصیات کو لے کر آگے چلتا ہے۔ جن کے سبب ہماری شکل وصورت، قد کاٹھ، رنگ و نسل کا

اختلاف ظاہر ہوتا ہے اور ہم ایک دوسرے سے مختلف نظر آتے ہیں۔

اور یہی بات مذاہب کی تعلیمات پر بھی صادق آتی ہے۔ تمام مذاہب کی بنیادی تعلیمات میں حیرت انگیز حد تک مشابہت ومماثلت ہے اور تعلیمات میں جو معمولی سا فرق ہے وہ مختلف ادوار میں انسانی عقل وشعور اور معاشرتی ارتقاء کی وجہ سے ہے۔ وگرنہ تمام مذاہب کی تعلیمات ایک ہی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ جتنے نبی آئے انہوں نے خود سے پہلے آنے والے نبی کی صداقت اور پیغام کو نہیں جھٹلایا اور نہ ہی اُسے غلط قرار دیا۔

بلکہ اُس پیغام کی تصدیق کی اور اُسکی صداقت کی گواہی دی۔ البتہ انسان کی شعوری اور ارتقائی ترقی کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اُس وقت کی معاشرتی، سماجی اور اخلاقی ضرورتوں کے مطابق اُسی پیغام کو مزید تفصیل وتشریح کے ساتھ پھیلایا۔ اسی لیے ہمیں مذاہب کی تعلیمات میں حیرت انگیز مشابہت نظر آتی ہے۔ اور اسکی تصدیق اِن نبیوں نے اور مقدس کتابوں نے یوں کی ہے۔

انجیل مقدس میں حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں:

"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے"۔

(پہاڑی وعظ، انجیل متی 5:17-18)

قرآن مجید نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا:۔

"اُس نے تمہارے دین کا وہی راستہ مقرر کیا ہے جس کا نوح کو حکم دیا تھا اور جو ہم نے تیری طرف وحی کیا اور جس کا ہم نے ابراہیمؑ وموسیٰؑ و عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا۔ کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو"۔

(القرآن 42:13)

قرآن مجید میں پیغام الٰہی کے تسلسل کے بارے میں صاف کہہ دیا گیا کہ یہ ایک ہی پیغام ہے اور حضرت آدمؑ اور ان کے بعد آنے والے سب پیغمبروں کا پیغام وحدانیت، الفت و

محبت ایک ہی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

"نوح ہی کے طریقے پر چلنے والا ابراہیم تھا"۔

(یعنی بعد میں آنے والے نبیوں کا دین بھی وہی تھا جو کہ پہلے آنے والے نبیوں کا تھا) (القرآن 37:83)

قرآن مجید میں مزید ارشاد ہوا ہے کہ:

ما یقال لک الا ماقد قیل للرسل من قبلک

(اے نبی! جو کچھ تمہیں کہا گیا ہے وہی ہے جو کہ تم سے پہلے رسولوں کو کہا گیا)۔

پھر فرمایا گیا کہ:

ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ . صحف ابراھیم و موسیٰ

بے شک (یہ قرآن) پہلے صحیفوں میں ہے یعنی ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

پھر کہا گیا کہ:

اولم تاتیھم بینۃ مافی الصحف الاولیٰ

کیا اُن کے پاس واضح طور پر نہیں پہنچا جو کچھ پہلے صحیفوں میں تھا۔

قرآن مجید میں نہایت واضح طور پر کہہ دیا گیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کو بھی وہی پیغام دیا گیا ہے جو کہ تاریخِ انسانی کے ابتدائی دور کے پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام اور اُن کے بعد آنے والے پیغمبروں کو دیا گیا: ارشاد ہوا کہ:۔

"اے نبی! تمہاری طرف کی گئی وحی اُسی طرح کی ہے جس طرح کی وحی نوح کی طرف اور اُن کے بعد آنے والے انبیاء کی طرف کی گئی تھی"۔

(القرآن 41:16)

پھر ارشاد ہوا کہ:

"جو نظام حیات تمہارے لیے تجویز کیا گیا ہے۔ یہ وہی ہے جو قبل ازیں نوح کے لیے تجویز کیا گیا تھا" (القرآن 42:13)

بہائی مت کے روحانی پیشوا حضرت بہاءُاللہ فرماتے ہیں:

"تمام انبیاء خدا کی طرف سے مستند پیغام لے کر آئے تھے۔ ہر ایک نے اپنے دور میں لوگوں کو اُن کی سمجھ کے مطابق تعلیمات دیں اور لوگوں کی ایسی تربیت کی کہ وہ بعد میں آنے والے پیغمبروں کی تعلیمات سمجھنے کے قابل ہو گئے۔ اِن سب پیغمبروں کی تعلیمات اصل میں ایک ہی ہیں اور بنی نوع انسان کی تربیت اور اتحاد کے ایک بڑے پروگرام کی مسلسل کڑی ہیں"۔ (حضرت بہاءُاللہ، عصر جدید 151)

ہندوؤں کی نہایت مقدس کتاب بھگوت گیتا میں اس تسلسل کی یوں تصدیق کی گئی ہے:

"یہ وہی ازلی پیغام ہے (پیغام وحدانیت وحق وصداقت) جس کو کبھی زوال نہیں ہے۔ اور ہر دور اور ہر نسل میں یہ ایک ہی پیغام آیا ہے اور رہے گا۔ یہی پیغام میں نے پہلے ووسوان کو دیا۔ پھر ووسوان سے منو نے لیا۔ پھر منو سے اِکشواک نے لیا اور دنیا تک پھیلایا۔ چنانچہ نسل در نسل یہی حق وصداقت کا ایک ہی پیغام مختلف درویشوں اور بزرگوں کے ذریعے مختلف ادوار میں آتا رہا ہے اور یہی ایک پیغام صداقت ہے۔ اے ارجن! میں تجھے بھی اُسی پیغام کی نصیحت کر رہا ... خفیہ راز تجھ پر آشکار کر رہا ہوں"۔ (بھگوت گیتا 4:1-3)

قرآن مجید میں بار بار تاکیداً کہا گیا کہ قرآن مجید کا پیغام ہو بہو وہی ہے جو کہ پہلے انبیاء کے صحیفوں میں تھا:

"اے نبی! تم کو جو کچھ کہا جا رہا ہے اس میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جو تم سے پہلے گذرے ہوئے رسولوں کو نہ کہی جا چکی ہے"۔

(القرآن 41:43)

اور یہی بات دوسرے مذاہب کی مقدس کتابوں میں لکھی ہوئی ہے:

حضرت مہاتما بدھ نے بھی فرمایا کہ اُن کی تعلیمات نئی نہیں ہیں بلکہ پرانی تعلیمات کی ہی تجدید۔ وہ فرماتے ہیں:

"میں نے ایک قدیم راستہ دیکھا ہے۔ یہ وہی راستہ ہے جسکی گزرے زمانے کے بزرگوں اور متبرک ہستیوں نے نشاندہی کی تھی۔ یہ وہی راستہ ہے"۔ (Buddhism.Samyutta Nikaya 11.106)

حضرت کنفیوشس فرماتے ہیں:

"ماسٹر نے کہا! مجھے جو سکھایا گیا۔ وہ میں نے آگے پہنچا دیا ہے۔ اپنی طرف سے کسی اضافہ کے بغیر۔ پہلے بزرگوں کی بھی یہی تعلیمات تھیں۔" (کنفیوشس Analechts 7.1)

بدھ اور جین مت دونوں کے ماننے والے مانتے ہیں کہ شروع سے اب تک بے شمار بُدھ اور ترتھنکر (ہادی، راستہ دکھانے والے) آ چکے ہیں۔ جین مت والوں کا عقیدہ ہے کہ اب تک 21 ترتھنکر آ چکے ہیں۔ جو دنیا کے لوگوں کو سچائی کا راستہ بتاتے رہے۔ اُن کی مقدس کتاب میں لکھا ہے:

"ترتھنکر آتے رہتے ہیں جو دنیا کے لوگوں کو سچائی اور ایک دھرم کا راستہ بتاتے رہتے ہیں اور ایسا آئندہ بھی ہوتا رہے گا"۔

(جین مت۔ کالپاسُترا 2)

تاؤمت کے روحانی پیشوا حضرت لاوزے نے فرمایا کہ:

"تمہیں اس راستے پر مضبوطی سے چلنا چاہئیے اور یہ وہی راستہ ہے جس پر قدیم وقتوں سے لوگ چلتے رہے ہیں۔" (تاؤمت، تاؤتی چنگ 14)

کنگ فوتزے نے کہا ہے کہ:

"میں صرف پچھلی باتوں کو آگے بڑھا رہا ہوں۔ میں کوئی نئی بات نہیں کہہ رہا"

قرآن مجید کی اِن آیات پر غور کریں جو کہ خدا تعالیٰ کے آفاقی پیغام کے تسلسل کی بھرپور تصدیق کر رہی ہیں۔

"ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی۔ سارے نبی جو
مسلم تھے اسی کے مطابق اِن یہودیوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے
اور اسی طرح ربانی (علماء) اور احبار (فقہا) بھی
کیونکہ اُنہیں کتاب اللہ کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا تھا
پھر ہم نے اِن پیغمبروں کے بعد مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھیجا
تورات میں سے جو کچھ اُس کے سامنے موجود تھا وہ اُسکی تصدیق کرنے والا تھا
اور ہم نے اُسکو انجیل عطا کی جس میں رہنمائی اور روشنی تھی اور وہ بھی
جو کچھ تورات میں اُسوقت موجود تھا اُسکی تصدیق کرنے والی تھی
اور خدا ترس لوگوں کے لیے سراسر ہدایت اور نصیحت تھی
پھر اے نبی! ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب بھیجی جو حق لے کر آئی اور
الکتاب (تورات، انجیل) میں سے جو کچھ اس کے آگے موجود ہے اُسکی
تصدیق کرنے والی اور اُسکی محافظ و نگہبان ہے"۔

(القرآن 5:44,46,47)

ایک خدا ایک پیغام اور اُس میں تسلسل کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام (سب سے پہلا انسان) اور حضرت نوح علیہ السلام کو جو احکامات دیئے وہ آج بھی دنیا کے تمام مذاہب میں موجود ہیں:

حضرت آدم کو درج ذیل چھ احکامات دیے گئے تھے:

i۔ تم صرف میری عبادت کرو گے۔ بتوں کو نہیں پوجو گے
ii۔ تم قتل نہیں کرو گے
iii۔ تم چوری نہیں کرو گے

iv- زنا نہیں کرو گے

v- خدا تعالیٰ کے بارے میں کلمہ کفر نہیں کہو گے

vi- زندہ جانور کا گوشت نہیں کھاؤ گے

(Ref: wikipedia, Talmud, Genesis 2:16)

اور یہی احکامات بعد میں آنے والے پیغمبروں کو ملتے رہے۔اور حضرت نوحؑ کو ملنے والے ان احکامات میں صرف ایک پیغام کا مزید اضافہ کر دیا گیا یعنی ساتواں حکم یہ تھا:

vii- تم لوگوں میں فیصلے اور انصاف کے لیے قوانین بناؤ اور عدالتیں قائم کرو اور یہ احکامات آج بھی تمام مذاہب کی بنیادی تعلیمات کا حصہ ہیں۔۔۔تو پھر فرق کیا ہوا؟؟؟

مختلف انبیاء نے نہ صرف پہلے انبیاء کی تصدیق کی بلکہ بعد میں آنے والے انبیاء کے بارے میں پیشین گوئی کی اور اپنے پیروکاروں کو آنے والے نبی کی اطاعت اور اُس کی تعلیمات پر عمل کرنے کا بھی حکم دیا۔ بائبل مقدس میں حضرت موسیٰ نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں یوں پیشینگوئی کی:

"خداوند تیرا خدا! تیرے لیے تمہارے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی ظاہر کرے گا۔تم اُسکی سُننا"۔

(استثناء18:15)

عہد نامہ جدید میں آیا ہے:

"اگلے زمانے میں خدا نے باپ دادا سے حصہ بہ حصہ اور طرح بہ طرح نبیوں کی معرفت کلام کر کے۔اس زمانہ کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کیا۔جسے اُس نے سب چیزوں کا وارث ٹھہرایا"۔

(عبرانیوں 1:1-2)

عہد نامہ قدیم میں ارشاد ہوا ہے کہ:

"اور خداوند اُن کے باپ دادا کے خدا نے اپنے پیغمبروں کو اُن کے پاس

بروقت بھیج بھیج کر پیغام بھیجا کیونکہ اُسے اپنے لوگوں اور اپنے مسکن پر ترس آتا ہے"۔ (عہد نامہ قدیم، 2۔ تواریخ 36:15)

حضرت مہاتما بدھ نے فرمایا:

"میں سچائی کا پیغام لانے والا پہلا نہیں ہوں۔ نہ ہی میں آخری ہوں۔ بلکہ دُنیا کی اصلاح کے لیے مصلح آتے رہیں گے"۔

(بدھ مت، مہا پری بھانا سُتا)

قرآن مجید نے اِس آفاقی پیغام کے تسلسل کی مزید تصدیق یوں فرمائی:

"اے نبی! کہو کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں۔ اُس تعلیم کو مانتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی۔ اُن تعلیمات کو بھی مانتے ہیں جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور اولادِ یعقوب پر نازل ہوئی تھیں۔ اور اُن ہدایات پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ جو موسیٰ عیسیٰ اور دوسرے پیغمبروں کو اُن کے رب کی طرف سے دی گئیں۔ ہم اُن کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے تابع فرمان (مُسلم) ہیں"۔ (القرآن 3:84)

کنفیوشس نے کہا:

"دنیا میں ہزاروں راستے ہیں لیکن منزل ایک ہی ہے۔ سچائی ایک ہی ہے۔ اسکا اظہار ہزاروں طریقوں سے ہوتا ہے"۔

(Confucianism. 1 Ching, Appended Remarks, 2.5)

بھگوت گیتا میں بھگوان فرماتے ہیں:

"میرے بندے میری طرف جس راستے سے بھی آتے ہیں۔ مجھے پا لیتے ہیں۔ کیونکہ سب راستے میری طرف ہی آتے ہیں"۔

(ہندو مت، بھگوت گیتا 4.11)

جین مت کے یہ اقوال زریں قابل غور ہیں:

"تعصبات سے بالاتر ہو کر جب کوئی بالائے حق کو کسی بھی جگہ، کسی بھی طریقے اور کسی بھی نام سے پکارتا ہے۔ وہ اُس کو پالیتا ہے کیونکہ وہ ایک ہی ہے۔

میرے مالک! تم ایک ہی ہو۔ اگرچہ تمہارا اظہار ہزاروں طریقوں سے ہو رہا ہے"۔ (جین مت، ہماچندرا، دواترشوکا 29)

حضرت بابا گرونانک فرماتے ہیں:

"ہندوؤں اور مسلمانوں کا ایک ہی خدا ہے۔ جسے وہ مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔ اِس میں ملاں، پنڈت کیا کر سکتے ہیں"۔

(سکھ مت، ادھی گرنتھ، بھیرو 1158)

اسی لیے کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

مُلاں پنڈت دونوں جھوٹے مَیں دونوں سے بیگانہ ہوں
میں کیا جانوں مسجد مندر میں تیرا دیوانہ ہوں

اور پھر کسی شاعر نے اسے یوں بیان کیا:

نہ مسجد میں نہ مندر میں
وہ رہتا سب کے اندر میں

(یعنی خدا تعالیٰ مسجد یا مندر، گرجا گھر یا گردوارے میں نہیں رہتا۔ وہ تو انسانوں کے دلوں میں رہتا ہے۔)

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ:

وَفِي انفسكم . افلا تبصرون

ہندوؤں کے مہامُنی بھگت کبیر کہتے ہیں:۔

"اگر خدا صرف مسجد میں ہی رہتا ہے تو باقی جگہوں پر کون ہے؟ ہندو سمجھتے ہیں کہ بھگوان تیرتھ اور مورتھ میں ہی رہتا ہے۔ پر ان دونوں (ہندو، مسلمان) میں سے کسی کو بھگوان نہیں ملا۔ دونوں دھوکے میں

ہیں۔ ایشور مندر میں ہے۔ نہ مسجد میں۔ اُسے ڈھونڈنا ہے تو اپنے دل میں ڈھونڈو۔ (کلام بھگت کبیر)

چنانچہ جتنے بھی پیغمبر آئے وہ حق وصداقت، پیار ومحبت، الفت ویگانگت کا پیغام لے کر آئے۔ اُنہوں نے نہ صرف الفاظ بلکہ اپنے بہترین کردار سے لوگوں کے سامنے عملی نمونہ بن کر خداتعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں پر زندگی گذارنے کے طریقے بتائے۔ تمام انبیاء کا کوئی ذاتی مقصد نہیں تھا۔ اور نہ ہی انہوں نے کوئی دنیاوی فائدہ اٹھایا بلکہ انہوں نے ہمیشہ سختیاں جھیل کر، گالیاں اور مار کھا کر بھی لوگوں کو دعائیں دیں لیکن حق وصداقت کا وہ پیغام جس کے وہ امین تھے اُس سے وہ کبھی پیچھے نہیں ہٹے اور ان سختیوں، مصیبتوں کے باوجود اُنہوں نے خدا کا پیغام لوگوں تک پہنچایا اور لوگوں کی بھلائی کے لیے کام کرتے رہے اور انہیں ایک اللہ کی عبادت، جھوٹے معبودوں سے بچنے اور اخلاقِ حمیدہ کا درس دیتے رہے۔

ایک ہی مذہب:

مشہور مسلمان صوفی حسین بن منصور حلاّج فرماتے ہیں کہ:

میں نے ادیان کے بارے میں گہرے تفکر میں تحقیق کی
اور اُنہیں کئی شاخوں والی جڑوں کی طرح پایا۔
کسی سے اُس کے دین کے بارے میں مت پوچھو۔
ایسا کرنا اُسے جڑ سے جدا کر دیتا ہے
اصل اُسے ڈھونڈ لے گا
جیسے جیسے معنیٰ آشکار ہوں گے، وہ جان لے گا۔

(حسین بن منصور حلاّج)

شری رام کرشن نے ایک مرتبہ کہا تھا:

"میرا یا تمہارا مذہب، میرا قومی مذہب یا تمہارا قومی مذہب ہرگز موجود نہیں۔ بہت سے مذاہب موجود نہیں ہیں۔ صرف ایک لامحدود مذہب موجود ہے اور یہ مذہب مختلف ممالک میں مختلف طریقوں سے خود کو

ظاہر کرتا ہے۔ چنانچہ ہمیں تمام مذاہب کا احترام کرنا چاہیئے اور ہر ممکن حد تک اُنہیں قبول کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے"۔

(فلسفہ مذہب صفحہ 155)

مشہور عالم دین اور مُسلم مفکّر مولانا ابوالکلام آزاد" فرماتے ہیں کہ:

"Universal truths are equally found in all the religions. Therefore, no one religion can claim superiority over the others." (Tarjman ul Quran)

(تمام آفاقی سچائیاں ہر مذہب میں بدرجہ اُتم موجود ہیں۔ چنانچہ کسی مذہب کو دوسرے مذہب پر برتری حاصل نہیں ہے)

اس لیے مہاتما گاندھی نے بھی فرمایا تھا کہ:

"The soul of religion is one, but encased in a multitude of forms."

مشہور ہندو سوامی دیوکانند نے کتنے خوبصورت الفاظ میں مذہب کی تشریح کی ہے۔ غور فرمایئے:

"یہ کہنا کہ میرا مذہب سچا اور تمہارا مذہب جھوٹا۔ یہ مذہب کا ایک قطعی غلط تصور ہے۔ جب کہ شری رام کرشن نے کہا تھا "ہر مذہب سچا ہے"۔ کچھ لوگ بڑی ایمانداری کے ساتھ شک کرتے ہیں کہ اگر عیسائیت سچی ہے تو ہندومت بھی کیسے سچا ہوسکتا ہے۔ وہ سوچتے ہیں کہ اگر اُن کا مذہب سچا ہے تو دوسروں کا مذہب ضرور جھوٹا ہوگا۔

کیونکہ وہ اُن کے مذہب سے اختلاف رکھتا ہے۔ یہ مذہب کے بارے میں ایک بچگانہ اور احمقانہ تصور ہے۔ جس طرح سے آپ کے وجود کی سچائی میرے وجود کی سچائی کو جھٹلاتی نہیں۔ بالکل اسی طرح آپ کے مذہب کے سچا ہونے کی حقیقت میرے مذہب کی سچائی کی تردید نہیں

کرتی تاہم تمام مذاہب ایک جیسے نہیں بلکہ تمام مذاہب سچے ہیں۔
مثلاً کوہِ ہمالیہ کی تصاویر ہندوستان، تبت یا چین کی طرف سے لیں تو
کوئی بھی تصویر ایک دوسرے جیسی نہیں ہوگی لیکن بلاشبہ وہ تمام تصویریں
کوہِ ہمالیہ ہی کی ہوں گی"۔

(سوامی ویوکانند، فلسفہ مذہب 155)

شنتومت کا راہب کہتا ہے کہ:

"دنیا کے تمام کونوں میں کہیں بھی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں خدا نہ ہو"۔

(Moto Kyo, Michi-no-Shior)

بائبل مقدس میں حضرت ملاکی فرماتے ہیں کہ:

" آفتاب کے طلوع سے غروب تک قوموں میں میرے نام کی تمجید ہوگی
اور ہر جگہ میرے نام پر بخور جلائے جائیں گے اور پاک ہدیے گزاریں
جائیں گے کیونکہ قوموں میں میرے نام کی تمجید ہوگی۔ رب الافواج
فرماتا ہے"۔ (عہدنامہ قدیم۔ ملاکی 1:11)

ہندوؤں کے مشہور بھگت دایال دادو کہتے ہیں:۔

اے دادو! سب کے اندر ایک ہی آتما ہے۔ کوئی ہمارا دشمن نہیں ہے۔
ہم نے سب اچھی طرح کھوج کر دیکھ لیا ہے۔ کوئی غیر نہیں ہے۔
کیا ہندو کیا مسلمان؟ سب کے اندر ایک ہی آتما کام کر رہی ہے"
(بھگت دادو دایال۔ انو بھاؤوانی)

بہائی مذہب کے حضرت بہاءُاللہ فرماتے ہیں:

"دنیا میں کوئی نیا مذہب نہیں آئے گا۔ بلکہ پرانے مذہب کی تجدید ہوگی"۔

(بہاءُاللہ TAB.P.159)

بھگوت گیتا میں ارشاد ہوا ہے کہ جب بھی نیکی پر زوال آتا ہے اور بدی عروج پر ہوتی

ہے تو اچھائی کی حفاظت کیلئے اور بدی کے خاتمے کے لئے ایشور بندوبست کرتا رہتا ہے۔

"جب بھی دنیا میں نیکی پر زوال آتا ہے اور بدی عروج پر ہوتی۔ میں
سامنے آتا ہوں۔ اچھائی کی حفاظت کے لیے اور بُرائی کے خاتمے کے
لیے اور نیکی کو پھیلانے کے لیے مختلف ادوار میں آتا رہتا ہوں"۔
(بھگوت گیتا 4:7-8)

عیسائیت کے ایک نہایت متبرک مذہبی پیشوا پولس کو جب گرفتار کر کے فلیکس بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا تو اُس نے یوں بیان دیا:

"تیرے سامنے یہ اقرار کرتا ہوں کہ جس طریق کو یہ بدعت کہتے ہیں،
اُسی کے مطابق میں اپنے باپ دادا کے خدا کی عبادت کرتا ہوں اور جو
کچھ توریت اور نبیوں کے صحیفوں میں لکھا ہے۔ اُس سب پر میرا ایمان
ہے"۔ (عہد نامہ جدید، اعمال 24:14-15)

ایک مشہور مسلمان عالم اور مفکر نے ہندوؤں کی مقدس ترین کتاب "بھگوت گیتا" کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد اُسے ہندوستان کا قرآن قرار دیا اور کہا کہ دونوں کا پیغام ایک ہی ہے:

ایک ہی حق کی آواز ساری دنیا میں گونج رہی ہے
گیتا ہندوستان کا قرآن اور قرآن عرب کی گیتا ہے
(حضرت خوب اللہ شاہ قادری)

کسی نے دھرم (مذہب) کی کیا خوبصورت تعریف کی ہے:

دھرم ہندو نہ بُدھ ہے سکھ مُسلم نہ جین
دھرم چِت کی سُدھتا دھرم شانتی سُکھ چین

اور بقول شاعر:

وہیں جا پہنچتی ہیں کہ کعبہ کو زاہد
نکلتی ہیں جو راہیں کوئے بُتاں سے

ایران کی مشہور مسلمان شخصیت جناب حافظ شیرازی فرماتے ہیں:

"میں نے خدا کے بھید کو پالیا ہے اور اب میں اپنے آپ کو نہ عیسائی کہہ سکتا ہوں، نہ ہندو، نہ مُسلم، نہ بُدھ اور نہ ہی یہودی"۔

(I have learnt so much from God, that I can no longer call my self a Christian, a Hindu, a Muslim, a Buddhist or a Jew.)

(Hafiz, translated by Daniel Ladiwsky) .

اور یہ ہی بات حضرت سلطان باہُو یوں فرماتے ہیں:۔

نہ اوہ ہندو نہ او مومن نہ سجدہ دین مسیتی ہُو
دم دم دے وچ ویکھن مولا جنہاں قضا نہ کیتی ہُو

(نہ تو وہ ہندو ہیں۔ نہ ہی مومن۔ اور نہ ہی وہ مسجدوں میں جا کر سجدے کرتے ہیں۔ وہ تو ہر سانس اور ہر پل میں خدا کو دیکھتے ہیں۔ اور کسی لمحے بھی خدا کی یاد سے غافل نہیں)

پھر کہتے ہیں:۔

نہ میں سُنّی نہ میں شیعہ　　میرا دوہاں توں دل سڑیا ہُو

(نہ میں سُنی ہوں اور نہ ہی شیعہ۔ میں تو ان کی حرکات سے سخت بیزار ہوں)

اور ایک دوسرے صوفی شاعر حضرت بُلھے شاہ بھی مذہبوں کی تفریق اور فرقہ بازی کے سخت خلاف تھے۔ وہ کہتے ہیں:۔

ہندو نہ نہیں ہم مسلمان　　بھیٔے نرنجن تج ابھیمان
سُنی نہ نہیں ہم شیعہ　　صُلح کُل کا مارگ لیا
بُلھا شوہ جو ہر چت لاگے　　ہندو تُرک دوجن تیاگے

(ہم نہ تو ہندو ہیں اور نہ ہی مسلمان۔ سب غرور و تکبّر چھوڑ کر ہم تو پاک صاف ہو گئے ہیں۔ ہم نہ تو سُنی ہیں اور نہ ہی شیعہ۔۔۔۔ ہم نے تو

سب سے صلح کا راستہ اپنایا ہے۔ اے بُلھا! شوہ وہ ہے جو مذہبوں کے چکر میں نہ پڑے۔ ہر ایک کو اچھا سمجھے۔ نہ ہندو ہو اور نہ مسلمان ـــــــ بلکہ صرف ایک اچھا انسان۔)

حضرت بلّھے شاہ مذہبوں کے سخت خلاف تھے۔ اور مذہبوں کی بنیاد پر تفریق اور تقسیم کو غیر فطری سمجھتے تھے۔ وہ کہتے ہیں:۔

نہ ہم ہندو نہ مسلمان دونوں بیچ بسی شیطان
دعوئی رام رحیم کر لڑ دے بے ایمان

پھر فرماتے ہیں:۔

بُلھا چیری مسلمان دی ہندو توں قربان
دوہاں توں پانی وار پی جو کرے بھگوان

(بلّھے شاہ تو مسلمان کا بھی غلام ہے اور ہندو پر بھی قربان۔
اے بلّھے! تم دونوں سے محبت کرو۔ خدا خیر کرے گا۔)

اس طرح سے بہت سے صوفی بزرگوں نے طرح طرح سے سمجھایا ہے کہ انسانوں کے درمیان مذہبوں کی بنیاد پر تفریق غیر فطری اور خدا کے آفاقی اصولوں اور خدا کی سُنّت کے خلاف ہے۔ خدا کے کسی کام میں ہمیں مذہب نظر نہیں آتا۔ خدا نے مذہب کی بنیاد پر اپنی مخلوق میں کوئی تفریق نہیں کی ـــــــ تو پھر ہم کیوں کرتے ہیں۔

ایک ہی سب کا خدا:

عہد نامہ جدید میں حضرت پولس فرماتے ہیں کہ:

"کیا خدا صرف یہودیوں کا ہے ـــ غیر قوموں کا نہیں۔ بے شک غیر قوموں کا بھی ہے کیونکہ ایک ہی خدا ہے جو مختونوں کو بھی ایمان سے اور نامختونوں کو بھی ایمان ہی کے وسیلہ سے راستباز ٹھہرائے گا"۔

(عیسائیت۔ عہد نامہ جدید، رومیوں 3:29-30)

سکھوں کے روحانی پیشوا بابا گرونانک صاحب فرماتے ہیں کہ:

" کچھ تو خدا کو رام رام کہتے ہیں اور کچھ خدا
کچھ گوسین کے آگے جھکتے ہیں اور کچھ اللہ کے آگے
وہ نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے
ہندو گنگا جل میں نہاتے ہیں اور مسلمان زم زم سے (دونوں پانی ہیں)
ہندو مندر میں پوجا کرتے ہیں اور مسلمان نماز میں سر جھکاتے ہیں
کچھ قومیں وید پڑھتی ہیں اور کچھ یعنی عیسائی یہودی
اور مسلمان اپنی مقدس کتابیں پڑھتے ہیں
کچھ نیلی پگڑی باندھتے ہیں کچھ سفید
کچھ اپنے آپ کو ہندو کہلاتے اور کچھ مسلمان
کچھ بہشت (مسلمانوں کی جنت) کے طالب ہیں اور کچھ سورگ
(ہندوؤں کی جنت)
نانک کہہ دو کہ جو کوئی بھی جس طرح سے خدا کو تلاش کرتا ہے
وہ اُس کو پالیتا ہے"۔ (بابا گرونانک، ادھی گرنتھ)

ہندوؤں کا مشہور بھجن ہے کہ:

اللہ تیرو نام ۔ ایشور تیرو نام
سب کو سُمتی دے بھگوان

(اللہ بھی تیرا ہی نام ہے اور ایشور بھی تیرا ہی نام۔ اے بھگوان سب کو عقل سلیم عطا کر)

بابا جی گرونانک فرماتے ہیں:۔

"خدا ایک ہے۔ ہمیشہ رہنے والا۔ وحدہٗ لاشریک ہے۔
اُس نے اپنی مخلوق میں مذہب، رنگ و نسل کی بنیاد پر فرق نہیں کیا
خدا تعالیٰ تک رسائی کے مختلف طریقے ہیں۔ جو بھی جس راستے سے خدا تک
رسائی کرنا چاہتا ہے۔ وہ کرے۔ لیکن ذات پات اور مذہبوں سے علیحدہ ہو کر
کیونکہ خدا کے نزدیک نہ کوئی ہندو ہے نہ مسلمان

اور سب انسان خدا نے بنائے ہیں

وہ ایک ہی خدا ہے اور وہ سب کا خدا ہے''

(بابا گرونانک صفحہ 270)

سکھوں کے ایک دوسرے گرو گوبند صاحب فرماتے ہیں:۔

''ہندو اور مسلمان ایک ہیں۔

ایک ہی خدا نے اُن کو پیدا کیا اور وہی ان کو پالتا اور پروان چڑھاتا ہے

دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں

مسجد اور مندر ایک ہیں

پوجا اور نماز ایک ہے''

(سکھ مت۔ گرو گوبند صاحب)

عیسائیت کے مبلغِ اعظم حضرت پولوس کے یہ ارشادات نہایت قابل غور ہیں:

"جب پولوس نے اتھینے شہر کو بتوں سے بھرا ہوا دیکھا تو

اُسکا جی جل گیا۔ اور اُس نے کہا

اے اتھینے والو! میں دیکھتا ہوں کہ تم ہر بات میں دیوتاؤں کے بڑے

ماننے والے ہو۔ چنانچہ میں نے سیر کرتے اور تمہارے معبودوں پر غور

کرتے وقت ایک ایسی قربان گاہ بھی پائی جس پر لکھا تھا

"نامعلوم خدا کے لیے"

پس تم جس کو بغیر معلوم کیے پوجتے ہو، میں تم کو اُسی کی خبر دیتا ہوں

جس خدا نے دنیا اور اُسکی سب چیزوں کو پیدا کیا

وہ آسمان اور زمین کا مالک ہو کر ہاتھ کے بنائے ہوئے مندروں میں

نہیں رہتا

کسی چیز کا محتاج ہو کر آدمیوں کے ہاتھوں سے خدمت نہیں لیتا کیونکہ

وہ تو خود سب کو زندگی اور سانس اور سب کچھ دیتا ہے

اور اُس نے ایک ہی اصل سے آدمیوں کی ہر ایک قوم تمام روئے زمین پر رہنے کے لیے پیدا کی
اور اُنکی میعادیں اور سکونت کی حدیں مقرر کیں تا کہ خدا کو ڈھونڈیں"
(عیسائیت، عہد نامہ جدید، اعمال 27-17:23)

پھر فرماتے ہیں:

"اب مجھے پورا یقین ہو گیا ہے کہ خدا کسی کا طرف دار نہیں بلکہ ہر قوم کے اُس فرد کو جو اُس سے ڈرتا اور راستبازی کرتا ہے وہ اُسے پسند کرتا ہے"۔ (اعمال 35-10:34)

بھگت کبیر جی نے فرمایا:

کہے کبیر اِک رام جپو رے
ہندو ترک نہ کوئے

(کبیر کہتا ہے کہ ایک خدا کی ہی پوجا کرو نہ کوئی ہندو رہے نہ مسلمان)

اس موضوع پر ایک دوسری جگہ کہتے ہیں:

دوئی جگدیش کہاں تے آئے کہو کون بھرمایا
اللہ رام کریم کیشو ہری حضرت نام دھرایا

(دنیا کے دو مالک کہاں سے آ گئے۔ کہو کس نے دھوکا دیا۔ اللہ۔ رام۔ کریم۔ کیشو۔ ہری۔ حضرت۔ یہ ایک ہی اللہ کے مختلف نام رکھے ہوئے ہیں)۔ (بھگت کبیر۔ پنڈت منوہر لال زتشی)

ہندوؤں کی مقدس ترین کتاب رِگ وید میں لکھا ہے کہ:

"کسی نے اُسکو اِندر کہا، مِترا کہا، ورونا کہا، اگنی کہا، گروتما کہا۔ مختلف وقتوں میں مختلف درویش اُس "ایک ہی" کو مختلف ناموں سے پکارتے رہے"۔ (ہندومت، رگ وید 1.164.46)

شنتومت کے بزرگوں کا قول ہے:

اس دنیا میں مختلف لوگوں کے مختلف روحانی پیشوا ہیں۔ ہمیں سب کی تعظیم کرنی چاہیے۔ ہمارا روحانی پیشوا "بدھا" ہے اور ہم بدھا کے سنہری اصولوں پر عمل کر کے ہی نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ (Shinto.Revelations of Sun Goden)

بہائی مذہب کے روحانی پیشوا حضرت بہاءُاللہ فرماتے ہیں:

"سب انسانوں کے لیے فرض ہے کہ وہ تعصبات کو ترک کریں حتیٰ کہ ایک دوسرے کی عبادت گاہوں میں بھی جائیں کیونکہ اِن سب عبادت گاہوں میں خدا کی تعریف اور اُسکا ذکر ہوتا ہے۔ جب سب "ایک ہی خدا" کی پرستش کے لیے جمع ہوتے ہیں تو اُن میں فرق کیا رہا؟"

(بہاءُاللہ، عصر جدید 150)

ہندوستان کی نہایت مقتدر شخصیت جناب مہاتما گاندھی کے اقوال زریں پر غور فرمائیں:

"خدا کے ہزاروں نام ہیں بلکہ حق تو یہ ہے کہ اُسکا کوئی خاص نام نہیں۔ ہم کو یہ اختیار ہے کہ جس نام سے چاہیں اُس کو پکاریں۔ بعض اُسکو رام کہتے ہیں، بعض کرشن، بعض God اور بعض خدا کہتے ہیں۔ لیکن سب ایک ہی روح کی پرستش کرتے ہیں جس طرح تمام غذائیں ہر شخص کو مرغوب نہیں ہوتیں۔ اسی طرح خدا کے سب نام ہر شخص کو پسند نہیں ہوتے لیکن ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ جو نام اُسے پیارا لگے، وہ اختیار کر لے۔ چونکہ وہ علیم وخبیر ہے اور ہماری دلی آرزوؤں سے واقف ہے۔ پس وہ ہماری دعاؤں کا جواب بھی دیتا ہے"۔

(ہندو ویو آف لائف صفحہ 37)

اس لیے قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ:

لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى   سب اچھے نام اُس (اللہ) کے ہیں۔

(القرآن 20:8)

پھر فرمایا کہ:

" کہو! اس سے فرق نہیں پڑتا کہ اللہ کہہ کے پکارو یا رحمٰن کہہ کر۔
جس نام سے بھی پکارو، اُسکے لیے سب اچھے نام ہیں"۔

(القرآن 17:110)

اس لیے ہندوؤں کے بھگت کبیر صاحب قرآن مجید کی تائید میں یوں گویا ہیں:

راما رحیما ایک ہے نام دھرائے دوئے
کہت. کبیر دو نام سُن بھرم پڑو مت کوئے

(یعنی رام اور رحیم ایک اللہ ہی کے دو نام ہیں۔ ناموں کی تبدیلی کی وجہ سے کوئی شک میں نہ پڑے) (بھگت کبیر)

پھر بھگت کبیر فرماتے ہیں:

اننت نام برہم کے تن کا وار نہ پار
من مانے سو لیجیے کہے کبیر وچار

(سب اچھے نام خدا کے ہیں۔ اُس کا کوئی خاص نام نہیں ہے۔ یہ بات کبیر نہایت سوچ بچار کے بعد کہہ رہا ہے۔ جو آپ کو پسند ہو اُسی نام سے خدا کو پکاریں)

امریکی سروے کے مطابق ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی۔ سب ایک ہی خدا کو پکارتے ہیں صرف نام مختلف ہوتے ہیں۔

"When Chrisians, Jews, Buddhists and others pray to their God, all of these individuals are actually praying to same God. but simply using different names for that diety".

(Registered opinion of 4 of every 10 American Adults: Burna Poll)

مشہور انگریزی مصنف شیکسپیئر نے کیا خوبصورت بات کہی ہے:

"What's in name, that which me call rose, by any other name would smell as sweet".

پیغمبروں کا عہد:

نبیوں کا نہایت واضح اعلان کہ وہ جس پیغام کی تبلیغ کرر ہے ہیں۔ وہی ہے جو اُن سے پہلے والے پیغمبروں کا تھا۔ اور وہ کوئی نیا پیغام لے کر نہیں آئے بلکہ پہلے والے پیغام کی تجدید ہی کرر ہے ہیں۔ غالبًا پیغمبر اُس میثاق اور وعدہ کے ذریعے پابند کیے گئے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور جس میں نہایت سختی اور تاکید کے ساتھ نبیوں سے کہا جارہا ہے کہ وہ اپنی اُمتوں کو بتادیں کہ اُن کے بعد آئندہ نسلوں میں اگر اسی پیغام کی تجدید لیکر کوئی دوسرا نبی آئے تو وہ نہ صرف اُن پر ایمان لائیں بلکہ اُس کی ہر طرح سے مدد کریں۔ قرآن مجید میں اس عہد کا یوں ذکر ہے۔

"یاد کرو اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا
آج میں نے تمہیں کتاب اور حکمت ودانش سے نوازا ہے
کل اگر کوئی دوسرا رسول تمہارے پاس اسی تعلیم کی تصدیق کرتا ہوا آئے
جو پہلے سے تمہارے پاس موجود ہے تو تم کو اُس پر ایمان لانا ہوگا
اور اُسکی مدد کرنی ہوگی۔
یہ ارشاد فرما کر اللہ نے پوچھا۔ کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو؟
اور اس پر میری طرف سے بھاری ذمہ داری اٹھاتے ہو
انہوں نے کہا
ہاں ہم اقرار کرتے ہیں
اللہ نے فرمایا
اچھا تو گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں
اس کے بعد جو اپنے عہد سے پھر جائے، وہی فاسق ہے"۔
(القرآن۔ سورۃ آل عمران 3:81)

قرآن مجید کے الفاظ پر غور کریں اور خدا تعالیٰ کے مُدعا پر بھی۔ یہ اُسی قسم کا نہایت سخت معاہدہ اور وعدہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے لیا تھا اور جو کہ خود اُس نے اپنی ذات کے بارے میں تمام انسانوں سے لیا تھا۔ جب اُس نے تمام روحوں کو اکٹھا کر کے اپنا دیدار کرانے کے بعد اور اُن کو یقین دلانے کے بعد لیا تھا کہ تمام انسان خدا کے سوا کسی اور کو معبود نہیں مانیں گے اور انسانوں کے شعور میں خدا تعالیٰ کی ذات اور اُسکی موجودگی کے پختہ نقوش درج کر دیئے گئے تھے غالباً یہی وجہ ہے کہ بڑے سے بڑے منکرِ خدا کو بھی جب معمولی سی تکلیف پہنچتی ہے یا کانٹا ہی چبھتا ہے تو اُس کے منہ سے بلا اختیار یہی الفاظ ادا ہوتے ہیں۔ یا خدا، یا خدا رحم۔ قرآن مجید میں اس کو "وعدہ الست" کہتے ہیں جس کا ذکر قرآن مجید میں اِن الفاظ میں آیا ہے۔

"اے نبی! لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جب کہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے اُن کی نسل کو نکالا تھا اور اُنہیں خود اُن کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا:

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟

انہوں نے کہا۔ ضرور۔ آپ ہی ہمارے رب ہیں۔

ہم اس پر گواہی دیتے ہیں۔

یہ ہم نے اس لیے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ ہم تو اس بات سے بے خبر تھے۔ یا یہ نہ کہنے لگو کہ شرک کی ابتدا تو ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے کی تھی اور ہم بعد میں اُن کی نسل میں پیدا ہوئے۔ پھر کیا آپ ہمیں اس قصور میں پکڑتے ہیں جو غلط کار لوگوں نے کیا تھا۔ دیکھو اس طرح ہم نشانیاں واضح طور پر پیش کرتے ہیں اور اس لیے کرتے ہیں کہ یہ لوگ پلٹ آئیں"۔ (القرآن 7:172-174)

چنانچہ نبیوں سے یہ عہد لیا گیا کہ کل اگر کوئی دوسرا رسول تمہارے پاس اس تعلیم کی تصدیق کرتے ہوئے آئے جو پہلے سے تمہارے پاس موجود ہے تو تمہیں اُس پر ایمان لانا ہوگا اور اُسکی مدد کرنا ہوگی۔ اور یہی عہد نبیوں نے اپنے پیروکاروں سے لیا اور اُنہیں نہایت واضح

ہدایات دیں کہ اُن کے بعد بھی مصلح اور نبی آئیں گے جو کہ اُس پیغام کی تصدیق کریں گے جو وہ پہنچارہے ہیں اور اُنہوں نے اپنے پیروکاروں کو سخت تاکید کی کہ تم اُن نبیوں کی ہر طرح سے تائید و پیروی کرنا اور اُن کی مدد کرنا نہ کہ تم گزشتہ نسلوں کی روش پر چلنا۔ جنہوں نے جب بھی کوئی نیا نبی یا مصلح آیا۔ اُسکی سخت ترین مخالفت کی بلکہ اُسے نہایت اذیت ناک سزائیں دیں اور نبیوں کی بے حرمتی کی۔

جن لوگوں نے ایسا کیا۔ کیا اُن کا رویہ اُن کے اپنے نبیوں اور بزرگوں کی تعلیمات کے مطابق تھا؟۔۔۔ یا کہ اُلٹ تھا۔۔۔۔ لہٰذا آیئے ہم دیکھیں کہ مختلف نبیوں نے اپنے بعد آنے والے نبیوں کے بارے میں کیا کہا۔

چنانچہ نہ صرف خدا کی اِن برگزیدہ ہستیوں اور نبیوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ خدا کا پیغام ایک ہی ہے اور وہ ایک ہی پیغام مختلف ادوار میں خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے ذریعے اور مقدس الہامی کتابوں کے ذریعے لوگوں تک پہنچتا رہا بلکہ تقریباً تمام پیغمبروں نے اس بات کی پیشین گوئی کی کہ اُنکے بعد بھی نبیوں، مصلحوں اور برگزیدہ ہستیوں کے ذریعے یہ پیغام رُشد و ہدایت تسلسل کے ساتھ لوگوں تک پہنچتا رہے گا۔

مختلف مذاہب میں نبیوں کی آمد کی پیشین گوئیاں:

بُدھ مت:۔

آنندا! اپنے آنسو روکتے ہوئے مقدس استاد سے پوچھتا ہے
جب آپ چلے جائیں گے تو ہمیں کون پڑھائے گا؟
تو متبرک استاد جواب دیتے ہیں کہ میں پہلا بدھا نہیں ہوں جو زمین پر آیا ہوں۔ نہ ہی میں آخری ہوں۔ جب ضرورت ہوئی دوسرا بدھا زمین پر اترے گا، وہ متبرک ہوگا۔ روشن ضمیر ہوگا۔ دانا اور پُر حکمت، دانائی سے پُر اور کائناتی علم والا۔۔ ایسا لیڈر جس کی انسانوں میں کوئی مثال نہیں ہوگی۔ وہ تمہیں اس سچائی کا راستہ دکھائے گا جو میں نے تمہیں دیا ہے۔ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ کرے گا

اور وہ جلیل القدر، جلیل الشان، جلیل المعرفت اور جلیل الاحسان ہوگا۔ وہ حُسن الخلائق اور مثالی زندگی گزارے گا اور ہر طرح سے خالص اور با مقصد ہوگا جیسا کہ میں ہوں۔

آنندا نے پوچھا کہ ہم اس کو کس طرح سے پہچانیں گے تو مقدس استاد نے کہا کہ وہ مطیعہ کے نام سے جانا جائے گا جس کا مطلب ہے کہ " محسن الاخلاق"۔ (The Gospel of Buddha)

حضرت موسیٰ کی پیشین گوئی:۔

اور مالک نے مجھ سے کہا" انہوں نے جو کہنا تھا وہ بہت اچھا کہہ چکے اور ان میں ہی سے ایک پیغمبر اٹھاؤں گا جو کہ ان جیسا ہی ہوگا اور اس کو میں وحی کے ذریعے اپنا پیغام پہنچاؤں گا اور وہ لوگوں کو وہی حکم دے گا جو میں اس کو دوں گا اور اگر ایسا ہوا کہ جس کسی نے میرے احکامات جو میں اُسکے ذریعے لوگوں تک پہنچاؤں گا نہ مانے تو میں خود فیصلہ کروں گا۔ (Tanakh, Deuteronomy)

بائبل مقدس میں ارشاد ہوا ہے کہ:

"میں انکے لیے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے تو میں اُس کا حساب اُن سے لوں گا"۔ (تورات، استثناء 18:18-19)

حضرت عیسیٰ کی حضرت محمد ﷺ کے بارے میں پیشین گوئی:

" لیکن وہ مصلح اور مقدس ہستی جس کو باپ میرے نام سے بھیجے گا وہ تمہیں وہی چیزیں پڑھائے گا اور تمہیں وہ تمام باتیں یاد دلائے گا جو

تمہیں بتا چکا ہوں۔
اور یاد رکھو کہ جب وہ سچائی کا علمدار آئے گا اور تمہیں سیدھی راہ دکھائے گا تو وہ تمہیں اپنی طرف سے کچھ نہ کہہ رہا ہوگا بلکہ وحی کے ذریعے جو کچھ اُسے پڑھایا جائے گا وہ تمہیں پڑھائے گا"۔

مزید فرمایا کہ نیا آنے والا نبی نہ صرف میرے پیغام کی تصدیق و تائید کرے گا بلکہ ذہنی اور معاشرتی ارتقاء کے مدِ نظر ایسی باتیں کہے گا جو کہ اُس وقت ارتقائی شعور کی مناسبت سے مناسب ہوں گی۔

"لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ تسلی دہندہ تمہارے پاس نہ آئے گا۔ مجھے تم سے اور باتیں بھی کہنی ہیں مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا"۔
(انجیل یوحنا 16:7-8, 12-13)

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ کی اس پیشین گوئی کو یوں بیان کیا گیا ہے:
"اور عیسیٰ ابن مریم نے کہا۔ اے بنی اسرائیل! مجھے اللہ نے تمہاری طرف رسول کی حیثیت سے بھیجا ہے میں پھر سے اللہ کے اُن قوانین کی سچائی ثابت کرنے آیا ہوں جو قبل ازیں تورات میں دیئے گئے تھے۔ اور میں اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی بشارت بھی دیتا ہوں جس کا نام احمد ﷺ ہوگا"۔ (القرآن 61:6)

مہدی موعود کے بارے میں پیشین گوئیاں:۔
مسلمان بھی مسیح موعود اور مہدی علیہ السلام کی آمد کے منتظر ہیں۔ بعض روایات اور احادیث کے مطابق جب دنیا ظلم و زیادتی سے پُر ہو جائے گی۔ اخلاقی نظام درہم برہم

ہو جائے گا اور ایمان کی حالت سخت کمزور ہو جائے گی تو پھر حضرت عیسیٰؑ اور مہدیؑ اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور بگڑے ہوئے اور دگرگوں حالات کو سنبھالا دے کر دوبارہ اسلام کا بول بالا کریں گے۔

"آنحضرت ﷺ نے اپنی اُمت پر جن حالات کی خبر دی ہے ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ مسلمانوں کے دلوں سے ایمان اٹھ جائے گا اور مسلمان ہونے اور کہلانے کے باوجود نورِ ایمان سے خالی ہوں گے۔ چنانچہ ایک موقع پر فرمایا کہ ایمان ثریا ستارے پر چلا جائے گا۔ تب اہل فارس میں سے ایک شخص اُسے واپس لائے گا۔ اسی طرح فرمایا کہ اسلام کا نام اور قرآن کے الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ مسجدیں بظاہر آباد لیکن نور ہدایت سے خالی ہوں گی اور مسلمانوں کے علماء بدترین مخلوق ہوں گے"۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

کہ میرے اور اُن (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔ اور یہ کہ وہ اُترنے والے ہیں۔ پس جب تم اُن کو دیکھو تو پہچان لینا۔ وہ اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے۔ صلیب کو پاش پاش کر دیں گے۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے۔ جزیہ ختم کر دیں گے۔ اور اللہ اُن کے زمانے میں اسلام کے سوا تمام ملتوں کو مٹا دے گا۔ اور وہ دجال کو ہلاک کر دیں گے اور زمین میں وہ چالیس سال ٹھہریں گے۔ پھر اُن کا انتقال ہو جائے گا اور مسلمان اُن کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے"۔

(ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال)

چنانچہ دنیا کے تمام مذاہب کے لوگ کسی نہ کسی مسیحا اور مہدی کا انتظار کر رہے ہیں جو کہ دنیا کے انتہائی بگڑتے ہوئے حالات، ظلم و جبر، ناانصافی، بے ایمانی، جھوٹ، فریب، دغا اور معاشی استحصال سے چھٹکارا دلائے گا اور اس دنیا پر عدل و انصاف، امن و آشتی، محبت و یگانگت

اور محبت و بھائی چارہ کی فضا قائم کرے گا۔ اسی لیے ہندو ایک " کالکی اوتار "، عیسائی، مسلمان اور یہودی کسی مسیحا اور مہدی۔ بدھ مت والے "بُدھا" (MAITREYA BUDDHA)، زرتشت مت "ساؤشانت" (SAOSHYANT) اور کنفیوشس ازم والے کنفیوشس جیسے کسی نیک، صالح، باکردار اور بہترین راہنما کے منتظر ہیں۔

ہر اُمت کے لیے رسول:

خدا تعالٰی کی شانِ ربوبیت یہ ہے کہ وہ انسانوں کے درمیان بلحاظ مذہب، رنگ و نسل، علاقے یا کسی اور وجہ سے تفریق نہیں کرتا اور اگر ایسا کرتا تو یہ اُسکی شانِ ربوبیت کے خلاف ہوتا۔ چنانچہ اُس نے اپنی مخلوق کی راہنمائی اور بہتری کے لیے تمام قوموں اور امتوں کے لیے اپنے پیغامبر بھیجے تا کہ وہ لوگوں کو اُس کا پیغام پہنچا کر اُنہیں سیدھی راہ پر چلائیں۔

قرآن مجید اور بائبل مقدس میں ہمیں صرف اُن تیس یا بتیس انبیاء کا ذکر ملتا ہے جو کہ مشرق وسطٰی کے مخصوص علاقوں مثلاً شام، مصر، اردن، عراق اور سعودی عرب وغیرہ میں آئے۔ اس کے علاوہ ایران، چین، یونان، برصغیر، وسطی ایشیائی ریاستوں۔ روس، یورپ اور امریکہ کے کسی نبی کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔

جبکہ سائنسی اور تاریخی حقائق اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ کرۂ ارض تقریباً چار سو پچاس کروڑ سال پرانا ہے اور دنیا کے ہر گوشے میں آبادی کے سراغ ملتے ہیں۔ چنانچہ یہ بات خلاف عقل ہے کہ اللہ نے صرف ایک مخصوص علاقے میں مخصوص لوگوں کی راہنمائی کے لیے ہی اپنے تمام پیغامبر بھیجے ہوں گے اور پھر قرآن مجید کی یہ بات غلط نہیں ہو سکتی کہ:

لِكل اُمةٍ رسول ہر قوم کے لیے رسول ہے (القرآن، سورۃ یونس 10:47)

پھر فرمایا:

وان من اُمةٍ الا كلا فيها نذير

(کوئی بستی یا اُمت ایسی نہیں ہے کہ جس میں ڈرانے والا نہ بھیجا گیا ہو۔)

(القرآن، سورۃ فاطر 35:24)

پھر فرمایا:

ولكل قوم هاد اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی ہے (القرآن 13:1)

بائبل مقدس میں ارشاد ہوا ہے کہ:

"اور خداوند اُنکے باپ دادا کے خدا نے اپنے پیغمبروں کو اُن کے پاس بروقت بھیج بھیج کر پیغام بھیجا کیونکہ اسے اپنے لوگوں اور مسکن پر ترس آتا تھا"۔ (عہدنامہ قدیم، 2۔ تواریخ 36:15)

بھگوت گیتا میں ارشاد ہوا ہے کہ:۔

"جب بھی دنیا میں نیکی زوال پذیر ہو اور بدی کو عروج حاصل ہو۔ میں سامنے آتا ہوں۔ اچھائی کی حفاظت کے لیے اور بُرائی کے خاتمے کے لیے اور نیکی کو پھیلانے کے لیے مختلف ادوار میں آتا رہتا ہوں"۔
(بھگوت گیتا 4:7-8)

قرآن مجید میں نبیوں کے تسلسل کے بارے میں یوں ارشاد ہوا ہے:

"ہم نے بے شک تمہیں سچائی کے ساتھ خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا اور کوئی اُمت ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو اور اگر وہ تمہیں جھٹلا رہے ہیں تو (پرواہ نہیں کیونکہ) درحقیقت اِن سے پہلوں نے بھی جھٹلایا۔ اُن کے پاس اُن کے پیغامبر روشن احکام اور زبور اور روشن کتاب لیکر آئے۔ پھر میں نے منکروں کو پکڑا تو (دیکھو) اُن کا انکار کیسا رہا"۔ (القرآن 35:3)

پھر ارشاد ہوا:

"اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر یہ کہ اُس بستی میں ڈرانے والے آچکے تھے اور یہ ایک عبرت کا پیغام ہے اور ہم ہرگز ظالم نہیں"۔
(القرآن 25:5)

قرآن مجید میں نہایت شد و مد اور اصرار سے کہا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام اُمتوں کی بھلائی اور رہنمائی کے لیے رسول بھیجے۔ قرآن مجید کے اصرار پر غور فرمائیں:

"اور بے شک دیا لنضرور ہم نے سب اُمتوں میں ایک رسول بھیجا"

(القرآن 16:5)

چنانچہ دنیا کے دوسرے گوشوں میں بھی ضرور اللہ کے پیغامبر آئے ہوں گے جبکہ قرآن مجید اور بائبل مقدس میں ہمیں صرف تیس یا بتیس ایسے انبیاء کا ذکر ہی ملتا ہے جو کہ ایک ہی مخصوص علاقے یعنی مشرق وسطیٰ میں پچھلے پانچ۔ چھ ہزار سالوں کے دورانیے میں آئے۔

چنانچہ ہندوستان، چین، یورپ اور دوسرے علاقوں کے بزرگوں کی مقدس کتابیں پڑھنے سے پتا چلتا ہے کہ اِن کتابوں میں بھی تقریباً وہی اللہ کا پیغام محبت والفت وصداقت ہے جو کہ قرآن یا بائبل مقدس میں ہے اور اِن کتابوں میں وہ تازگی اور تاثیر ہے کہ انسان پر وجد طاری ہو جاتا ہے۔ اور ان کتابوں میں رُشد و ہدایت، علم و عرفان اور معرفت وطریقت کے وہ راز پنہاں ہیں جو اللہ سے قُربت کا وسیلہ بنتے ہیں اور انسان پر یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ حق اور سچ تو ایک ہی ہے۔ چاہے وہ قرآن میں ہو، گیتا میں، انجیل مقدس میں یا بابا گرونانک کی گروگرنتھ صاحب میں۔

لیکن بدقسمتی سے اِن آفاقی اور الہامی کتابوں کو ہم نے مذاہب کی نذر کر دیا اور اُن پر خاص مذہب یا فرقے کا ٹھپہ لگا کر اُن کی عالمگیر اور آفاقی حیثیت کو پسِ پُشت ڈال دیا۔ کتنی حیران کُن بات ہے کہ "بھگوت گیتا" جس کو صرف ہندوؤں کی مذہبی کتاب سمجھا جاتا ہے۔ پوری کتاب میں کہیں بھی "ہندو" کو مخاطب نہیں کیا گیا۔ لفظ "ہندو" پوری کتاب میں ہے ہی نہیں۔ صرف اور صرف انسانوں سے خطاب کیا گیا ہے اور بھگوت گیتا روحانیت، تصوف اور تعلیم وتربیت کی اعلیٰ ترین کتاب ہے۔

اسی طرح سے قرآن مجید بھی ایک آفاقی، عالمگیر، جامع، مفصّل اور مدلّل کتاب ہے جس میں زندگی کے عام معاملات سے لے کر پیچیدہ تر سائنسی حقائق اور رموز کو نہایت تفصیل اور گہرائی سے بیان کیا گیا ہے اور اُسے تمام دنیا کے لوگوں کی بھلائی کے لیے نازل کیا گیا۔

(اِن ھو الا ذکر للعلمین یعنی یہ قرآن تمام جہانوں کے لیے ہے)

لیکن بدقسمتی ہم نے اس کو صرف مسلمانوں تک محدود کرلیا اور یہ سمجھا کہ اس میں صرف مسلمانوں کو ہی مخاطب کیا گیا ہے۔ حالانکہ اکثر و بیشتر جگہوں پر " یا ایھا لناس " "اے لوگو" " اے بھائیو" " اے انسانو" " اے آدم کی اولاد" کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔

اور جب قوموں سے بھی خطاب کیا گیا تو کہا گیا کہ:

لقوم یعلمون، لقوم یسمعون ، لقوم یومنون۔
(یعنی اُس قوم کے لیے جس میں عمل کرنے ،علم حاصل کرنے ، سننے اور ایمان لانے کی صلاحیت ہو)۔

اور جہاں مسلمانوں سے خطاب کیا گیا ہے تو اُس کا مطلب بھی یہ نہیں کہ انسانوں کے ایک فرقہ کے مذہبی نشان اور شعائر کے حامل لوگوں کو ہی مخاطب کیا گیا ہے۔ مسلمان یا مُسلم کے معنی ہیں خدا کے سامنے سرِ اطاعت خم کرنے والا ،تسلیم کرنے والا۔

ایک سروے کے مطابق دنیا کے 90 فیصد لوگ کسی نہ کسی شکل میں خدا تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں اور اپنے طریقہ عبادت کے مطابق خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ اسی لیے قرآن مجید میں حضور ﷺ سے پہلے جتنے بھی نبی گزر چکے ہیں اُن کو مُسلم کہا گیا۔

تمام نبی مُسلم تھے:

قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے:

"ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی۔ سارے نبی جو مُسلم تھے۔ اُسی کے مطابق یہودیوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے"۔ (القرآن 5:44)

حضرت ابراہیمؑ بھی مسلم تھے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"ابراہیم تو وہ شخص ہے جس کو ہم نے دنیا میں اپنے کام کے لیے چن لیا اور آخرت میں اُسکا شمار صالحین میں ہوگا۔ اُسکا حال یہ تھا کہ جب اُسکے

رب نے اُس سے کہا کہ مسلم ہو جا۔تو اُس نے فوراً کہا:
میں مالکِ کائنات کا "مُسلم" ہو گیا۔" (القرآن 2:130-131)

اسی طرح سے قرآن مجید انکار کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم یہودی تھے یا
نصرانی بلکہ وہ تو ایک یکسو "مُسلم" تھا اور وہ ہرگز مشرکوں میں سے نہ
تھا۔(القرآن 3:67)

حضرت یعقوبؑ نے اس دنیا سے جاتے وقت اپنی اولاد سے جو مکالمہ کیا قرآن مجید میں
اُس کا ذکر یوں آیا ہے۔ انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا:
میرے بعد کس کی بندگی کرو گے؟
انہوں نے کہا۔آپ کے معبود اور آپ کے باپ دادا ابراہیم، اسماعیل
اور اسحاق کے معبود کی۔
اور ہم مُسلم ہیں۔(القرآن)

حضرت عیسیٰؑ کے شاگردوں کو بھی "مُسلم" قرار دیا گیا۔مثلاً قرآن کی یہ آیت ملاحظہ ہو:
"جب عیسیٰ نے محسوس کیا کہ بنی اسرائیل کفر و انکار پر آمادہ ہیں
تو اُس نے کہا۔ کون اللہ کی راہ میں میرا مددگار ہوتا ہے؟
حواریوں نے جواب دیا۔
ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ہم اللہ پر ایمان لائے۔آپ گواہ رہیں کہ ہم
"مُسلم" ہیں
مالک۔جو فرمان تو نے نازل کیا ہے۔ہم نے اُسے مان لیا اور رسول کی
پیروی قبول کی۔(القرآن 3:52)

قرآن مجید کے مطابق حضرت نوح اور اُن کے پیروکار مُسلم تھے۔حضرت نوح فرماتے
ہیں کہ:
"مجھے اللہ نے "مُسلم" بننے کا حکم دیا ہے"۔(القرآن)

حضرت ابراہیم اپنی اولاد کو ہدایت کرتے ہیں کہ:

"تم مرتے دم تک مُسلم رہنا"۔ (القرآن)

حضرت موسیٰ یہودیوں کو یوں مخاطب کرتے ہیں:

"اگر تم صرف مسلمان ہو تو صرف اللہ پر تکیہ کرو" (القرآن)

جب ساحرین فرعون حضرت موسیٰؑ پر ایمان لاتے ہیں تو کہتے ہیں:

"اے رب! ہمیں استقلال دے اور آخری دم تک اسلام پر قائم رکھ"۔

حضرت یوسف یوں دعا مانگتے ہیں:

"مجھے اسلام میں موت دے اور صالحین میں شامل کر"

حضرت مسیح کے حواری ایمان لانے کے بعد کہتے ہیں:

"اے اللہ! ہم ایمان لے آئے۔ تو ہمارے مسلمان ہونے پر گواہ رہنا"۔ (القرآن)

تعمیر کعبہ کے وقت خدا کے دو جلیل القدر انبیاء حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کی مشترکہ دعا قرآن مجید میں موجود ہے۔ کعبہ کی بنیاد رکھتے ہوئے انہوں نے یوں دعا کی:

"اے ہمارے پروردگار! ہم دونوں کو تو مسلمان بنائے رکھیو۔ اور ہماری اولاد میں سے ایک مسلم (فرمانبردار) اُمت اٹھائیو"۔

(القرآن 2:128)

یہ تو چند آیات قرآنی تھیں جن سے معلوم ہوا کہ لفظ مسلمان یا مسلم نہ انوکھا ہے نہ نیا اور نہ ہی کسی مخصوص نسل اور گروہ کے نام کے لیے مخصوص ہے اور نہ ہی صرف اور صرف امت محمدیہ کے لیے مخصوص۔ بلکہ ہر وہ شخص جو کسی بھی دور میں الہامی ہدایت کا ماننے والا اور انبیاء کا پیروکار رہا ہے یا رہے گا۔ وہ مسلمان کہلائے گا۔ بعض روایات کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء مبعوث ہوئے اور اُن کا دین ایک ہی رہا ہے یعنی "اسلام" اور اُن کے ماننے والے ہمیشہ "مُسلم" کہلائے اور یہی نام آنحضور ﷺ کے ماننے والوں کو عطا ہوا جس کی تصدیق قرآن

مجید کی یہ آیات نہایت واضح طور پر یوں کرتی ہیں:

"جن لوگوں کو اس سے پہلے ہم نے کتاب دی تھی وہ اس (قرآن) پر
بھی ایمان لاتے ہیں
اور جب یہ اُن کو سنایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں۔
ہم اس پر ایمان لائے یہ واقعی حق ہے۔ ہمارے رب کی طرف سے
ہے۔
ہم تو پہلے ہی سے "مسلم" ہیں۔
یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کا اجر دو بار دیا جائے گا۔
(القرآن 28:52-54)

یہ تو اُن اقوام کا ذکر ہے جن کے انبیاء کا تذکرہ قرآن مجید میں ملتا ہے۔ بیسیوں اقوام ایسی ہیں جن کے انبیاء کا ذکر قرآن میں موجود نہیں۔

اسی طرح قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ:

اِن فی السمٰوات والارض . لاٰیٰتٍ للمؤ منین.

(بے شک آسمان اور زمین میں ایمان رکھنے والوں کے لیے بہت سی
نشانیاں ہیں) (القرآن 45:10)

ظاہر ہے یہاں لفظ مومنین صرف مسلمانوں کے لیے استعمال نہیں ہوا بلکہ ہر اُس صاحبِ قلب ونظر کے لیے جو اپنی دل کی کھڑکیاں اور آنکھوں کے دریچے کھول کے کائنات میں پھیلی ہوئی اربوں کھربوں خدا تعالیٰ کی نشانیوں کو تسلیم کرتا ہے اور مانتا ہے۔ اس کو مومن کہا گیا ہے۔

اسی طرح سے قرآن مجید میں مختلف جگہوں پر قوموں کے لیے لقومٍ یعلمون. لقومٍ یتقون. لقومٍ یسمعون . لقومٍ یؤمنون۔ وغیرہ کے الفاظ ہیں۔ اس لیے قرآن کا خطاب صرف مسلمان قوم یا اُمتِ محمدیہ کے لیے ہی مخصوص نہیں بلکہ بنی نوع انسان اور ہر اُس قوم کے لیے ہے جو خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقوں، اصولوں اور تعلیمات پر عمل کرے گی اور وہ

مُسلم" کہلائے گی۔ جس کی تصدیق قرآن کی یہ آیات نہایت واضح طور پر کرتی ہیں:

"اُس نے تمہارا نام پہلے بھی مُسلم رکھا تھا اور اس کتاب میں بھی۔ تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر۔ پس نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کے رستے پر چلتے رہو"۔ (القرآن، سورۃ الحج 78)

اس طرح قرآن میں مُسلم وہ قوم ہے جو خدا کے احکام کو عملاً تسلیم کرے۔ محض عقیدۃً قرآن کو ماننے والی قوم قرآن کے نزدیک کچھ نہیں۔ بقول علامہ اقبال":

زبان سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
جو دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

صرف داڑھی رکھنے، چوغے پہننے، ہاتھ میں تسبیح رکھنے سے آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جب تک عملاً انسان قول و فعل اور شخصیت و کردار کے اعتبار سے اسلام کی پیروی نہ کرے، مسلمان نہیں۔ مسلمان اپنے گریبان میں جھانکیں اور غور کریں کہ کیا آج ہم اپنے ایمان اور اپنی غیر اسلامی روش کے سبب انتہائی پستیوں میں نہیں گر گئے؟۔۔۔ کیا ہم صرف نام کے ہی مسلمان نہیں رہ گئے؟۔۔۔ ایک بار حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ:۔

"ایک وقت آئے گا کہ اسلام کا نام اور قرآن کے الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ مسجدیں بظاہر آباد مگر نورِ ہدایت سے خالی ہوں گی اور مسلمانوں کے علماء بدترین مخلوق ہوں گے"۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم)

اسکی منظر کشی علامہ اقبال" نے یوں کی ہے:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ کہ مسلمان بھی ہو

اور مولانا حالی یوں شکوہ کرتے دکھائی دیتے ہیں:

رہا دین باقی نہ ایمان باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

ایک کتاب:

قرآن مجید میں نہ صرف پہلے گزرے ہوئے انبیاء اور اُن کی اُمت کو مُسلم قرار دیا گیا ہے بلکہ پہلے گزری ہوئی الہامی کتابوں کو بھی "الکتاب" کا لقب دیکر ایک کتاب ۔۔۔ کی تصدیق کردی گئی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ:

"اور بے شک اور بالضرور ہم نے اپنے پیغمبروں کو روشن احکام دیکر بھیجا اور اُن کے ساتھ ایک "الکتاب" اور میزان بھیجی تاکہ لوگ میانہ روی پر قائم رہیں"۔ (القرآن 57:3)

پھر قرآن مجید میں فرمایا گیا کہ قرآن کیا ہے؟ ۔۔۔ مگر وہی کچھ جو کہ حضرت ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں ہے۔ ارشاد ہوا کہ:

"بے شک (یہ قرآن) پہلے صحیفوں میں یعنی ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں"

حیرت انگیز طور پر قرآن پاک میں تورات کو بھی "قرآن" کہہ کے پکارا گیا۔ یعنی ایک ہی نام۔ ایک ہی پیغام۔

قرآن مجید کی سورۃ الحجر میں وضاحت کی گئی:

"انہوں نے اپنے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا تھا" (القرآن 15:91)

نہ صرف تورات کے لیے قرآن کا ذاتی نام استعمال ہوا بلکہ قرآن کے صفاتی ناموں کو بھی "تورات" کے لیے استعمال کیا گیا مثلاً الفرقان، ضیاء، نور و ہدایت اور بصائر جیسے سب صفاتی نام قرآن مجید کے لیے بھی استعمال ہوئے ہیں اور تورات کے لیے بھی۔ کیا یہ نہایت واضح پیغام نہیں ہے کہ دونوں کتابیں منزل من اللہ ہیں اور سچی و برحق اور نور و ہدایت کا منبع۔ بلکہ یہاں تک کہہ دیا گیا کہ قرآن میں وہی سب کچھ ہے جو کہ تورات میں ہے صرف زبان عربی

ہے۔ ملاحظہ ہو قرآن کا ارشاد:

"حالانکہ اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب رہنما اور رحمت کی صورت میں آچکی ہے اور یہ کتاب (قرآن مجید) اُسکی تصدیق کرنے والی زبان عربی میں آئی ہے"۔ (القرآن 46:12)

پھر فرمایا گیا:

"ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی۔ سارے نبی جو مسلم تھے" اُسی کے مطابق اِن یہودیوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے۔ (القرآن 5:44)

چنانچہ نہ صرف خدا ایک ہے، اُسکا پیغام ایک ہے، اُسکی سب الہامی کتابیں بھی ایک ہی ہیں۔ اور تمام نبی بھی ایک ہی لڑی کے موتی۔

چنانچہ اِن کتابوں اور ان بزرگوں کی تعلیمات میں اس قدر مماثلت اور ہم آہنگی ہے کہ انسان کو یقین ہو جاتا ہے کہ "اللہ ایک ہے" اور اُسکا پیغام بھی ایک ہی ہے۔ سب انسانوں کے لیے، سب مذہبوں کے لیے۔ سب علاقوں کے لیے اور سب قوموں اور تمام انسانوں کے لیے۔

رسولوں کی تعلیمات کا بنیادی نکتہ:

خدا تعالیٰ فرماتے ہیں جب بھی ہم نے کوئی رسول بھیجا تو اُسکی طرف یہی وحی کی گئی کہ کائنات میں اقتدار و اختیار صرف اللہ کو حاصل ہے۔ لہذا اُسی کے قوانین کی اطاعت و پیروی اختیار کی جائے۔

"اور یقیناً ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجے کہ اللہ کی عبادت کرو اور جھوٹے معبودوں سے بچو"۔ (القرآن، سورۃ نحل 16:36)

پھر ارشاد ہوا کہ:

"اور تجھ سے پہلے ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اُسکی طرف ہم بھی وحی

کرتے تھے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، میری ہی عبادت کرو"۔

(القرآن 21:25)

بائبل مقدس اس بنیادی نکتہ کی تصدیق یوں کرتی ہے:

"میں نے اپنے تمام خدمتگار نبیوں کو تمہارے پاس بھیجا اور اُن کو بروقت یہ کہتے ہوئے بھیجا۔ تم میں سے ہر ایک اپنی بُری راہ سے باز آجاؤ اور اپنے اعمال کو درست کرو اور غیر اللہ کی پیروی اور عبادت نہ کرو"۔

(یرمیاہ 36:15)

اِن آیات سے تصدیق ہوتی ہے کہ قریہ قریہ، بستی بستی، شہر شہر خدا کے رسول آئے۔ اُن کا پیغام ایک ہی تھا۔ اسی لیے خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم دیا کہ:

لانفرق بین احد من رسوله رسولوں کے درمیان کسی ایک میں فرق نہ کرو

(القرآن 2:285)

اور یہ حکم قرآن مجید میں کئی بار آیا ہے اور سورۃ المؤمنون میں پیغمبروں کی تمام جماعت کو بھی ایک ہی اُمت قرار دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں پیغمبروں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ پوری انسانیت تمہاری قوم کے افراد ہیں جو اُمت واحدہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور پوری انسانیت کا پرورش کرنے والا اللہ ہے۔ لہٰذا اُس کے قوانین کی پیروی کرو۔

"اے پیغمبر! کھاؤ پاک چیزیں اور عمل کرو صالح۔ تم جو کچھ بھی کرتے ہو۔ میں اسکو خوب جانتا ہوں۔ اور یہ تمہاری اُمت ایک ہی اُمت ہے۔ اور میں تمہارا رب ہوں۔ پس مجھی سے ڈرو"۔

(القرآن 23:51-52)

اور رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث تو ہماری آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں سب لوگوں سے زیادہ عیسیٰ ابن مریم سے دنیا اور آخرت میں قریب ہوں اور تمام انبیاء آپس میں علاتی بھائی ہیں کہ اُن کی مائیں جُدا جُدا اور دین ایک ہے"۔ (صحیح بخاری، کتاب الانبیاء)

خدا تعالیٰ کے ایک ہی پیغام اور نبیوں کے تسلسل کا اس سے بڑا اور ثبوت نہیں ہوسکتا جو اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ کے ذریعے آیا جس میں انہوں نے فرمایا: پچھلے آنے والے انبیاء کرام دین کا نہایت خوبصورت گھر تعمیر کر چکے ہیں۔ ایک اینٹ کی جگہ چھوڑی ہے اور میں وہ ایک اینٹ لگانے آیا ہوں۔ اسی لیے آپ نے دین کے گھر کو جو پچھلے انبیاء نے تعمیر کیا تھا، نہ ہی ختم کیا اور نہ ہی اُس میں کوئی توڑ پھوڑ کی بلکہ صرف ایک اینٹ کی جو گنجائش تھی وہ آپ نے آ کر لگائی۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

"یعنی میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے مکان بنایا ہو اور اُسکو ہر لحاظ سے خوبصورت کیا ہو۔ ہاں صرف ایک اینٹ کی جگہ چھوڑی دی گئی ہو۔ لوگ اُس مکان کے گرد گھومنے لگے اور تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ آخری اینٹ کیوں نہیں لگائی۔ وہ آخری اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں"۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الانبیاء)

دین چونکہ ایک ہے اور اُسکے بنیادی اصولوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ اسی لیے رسول کوئی نیا پیغام لے کر نہیں آئے بلکہ اُسی پیغام کی تجدید کے لیے۔ قرآن مجید میں بار بار اس حقیقت کی طرف یوں بیان ہوا ہے:

"اُس نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ اختیار کیا ہے جس کا نوحؑ کو حکم دیا تھا اور جو ہم نے تیری طرف وحی کیا اور جس کا ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا۔ کہ دین قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو"۔

(القرآن 42:13)

پھر دوسری جگہ بہت واضح طور پر کہہ دیا گیا:

"اے نبی! تم کو جو کچھ کہا جا رہا ہے۔ اُس میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جو تم سے پہلے گزرے ہوئے رسولوں سے نہ کہی جا چکی ہو"۔

(القرآن 41:43)

پھر دوسری جگہ تاکیداً کہا گیا:

"یہ وہی پیغام ہے جو پہلے پیغمبروں کے صحیفوں میں موجود ہے"۔

(القرآن 26:196)

مزید ارشاد ہوا:

"فلاح پا گیا جس نے پاکیزگی اختیار کی۔ اور اپنے رب کا نام یاد کیا۔ پھر نماز پڑھی۔ مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے اور یہی بات پہلے آئے ہوئے صحیفوں میں بھی کہی گئی ہے۔ ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں"۔

(القرآن 87:14-19)

اِن آیات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تمام پیغمبروں کی تعلیمات ایک ہی تھیں اور جو بھی نیا پیغمبر آیا وہ کوئی نیا پیغام لیکر نہیں آیا بلکہ پہلے پیغام کی تجدید اور تصدیق کرنے کے لیے۔ البتہ انسانی عقل و شعور کے ارتقائی مراتب کے مدنظر اور اُس زمانے کی ضروریات کے مطابق احکامات میں معمولی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

لیکن اصل پیغام ایک ہی ہے۔ اور وہ ایک ہونا بھی چاہیئے کیونکہ اللہ ایک ہے۔ اُسکے پیغام دو نہیں ہو سکتے اور نہ ہی وہ اپنی مخلوقات میں کسی بھی لحاظ سے فرق کرتا ہے کہ ایک اُمت یا قوم کو ایک بات کہے تو دوسری کو دوسری۔

تفرقہ بازی کی ممانعت:

قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ:

"انسان (اصل میں) ایک ہی اُمت ہیں تو (اس وحدت بنی نوع انسان کو پیش نظر رکھ کر) خدا نے نبی اور بشارت دینے والے اور ڈرانے والے بھیجے اور اُن کے ساتھ ایک قانون (الکتاب) مبنی بر حق بھی بھیجا۔ تاکہ لوگوں کے درمیان اُن امور کا فیصلہ کرے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں لیکن اس وضح اور روشن حقیقت کے آنے کے باوجود اُنہوں نے اختلاف پیدا کیا اور آپس میں بغاوت کرتے تھے"۔ (القرآن 2:213)

"نہایت واضح علم آجانے کے بعد انہوں نے تفرقہ پیدا کیا اور بغاوت کی"۔ (القرآن 42:14)

"اور انسان نہیں مگر ایک اُمت مگر (افسوس کہ) وہ مختلف ہو گئے ہیں"۔

(القرآن 10:2)

نبیوں کی یہ سنت ہی نہیں کہ وہ کوئی فرقہ یا علیحدہ گروہ بنا کر لوگوں کی تقسیم در تقسیم کر دیں کیونکہ اُن کے نزدیک کوئی ذاتی مفاد، جاہ وحشمت، دولت واقتدار یا کوئی اور تجارتی مفاد نہیں ہوتا ہے۔ جب کہ آج کل کے مذہبی پنڈتوں۔ مولویوں، پادریوں اور ملاؤں کا بنیادی مقصد ہی جاہ وحشم اور حکومت واقتدار ہوتا ہے۔ حالانکہ لوگوں میں تفرقہ ڈالنے کی قرآن مجید میں سخت تنبیہ یوں کی گئی تھی۔

"بے شک جنھوں نے میرے دین کے ٹکرے ٹکرے کر دیا اود فرقے بن گئے۔ آپ اُن سے اپنا تعلق ختم کر دو۔۔۔۔ پس اُن کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ پھر اُن کا کیا ہوا۔۔۔۔ بتلا دیں گے۔

(القرآن 2:187)

پھر حکم ہوا:۔

"دین کو قائم کرو اور اُس میں تفرقہ نہ ڈالو"۔ (القرآن 42:13)

پھر فرمایا کہ:

"اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے پکڑلو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو"

(القرآن)

عیسائیت کے مبلغ اعظم حضرت پولس فرماتے ہیں:

"اور تم سب جتنوں نے مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا۔ مسیح کو پہن لیا۔

نہ کوئی یہودی رہا نہ یونانی۔ نہ کوئی غلام نہ آزاد، نہ کوئی مرد نہ عورت۔

کیونکہ تم سب یسوع مسیح میں ایک ہو"

(عہد نامہ جدید، گلتیوں 3:26-28)

قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

"سب لوگ ایک ہی اُمت ہیں لیکن وہ آپس میں جھگڑتے ہیں"۔

(القرآن 10:19)

پھر مزید تاکید کی گئی ہے کہ:

"یہ تمہاری قوم ایک ہی قوم ہے اور میں تمہارا رب ہوں سو مجھ سے ڈرو مگر

انہوں نے اپنے معاملے کو آپس میں قطع کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

ہر گروہ اس پر خوش ہے جو اُن کے پاس ہے۔ سو ایک وقت تک انہیں

اپنی جہالت کی نیند میں چھوڑ دے" (القرآن 23:52-54)

چنانچہ اسلام نے وحدتِ انسانی کو ختم کرنے والے تمام تعصبات کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے اور لوگوں کو متنبہ کیا کہ:

"انبیاء کے بعد اُن کے نام لیوا اُن کی تعلیمات کو فراموش کر دیتے ہیں

اور خود ساختہ شریعتیں بنا کر مختلف فرقوں میں بٹ جاتے ہیں اور پھر ہر فرقہ اپنے مسلک پر مطمئن ہو کر بیٹھ جاتا ہے"۔ (القرآن 23:53)

حتیٰ کہ خدا کے بھیجے ہوئے رسولوں میں تفریق کرنے اور کچھ کو ماننے اور کچھ کو نہ ماننے والوں کو قرآن مجید میں پکے کافروں کا خطاب دے کر سخت عذاب کی خبر دی گئی ہے:

"جو لوگ اللہ اور اسکے رسولوں سے کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اُسکے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی کو مانیں گے اور کسی کو نہ مانیں گے اور کفر و ایمان کے بیچ میں ایک راہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ سب پکے کافر ہیں اور ایسے کافروں کے لیے ہم نے وہ سزا مقرر کر رکھی ہے جو اُنہیں ذلیل و خوار کر دینے والی ہوگی بخلاف اس کے جو لوگ اللہ اور اُسکے رسولوں کو مانیں گے اور اُن کے درمیان تفریق نہ کریں اُن کو ہم ضرور اُن کے اجر عطا کریں گے"۔

(القرآن 4:150-152)

ہندوؤں کی مقدس کتاب رِگ وید میں تفرقہ بازی سے بچنے کا یوں حکم آیا ہے:

"اے لوگو! تم میرے بتائے ہوئے انصاف و غیر تعصب سچائی کی صفت سے موصوف دھرم پر چلو اور ہمیشہ اُس پر قائم رہو اور اُسے حاصل کرنے کے لیے، ہر قسم کی مخالفت چھوڑ کر آپس میں ملو۔ تاکہ تمہارے درمیان اعلیٰ درجہ کا سکھ ہمیشہ ترقی پائے اور تمام دکھ مٹ جائیں۔ تم آپس میں مل کر حجت و تکرار اور مخالفانہ بحث کو چھوڑ کر باہم محبت کے ساتھ گفتگو کرو"۔ (ہندو مت۔ رگ وید اشٹک 8، ادھیائے 8، منتر 2)

اتھر وید میں ارشاد ہوا کہ:

"بھگوان لوگوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ اتحاد و یگانگت اور رواداری سے رہیں اور نفرت انگیز باتوں سے بچیں۔ ایک دوسرے سے اس طرح

پیار کریں جس طرح گائے اپنے بچھڑے سے کرتی ہے"۔
(اتھر وید 03.30.02، وید اور قرآن)

اور ویدوں کے اس پیغام میں اتحاد و یگانگت کی تائید کرتے ہوئے قرآن حکم دیتا ہے کہ ہر اُمت اپنی شریعت پر عمل کرتے ہوئے آپس کے اختلافات سے بچے اور بھلائیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرے:

"ہم نے تم (انسانوں) میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور راہِ عمل مقرر کی۔ اگرچہ خدا چاہتا تو تم سب کو ایک اُمت بھی بنا سکتا تھا۔ لیکن اُس نے یہ اس لیے کیا کہ جو کچھ اُس نے تم لوگوں کو دیا اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ لہٰذا بھلائیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ آخرکار تم سب کو خدا کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ پھر وہ تمہیں اصل حقیقت بتادے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہے ہو"۔ (القرآن 5:48)

قرآن نے کہا کہ وحدتِ انسانیت کو نہ ماننے والوں کے لیے عذاب الیم ہے:

"اور اُن کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے تفرقہ کیا اور اختلاف کیا۔ اس کے بعد کہ اُن کے پاس کھلی باتیں آچکی تھیں اور اُنہی کے لیے بڑا عذاب ہے"۔ (القرآن 3:105)

"جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی اُن کے پاس نہایت روشن حقیقت آجانے کے بعد بھی انہوں نے آپس میں اختلاف کیا"۔
(القرآن 98:1)

"یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ کسی بات پر نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود کسی بات پر نہیں۔ حالانکہ دونوں اسی ایک الکتاب کو (خواہ وہ مختلف زبانوں میں ہو اور مختلف پیغمبروں کی وساطت سے پہنچی ہو) پڑھتے ہیں"
(القرآن)

نوٹ فرمالیں کہ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ کا پیغام ایک ہی ہے اور کتاب بھی ایک ہی ہے جو کہ مختلف نبیوں اور رسولوں کے ذریعے بھیجی گئی۔

تمام انبیاء کا ایک ہی مشن تھا:

نبیوں کے تسلسل اور پیغامِ خداوندی کی وحدانیت کے بارے میں قرآن مجید میں نہایت واضح اعلان یوں کیا گیا:

"ہم نے ضابطہ قوانین تمہاری طرف وحی کیا ہے
جس طرح قبل ازیں نوح کی طرف وحی کیا گیا تھا
اور اُسکے بعد دیگر انبیاء کو دیا گیا تھا
اور پھر یہ وحی کیا گیا ابراہیم اور اسماعیل کی طرف
اسی طرح یعقوب اور اُن کی اولاد کی طرف
اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس کی طرف
اور ہاروں اور سلیمان کی طرف
اور یہی پیغام اور ضابطہ قوانین داؤد کو بھی دیا
اور اُن رسولوں کو بھی جن کا ذکر کیا جا چکا ہے
اور اُن رسولوں کو بھی جن کا ذکر نہیں کیا گیا
اور موسیٰ سے ہم نے اس طرح گفتگو کی جس طرح گفتگو کی جاتی ہے
یہ تمام رسول لوگوں کو قوانین خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرنے کے خوشگوار نتائج بتاتے اور اُنکی خلاف ورزی کے نقصانات سے آگاہ کرتے تھے تاکہ انسان کو اللہ کے خلاف کوئی حجت نہ رہے اُسکی طرف سے رسولوں کے آجانے کے بعد" (القرآن 4:163-165)

اور یہی پیغام عہد نامہ قدیم میں یوں دہرایا گیا ہے:

"اس کے سوا کاہنوں کے سب سرداروں اور لوگوں نے اور قوموں کے سب نفرتی کاموں کے مطابق بڑی بدکاریاں کیں اور انہوں نے

خداوند کے گھر کو جسے اُس نے یروشلم میں مقدس ٹھہرایا تھا۔ ناپاک کیا۔
اور خداوند اُن کے باپ دادا کے خدا نے اپنے پیغمبروں کو اُن کے پاس بروقت بھیج بھیج کر پیغام بھیجا کیونکہ اُسے اپنے لوگوں اور اپنے مسکن پر ترس آتا تھا۔ لیکن انہوں نے خدا کے پیغمبروں کو ٹھٹھوں میں اڑا دیا اور اُن کی باتوں کو ناچیز جانا اور اُسکے نبیوں کی ہنسی اڑائی۔ یہاں تک کہ خداوند کا غضب اپنے لوگوں پر ایسا بھڑکا کہ کوئی چارہ نہ رہا"۔

(2-تواریخ 36:14-16)

پیغمبروں کی ذمہ داری:

قرآن مجید میں پیغمبروں کے ذمے جو کام ہوتے ہیں اُن کی تشریح یوں کی گئی ہے:

"رسول معاشرہ میں اللہ کے قوانین نافذ کرتا ہے
اور باطل قوانین کے نفاذ کو روکتا ہے
تمام پاکیزہ وخوشگوار چیزوں کو حلال قرار دیتا ہے
اور تمام خبائث کو حرام ٹھہراتا ہے
اور انسانیت پر پڑے ہوئے جبر واستبداد کے بوجھ اتارتا ہے
اور غلامی، تقلید اور اواہام کی زنجیروں میں انسانیت جکڑی ہوی اُن کو کاٹتا ہے"۔ (القرآن 7:157)

رسول آ کر ظلم مٹاتے اور عدل قائم کرتے ہیں:۔

"ہر قوم کی طرف ہمارے رسول آئے سو جب کسی قوم کی طرف اُن کا رسول آجاتا تو اُن کے معاملات عدل وانصاف سے طے ہونے لگتے اور وہاں سے ظلم کو مٹا دیا جاتا"۔ (القرآن 10:47)

تمام انبیاء اتحاد و یگانگت کا درس دیتے رہے:۔

"قائم ہو جاؤ اپنے باپ ابراہیم کی ملت پر۔ اللہ نے پہلے بھی تمہارا نام

"مسلم" رکھا تھا۔ اور اِس (قرآن) میں بھی (تمہارا یہی نام ہے) تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ۔ پس نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ۔ وہ ہے تمہارا مولیٰ۔ بہت ہی اچھا ہے وہ مولیٰ۔ اور بہت ہی اچھا ہے وہ مددگار"۔ (القرآن 23:78)

مُشترک انبیاء:

یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے کلمۂ ایمانی "Statement of faith" کا بنیادی نقطہ پہلے گزرے ہوئے پیغمبروں اور الہامی کتابوں پر ایمان ہے جس کے بغیر اُن کے ایمان کی تکمیل ہی نہیں ہوتی۔ چنانچہ تینوں مذاہب کے پیروکار حضرت نوحؑ، ابراہیمؑ، اسحاق، اسماعیل، موسیٰ، داؤد، سلیمان، یوسف، یونس علیہم السلام اور دوسرے انبیاء جن کا ذکر پرانے اور نئے عہد نامے اور قرآن مجید میں ہوا ہے، مکمل ایمان رکھتے ہیں۔

بائبل مقدس اور قرآن مجید میں سابقہ ادوار میں آنے والے نبیوں کا نہایت عزت و احترام سے ذکر کیا گیا ہے۔ اور اُن کی نہایت عمدہ الفاظ میں تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ انہیں خدا کا نائب، صاحبِ علم و حکمت و دانائی اور خدا کے حکموں اور قوانین پر عمل کرنے والے صالح ترین بندے قرار دے کر اُن کی تعلیمات کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی لیے اِن پیغمبروں پر ایمان لانا، ایمان کی بنیادی شرط قرار دے دی گئی۔ مثلاً مسلمانوں کا "ایمانِ مفصّل" یوں شروع ہوتا ہے:

آمنتُ باالله و ملائکتہٖ و کتبہٖ و رسلہٖ

" کہہ دو کہ میں ایمان لایا اللہ پر، فرشتوں پر، کتابوں پر اور رسولوں پر"

نہایت غور طلب نکتہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں سے یہ نہیں کہا کہ تم ایمان لاؤ قرآن پر، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بلکہ ایمان کے لازمی جزو کے طور پر حکم ہوا کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر۔ تمام الہامی کتابوں پر اور پہلے گزرے ہوئے پیغمبروں پر۔ آخر کیوں؟ غور کیجیے۔

کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ واضح طور پر بتا رہا ہے کہ پہلے گزرے ہوئے

پیغمبر بھی اُسی کا پیغام لے کر آئے تھے اور اسی پیغام کا تسلسل ہی حضور ﷺ تک پہنچا ہے۔ اور یہ کہ پہلے پیغمبروں کی تعلیمات بھی وہی تھیں جو کہ رسول مقبول ﷺ کی ہیں۔

چنانچہ قرآن مجید پر ایمان لانے کے علاوہ پہلے نازل کی گئی الہامی کُتب پر ایمان اور حضرت محمد ﷺ کے علاوہ پہلے گزرے ہوئے رسولوں پر ایمان لانا۔۔۔ مسلمانوں کے ایمان کا لازمی جزو قرار دیا گیا بلکہ پیغمبروں کے درمیان فرق کرنے کی بھی سختی سے ممانعت کر دی گئی ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

"رسول اُس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اُس کے رب کی طرف سے اُس پر نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اس رسول کے ماننے والے ہیں۔ انہوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کر لیا ہے۔ یہ سب اللہ اور اُسکے فرشتوں اور اُسی کی کتابوں اور اُسکے "رسولوں" کو مانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے (اس میں فرق نہیں کرتے)۔ (القرآن 2:285)

بلکہ نبیوں کے درمیان فرق کرنے والوں کو قرآن مجید میں سراسر کافر قرار دے دیا گیا ہے۔ دیکھیئے اور غور فرمایئے کہ اس بارے میں کتنے سخت احکامات نازل ہوئے ہیں۔

"جو لوگ اللہ اور اُسکے رسولوں سے کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اُسکے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی کو مانیں گے اور کسی کو نہیں مانیں گے اور کفر و ایمان کے بیچ ایک راہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ سب پکے کافر ہیں۔ اور ایسے کافروں کے لیے ہم نے وہ سزا مہیا کر رکھی ہے۔ جو انہیں ذلیل و خوار کر دینے والی ہے"۔ (القرآن 4:150-51)

اس طرح پہلی کتابوں پر بھی ایمان لانے کا یوں حکم ہوا:

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور کتاب پر جو میں نے اپنے رسول پر اتاری اور اُس کتاب پر بھی جو پہلے

اتاری گئیں"۔(القرآن 4:136)

مومنوں کی نشانیاں بتاتے ہوئے کہا:

"جو کتاب تم پر نازل کی گئی (یعنی قرآن اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں۔ان سب پر ایمان لاتے ہیں"۔(القرآن 2:4)

چنانچہ تمام پیغمبروں پر ایمان لانا ہر مسلمان پر فرض ہے کیونکہ تمام انبیاء دین حق کی ترویج وتشریح کے لیے تشریف لائے اور انہوں نے صرف اُسی پیغام کی تبلیغ کی جو کہ اُن کی طرف خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی کیا گیا اور تمام نبیوں کی دعوت کا بنیادی نکتہ یہی رہا ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو اور اُسکے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو۔اسکے علاوہ ان مقدس ترین اور بزرگ ترین ہستیوں نے لوگوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کے لیے جو بنیادی اخلاقی اصول وضع کیے تھے وہ تمام مذاہب اور تمام انبیاء کے مشترک ہیں۔

پہلے گزرے ہوئے انبیاءکرام نے خدا تعالیٰ کے پیغام کی ترویج وتبلیغ کے لیے نہ صرف سخت جسمانی اور ذہنی اذیتیں اٹھائیں بلکہ بعض کو تو شہید بھی کر دیا گیا لیکن حق وصداقت کے یہ علمبردار دین حق سے کبھی منحرف نہیں ہوئے اور ان میں سے بعض نے خوشی خوشی اپنی جان کی بھی قربانی دے دی لیکن طاغوتی طاقتوں کے سامنے کبھی سرِ تسلیم خم نہیں کیا۔اِن نبیوں پر ظلم وستم کے جو پہاڑ توڑے گئے اُن کی داستان بہت طویل اور غمگین کر دینے والی ہے۔اور اُنہیں پڑھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔مثلاً اُس وقت کے ظالموں نے حضرت عیسیٰؑ سے یوں ناروا سلوک کیا۔

حضرت عیسیٰ پر ظلم:۔

"سپاہیوں نے یسوع کو قلعے میں لے جا کر ساری پلٹن اُسکے گرد جمع کی اور اُسکے کپڑے اتار کر اُسے قرمزی چوغہ پہنایا اور کانٹوں کا تاج پہنا کر اُس کے سر پر رکھا اور ایک سرکنڈا اُسکے داہنے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ اے یہودیوں کے بادشاہ! آداب۔اور اُس پر تھوکا۔اور وہی سرکنڈا

لیکر اُسکے سر پر مارنے لگے اور جب اُسکا ٹھٹھا کر چکے تو چوغہ کو اُس پر
سے اتار کر پھر اُسی کے کپڑے اُسے پہنائے اور مصلوب کرنے کو لے
گئے"۔ (انجیل متی 31-27:27)

یہ اندوہناک واقعہ نہ صرف حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ پیش آیا بلکہ اُن سے پہلے بھی بہت سے انبیاء کے ساتھ بھی ناروا سلوک کیا گیا اور اُن پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے۔ انجیل مقدس میں اِن ظالموں پر یوں لعنت بھیجی گئی:

اے سانپو! اے افعی کے بچو۔ تم جہنم کی سزا سے کیونکر بچو گے۔ اس لیے کہ دیکھو میں جن نبیوں اور داناؤں اور فقیہوں کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ اُن میں سے بعض کو تم قتل اور بعض کو مصلوب کر دیتے ہو اور بعض کو اپنے عبادت خانوں میں کوڑے مارتے ہو۔ اور شہر بہ شہر ستاتے ہو۔ سب راستبازوں کا خون جو زمین پر بہایا گیا ہے، تم پر آئے گا۔

راستباز ہابل کے خون سے لیکر برکیاہ کے بیٹے زکریاہ کے خون تک۔ جسے تم نے مقدس اور قربان کے درمیان قتل کیا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ یہ سب اس زمانہ کے لوگوں پر آئے گا۔
اے یروشلم! اے یروشلم! تو جو نبیوں کو قتل کرتا اور جو تیرے پاس بھیجے گئے اُن کو سنگسار کرتا ہے"۔ (انجیل متی 37-24:34)

لیکن نبیوں پر ظلم وتشدد اور بربریت کے جواب میں اُن کی زبان سے نہ ہی کبھی کوئی شکوہ ادا ہوا اور نہ ہی اُنہوں نے کسی کو بددعا دی بلکہ اُن کے صبر کو مثالی قرار دیا گیا۔ عہد نامہ جدید میں حضرت عیسیٰؑ کے خاص حواری حضرت یعقوب لکھتے ہیں:

"اے بھائیو! ایک دوسرے کی شکایت نہ کرو تا کہ تم سزا نہ پاؤ۔ اے بھائیو، جن نبیوں نے خداوند کے نام سے کلام کیا اُن کو دکھ اٹھانے اور صبر کرنے کا نمونہ سمجھو"۔ (یعقوب 10-5:9)

لیکن خدا کی راہ میں دکھ، تکالیف، اذیت اور قربانیوں کا بدلہ ازلی زندگی اور ہمیشہ ہمیشہ کی راحت و مسرت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں، اُنہیں مُردہ نہ کہو۔ ایسے لوگ تو حقیقت میں زندہ ہیں مگر تمہیں اُن کی زندگی کا شعور نہیں"۔

(القرآن 2:154)

چنانچہ تاریخ انسانی کے مختلف اوقات میں خدا کے برگزیدہ پیغمبر اور اعلیٰ ہستیاں آتی رہیں جو صرف ایک خدا کا ایک ہی پیغام مختلف قوموں اور قبیلوں میں مختلف طریقوں سے پہنچاتی رہیں کہ خدا کے سوا کسی اور کو معبود نہ بناؤ اور نہ کسی کی عبادت کرو اور آپس میں بھائی چارہ، اخوت و محبت اور حُسنِ سلوک سے زندگی گذارو۔

تمام پیغمبروں کا یہی پیغام تھا اور تمام پیغمبر خدا کی طرف سے مبعوث ہوئے تھے اور تمام انسانیت کے لیے مشعل راہ تھے۔ لیکن بعد میں لوگوں نے اپنے اپنے تعصبات اور گروہوں میں بٹ کر اُن عالمگیر پیغمبروں پر مذاہب اور فرقوں کی مہریں لگا دیں۔ کوئی یہودیوں کا نبی ٹھہرا، کوئی عیسائیوں کا، کوئی ہندوؤں کا اور کوئی مسلمانوں کا۔ حالانکہ سب مقدس کتابوں میں صاف صاف بتا دیا گیا تھا کہ اِن پیغمبروں کا مشن ایک ہی تھا اور ایک ہی حق کی بات انہوں نے مختلف ادوار میں آ کر لوگوں کے سامنے کی۔

بائبل مقدس اور قرآن مجید میں مختلف ادوار میں آنے والے نبیوں کا نہایت عزت و احترام سے ذکر ہے۔ اُنہیں نہایت عمدہ الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ اُنہیں خدا کا نائب، صاحب علم و حکمت و دانائی اور نہایت متبرک و معزز شخصیات قرار دیا گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام:۔

قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یوں خراج عقیدت پیش کیا گیا:

"ابراہیم نہ یہودی تھا، نہ عیسائی۔ بلکہ وہ تو ایک مسلم یکسو تھا"

(القرآن 3:67)

حضرت ابراہیم کے دین کو ہی صراطِ مستقیم قرار دیا گیا ہے:

"(اے نبی) کہہ دیجیے کہ یقیناً مجھ کو میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے کہ وہ ایک دین ہے ابراہیمؑ کا جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا"۔ (القرآن 6:161)

پھر ارشاد ہوا:

"اور اُس شخص سے بہتر دین کس کا ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا اور وہ نیک برتاؤ کرنے والا ہو اور اُس نے یکسو ہو کر ابراہیم علیہ السلام کے طریقے کی پیروی کی"۔ (القرآن 6:125)

بائبل مقدس میں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہایت بلند پایا اور بزرگ پیغمبر قرار دے کر نہایت اعلیٰ الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے:

"ابراہام نے میری آواز کو سنا اور میری تاکید کی۔ میرے حکموں، میرے قوانین اور میرے آئین پر عمل کیا" (پیدائش 26:5)

پھر فرمایا:

"خداوند نے سب باتوں میں ابراہام علیہ السلام کو برکت بخشی تھی"۔ (پیدائش 24:1)

بائبل مقدس اور قرآن دونوں میں یہی پیغام ہے کہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر چلے گا۔ خدا کے نزدیک کامیاب و کامران اور جو حضرت ابراہیمؑ کا مخالف ـ ـ ـ خدا کا مخالف اور اُس پر خدا کی لعنت:

"میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا اور برکت دوں گا اور تیرا نام سرفراز کروں گا۔ سو تو باعثِ برکت ہوا۔ جو تجھے مبارک کہیں گے۔ اُن کو میں برکت دوں گا اور جو تجھ پر لعنت کرے اُس پر میں لعنت کروں گا"۔ (پیدائش 25:1)

قرآن مجید میں جگہ جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف کی گئی ہے:

"حقیقت یہ ہے ابراہیم اپنی ذات میں ایک پوری اُمت تھے۔اللہ کے مطیع فرمان اور یک سُو۔اور وہ مُشرک نہ تھے۔بے شک (ابراہیم) سچائی کا پیکر اور اللہ کا نبی تھا۔(القرآن 16:120, 19:41)

حضرت نوح علیہ السلام:۔

قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام پر یوں سلام بھیجا گیا:

"سلام ہے نوح پر۔تمام دنیا والوں میں ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔درحقیقت وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا"۔

(القرآن 37:79-81)

"اے نبی! تمہاری طرف کی گئی وحی اُسی طرح کی ہے جس طرح کی وحی نوح کی طرف اور اُن کے بعد آنے والے انبیاء کی طرف کی گئی تھی"

(القرآن 4:163)

بائبل مقدس میں کہا گیا:

"نوح اپنے قرنوں میں صادق اور کامل تھا اور نوح خدا کے ساتھ چلتا تھا (حکموں پر عمل کرتا تھا)"۔(بائبل مقدس۔پیدائش 6:9)

قرآن مجید میں صاف کہہ دیا گیا کہ حضرت محمد ﷺ کا پیغام بھی وہی ہے جو حضرت نوح کا تھا:

"جو نظام حیات تمہارے لیے تجویز کیا گیا ہے یہ وہی ہے جو قبل ازیں نوح کے لیے تجویز کیا گیا تھا"۔(القرآن 42:13)

عہد نامہ جدید میں حضرت نوح کی یوں تعریف کی گئی:

"نوح علیہ السلام اُس راست بازی کا جو ایمان سے ملتی ہے وارث ہوا"۔ (عہد نامہ جدید۔عبرانیوں 11:7)

حضرت موسیٰ علیہ السلام:۔

اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرماتے ہیں:

"اور میں نے تمہیں ایک عظیم مقصد کے لیے منتخب کیا ہے
اور جو بات تمہیں اسی وحی کے ذریعے بتائی جاتی ہے۔ اُسے غور سے سنو
دیکھو! اللہ میں ہی ہوں۔ اس کائنات میں میرے سوا اور کسی کو اقتدار حاصل نہیں
لہٰذا یہاں صرف میرے قوانین کی محکومی اختیار کی جائے"۔

(القرآن 20:13-14)

خداوند نے موسیٰ سے کہا! میں خداوند تمہارا خدا ہوں۔ تو تم میرے حکموں اور قوانین پر عمل کرو"۔ (بائبل مقدس، احبار 18:2-5)

خداوند نے موسیٰ سے کہا:

"میں یہ کام بھی جس کا تو نے ذکر کیا ہے، کروں گا کیونکہ تجھ پر میرے کرم کی نظر ہے اور میں تجھ کو پیغام پہنچاتا ہوں"۔

(بائبل مقدس، پیدائش 26:17)

حضرت داؤد علیہ السلام:۔

"ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو جو بڑی قوتوں کا مالک تھا
اور ہر معاملے میں اسکی طرف رجوع کرنے والا تھا"۔

(القرآن 38:17-18)

حضرت سلیمان علیہ السلام:۔

"اور داؤد کو ہم نے سلیمان جیسا بیٹا دیا۔ جو بہترین انسان تھا
اور ہر معاملے میں اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا"۔

(القرآن 38;30)

حضرت اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل علیہم السلام:۔

"اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل سب کے سب نہایت استقلال والے بندوں میں سے تھے اور ہم نے اُن کو بے تحاشا انعامات دے کر اپنی رحمت میں داخل کر لیا تھا اور بے شک وہ صالح العمل بندوں میں سے تھے"۔ (القرآن 21:6)

"حنوک 300 برس تک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔ اور حنوک کی ساری عمر 365 برس کی ہوئی۔ حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا اور غائب ہو گیا۔ اس لیے کہ خدا نے اُسے لے لیا"۔

(بائبل مقدس، پیدائش 6:9)

حضرت ایوب علیہ السلام:۔

"عوض کی سرزمین میں ایوب نامی ایک شخص تھا اور وہ شخص کامل اور صادق تھا۔

اور خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا تھا"۔

(بائبل مقدس، ایوب 1:1, 2:3)

حضرت یوسف علیہ السلام:۔

"اور یوسف جب اپنے سن بلوغ کو پہنچا تو ہم نے اُسکو حکومت اور علم عطا کیا اور حسن عمل کرنے والوں کو ہم ایسی ہی جزا دیتے ہیں"۔

(القرآن 12:3)

نبیوں پر سلام: (ہدیہ تبریک)

☆ ابراہیم پر ہمارا سلام ہو
ہم حسن عمل کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔

☆ موسیٰ اور ہارون پر ہمارا سلام۔
ہم حسن عمل کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔

☆ الیاس پر ہمارا سلام ہو
ہم حسن عمل کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔

☆ تمام دنیاؤں میں نوح پر ہمارا سلام ہو
ہم حسن عمل کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔

(القرآن 37:4)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام:۔

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ پر یوں ہدیۂ تبریک پیش کیا گیا:

"اور پھر ہم نے انبیاء سابقہ کے نقوش قدم پر
عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا
کتب سابقہ کی فراموش کردہ تعلیمات کی سچائی کو پھر سے ثابت کر دیا
ہم نے اُسے انجیل دی
جس میں انسانی زندگیوں کو روشن بنا دینے والی رہنمائی تھی"

(القرآن 5:46)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خراج عقیدت:۔

اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو قرآن مجید میں اس طرح خراج عقیدت پیش کرتے ہیں:

وانک لعلیٰ خلق عظیم بلاشبہ تم سیرت کی پختگی اور اخلاق کی انتہا کی بلندیوں پر ہو۔ (القرآن 68:4)

سراج منیر:

"ہمارا یہ رسول ﷺ نوع انسانی کو نظام خداوندی کی طرف دعوت دیتا ہے اور انسانی زندگی کی تاریک رات میں سورج کی طرح جگمگا رہا ہے"۔ (القرآن 33:46)

نرم دل، نرم مزاج:

"اے رسول ﷺ یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم لوگوں کے لیے بہت

نرم دل اور نرم مزاج واقع ہوئے ہو"۔(القرآن 3:159)

نہایت معزز رسول:

"جو شخص یہ باتیں تم سے کہہ رہا ہے وہ بلاشبہ ہمارا نہایت ہی معزز رسول ہے۔ اُسے اللہ کی طرف سے وحی کی تائید وقوت حاصل ہے جو کائنات کے مرکزی کنٹرول کو اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے ہے۔ اسکی بات مانو اور اس کے فیصلوں کی اطاعت کرو۔ یہ بڑا ہی امین اور قابل اعتماد ہے"۔

(القرآن 81:19-21)

تمام نوع انسانی کا رسول:

"اور ہم نے تجھ کو تمام ہی لوگوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے"۔(القرآن 34:28)

" کہہ! اے لوگو۔ کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں"۔

(القرآن 7:158)

نظام اور شخصیت:

"دیکھو محمد ﷺ کے سوا اور کچھ نہیں کہ ایک رسول ہے
جیسے اور بھی کئی رسول قبل ازیں گذر چکے
پھر اگر وہ مارا جائے یا قتل کر دیا جائے
تو کیا تم اس نظام سے منحرف ہو جاؤ گے
یاد رکھو۔ نظام شخصیت کے محتاج نہیں ہوتے
لہذا جو کوئی ایسا کرے گا وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑے گا۔
اپنا ہی نقصان کرے گا"۔

(القرآن 3:144)

مذاہب کی مشترکہ تعلیمات:

تمام مذاہب کی بنیادی تعلیمات میں حیران کن مطابقت، ہم آہنگی اور مماثلت پائی جاتی ہے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے تھا کیونکہ یہ بات قانون فطرت کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ تمام مذاہب کا منبع و ذریعہ ایک ہے۔ یعنی خدائے واحد۔ چونکہ خدا صرف ایک ہی ہے اس لیے اُسکا پیغام بھی ایک ہی ہے۔ جیسے ایک سورج سے نکلنے والی کرنیں تمام جہان کو منور کر رہی ہیں لیکن جس طرح زمین کے زاویے میں فرق اور موسموں کی تبدیلی سے یہ کرنیں کسی جگہ تو سخت گرمی پہنچاتی ہیں اور دوسری جگہ سخت سردی اور کسی اور جگہ اعتدال و توازن۔

اسی طرح یہ تو ہوسکتا ہے کہ مختلف علاقوں، قبیلوں اور قوموں نے اپنے رسم و رواج اور اپنے عقل و شعور کے تدریجی ارتقاء کے لحاظ سے عبادات کے طریقہ کار یا دوسری رسوم میں کچھ تبدیلیاں اور تنوع پیدا کرلیا ہو لیکن چونکہ سورج ایک ہی ہے۔ توانائی کا منبع ایک ہی ہے تو اُسکی کرنیں بھی ایک جیسی ہیں جو کہ ساری دنیا میں کثرت میں وحدت کی پُرشکوہ جلوہ نمائی کر رہی ہیں۔ اور اس وحدت کا کثرت میں اظہار مختلف مذاہب میں نظر آتا ہے۔

* تمام انبیاء علیہم السلام ایک ہی روحانی چشمہ سے سیراب ہوکر ایک ہی پیغام کو مختلف وقتوں میں انسانوں تک پہنچاتے رہے اور اُس پیغام کے بنیادی نکات تین تھے:

i- ایمانیات ii- عبادات iii- اخلاقیات

اور اِن امور پر تمام مذاہب کا کماحقہ اتفاق ہے۔ جزئیات میں مکان و زمان کی ذیلی خصوصیات کی وجہ سے کوئی معمولی فرق تو ہوسکتا ہے لیکن بنیادی تعلیمات ایک ہی ہیں۔ چنانچہ تمام بڑے مذاہب میں درج ذیل باتیں خاص طور پر مشترک ہیں۔

i- ایک اعلیٰ اور ہمہ مقتدر ہستی کا وجود جو اس کائنات کا خالق و مالک ہے۔

ii- صرف وہی اعلیٰ اور ازلی ہستی ہی عبادت کے لائق ہے۔

iii- انسان اپنے اچھے اور بُرے اعمال کا خود ذمہ دار ہے اور اُسی کے مطابق اُسے سزا یا جزا ملتی ہے۔

iv- ہر مذہب، عبادت، روحانی بالیدگی، ضبطِ نفس، ایثار و قربانی، خود آگہی اور نجات کی فکر پر

زور دیتا ہے۔

v- ہر مذہب میں قولی، عملی اور جسمانی عبادات، دعاؤں، قربانیوں اور مقدس مقامات کی زیارت کا تصور موجود ہے۔

vi- ہر مذہب میں اچھائی اور برائی کی قوتوں کا تصور موجود ہے۔ اور انسان کو اختیار ہے کہ وہ ان قوتوں میں سے جو چاہے استعمال کر کے بہترین یا بدترین انسان بن سکتا ہے۔

vii- ہر مذہب انسان پر اُسکے خاندان، معاشرے اور دنیاوی معاملات کی ذمہ داری ڈالتا ہے۔

viii- ہر مذہب اعلیٰ ترین اخلاق، مہذب طرزِ عمل، بُردباری، تقویٰ، پاکیزگی اور عالمگیر بھائی چارہ کا درس دیتا ہے۔

ix- ہر مذہب امن واتحاد، یگانگت، بھائی چارہ، محبت اور انسانیت کا مبلغ ہے۔

x- ہر مذہب میں کوئی روحانی پیشوا ہوتا ہے جس کی روحانی اور اخلاقی اقدار یعنی محبت، سچائی، راستبازی، عدم تشدد، بے لوث طرزِ عمل، فرض شناسی، صبر وتحمل اور مستقل مزاجی لوگوں کے لیے مشعل راہ ہوتی ہے۔

مذاہب کی اِن مشترکہ تعلیمات کا بھرپور تجزیہ آئندہ کے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں:

مذاہب کے مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ اُن میں اس قدر مشترک تعلیمات ہیں کہ آدمی دل میں سوچنے اور کہنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ آخر فرق کیا ہے؟ کیونکہ خدا تعالیٰ کے وجود اور اُسکی صفات، عبادات، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا۔ سزا اور جزا، نیکی اور بدی کا تصور ۔ یہ سب تقریباً تمام مذاہب میں یکساں ہے۔ صرف اُنکی جزوی تفصیلات یا جزئیات میں تھوڑا بہت فرق ہے۔

اس کے علاوہ حیران کن بات یہ ہے کہ اس دنیا میں انسانوں کے درمیان تعلقات اور معاشرے میں امن وسکون، باہمی محبت اور بھائی چارے سے رہنے کے لیے جن اخلاقی قدروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اُن میں تمام مذاہب میں حددرجہ مماثلت پائی جاتی ہے۔ اخلاقِ حسنہ کی صفات مثلاً سچائی، صبر، شکر، تقویٰ، دیانت وامانت داری، عدل وانصاف، سخاوت، حلم، بردباری، اعتدال ومیانہ روی اور اس نوع کی دوسری صفات ۔ جو تمام مذاہب

ہیں یکساں ہیں اور تمام مذاہب اِن اچھی صفات کی ترویج پر زور دیتے ہیں۔

اس طرح سے ذرا غور کریں کہ کونسا مذہب ہے جو یہ تلقین کرے کہ جھوٹ بولو، چوری کرو، غرور و تکبر سے کام لو یا حسد، ظلم، غیبت اور خیانت کی ترغیب دے۔ یا ماپ تول میں کمی بیشی کی اجازت دے۔ کونسا مذہب ہے جو فضول خرچی، فحش گوئی، نفسانی خواہشات مثلاً عیاشی، شراب نوشی اور دوسری خواہشات کو اچھا گردانتا ہو۔۔۔ چنانچہ جو اخلاقِ حسنہ ایک مذہب میں ہیں وہ ہی باقی سب مذاہب میں اور اس طرح جو اخلاق شنیعہ ایک مذہب میں ہیں۔۔۔ دوسرے مذاہب میں بھی اُنکی ممانعت۔

اسی طرح سے معاشرتی اصول و ضوابط مثلاً والدین کی عزت، چھوٹوں سے پیار، عورتوں سے حُسنِ سلوک، یتیموں، غلاموں اور نوکروں سے اچھا برتاؤ حتیٰ کہ دُشمنوں کے ساتھ بھی تمام مذاہب اعتدال و حُسنِ سلوک کا حکم دیتے ہیں۔

چنانچہ جب ایمانیات، عبادات اور اخلاقیات میں اس حد تک تعلیمات میں مماثلت ہو تو۔۔۔ جھگڑا کیا رہ جاتا ہے؟

تو جھگڑا شاید انا کا ہے۔ خود غرضی، چودھراہٹ اور مذہبی ٹھیکیداری کا ہے۔ خدا تعالیٰ نے واضح طور پر تمام مذاہب میں حکم دیا ہے کہ تم اپنے نظریات ایک دوسرے پر تھوپنے کی کوشش نہ کرو اور ایک دوسرے کو جو بھی بات کہو وہ شائستگی اور عمدگی سے کہو اور ایک دوسرے کا وسیلۂ بخشش یا دِین کے ٹھیکیدار بننے کی کوشش نہ کرو۔ کیونکہ تم میں سے ہر ایک نے اپنے اعمال کا خود حساب دینا ہے۔ ہر شخص کو اُس کے اچھے اعمال کی جزا ملے گی اور بُرے اعمال کی سزا بھی اُسے ہی ملے گی۔ ایسا نہیں ہے کہ ایک کے اچھے اعمال کا دوسرے کو فائدہ ہو یا ایک کی غلطیوں اور بُرے اعمال کی سزا دوسرے بھگتیں۔ ہم سب اپنے اپنے اعمال کے خود ذمہ دار ہوں گے۔

جبکہ بد قسمتی سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے نظریات اور خیالات تو پاکیزہ، اعلیٰ اور ارفع ہیں جبکہ دوسروں کے نظریات یا خیالات بالکل لایعنی اور باطل ہیں۔ یہیں سے جھگڑے کی ابتدا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ شاید ہم دوسروں کا موقف اور دوسروں کے نظریات کو سمجھنے کی کبھی کوشش ہی نہیں کرتے۔

مذاہب کے مطالعے کے دوران مجھے یہ بات شدت سے محسوس ہوئی کہ مذاہب کے درمیان حد درجہ فاصلہ پیدا کر دیا گیا ہے۔ دوسرے مذاہب کی کتابیں پڑھنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ بعض تو اس کو کفر کا نام دے دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ حقیقت اور سچائی جو تمام مذاہب کی بنیاد ہے۔ اُسکا علم لوگوں کو نہیں ہوتا۔ اور ایک دوسرے کے خلاف نفرتیں جو جاہل قسم کے ملاؤں، پنڈتوں، پروہتوں اور پادریوں وغیرہ نے پیدا کی ہوئی ہیں۔ وہ مذاہب کے درمیان عدم رابطوں اور ایک دوسرے کے مذہب کے بارے میں کم علمی کی وجہ سے بڑھتی جاتی ہیں اور یہی روش اس دنیا میں جنگ وجدل۔ نفرت وحقارت اور بدامنی اور بے سکونی کی بنیادی وجوہات میں سے ہے۔

چنانچہ مذاہب کے درمیان جو ہمیں فرق اور اختلافات نظر آتے ہیں۔ اُن کی چند ایک وجوہات درج ذیل ہیں۔

i- مذاہب کے درمیان رابطوں کا فقدان:

اگرچہ تمام مذاہب کی بنیادی تعلیمات، عبادات، اخلاقیات میں حد درجہ مماثلت پائی جاتی ہے لیکن چونکہ ایک خاص مذہب کے پیروکار، دوسرے مذہب کے بارے میں منفی سوچ اور نقطہ نظر رکھتے ہیں دوسرے مذاہب کو کفر کا نام دینے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ اور ایک دوسرے کو جاننے اور سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ اس لئے نفرتیں اور دوریاں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔

ii- جہالت ولاعلمی:۔ نام نہاد مذہبی راہنماؤں نے اپنے پیروکاروں کو دوسرے مذاہب کی کتابیں پڑھنے سے بختی سے منع کر دیا تا کہ سچائی اُن تک نہ پہنچ سکے اور اُن کی مذہبی ٹھیکیداری یونہی قائم ودائم رہے

iii- جنگوں اور لڑائیوں کی وجہ سے پیدا ہونے والی نفرتیں

iv- مذاہب پر ٹھیکیداری:

صرف اپنے مذہب کو صحیح سمجھنا اور دوسرے کے مذہب اور نظریات کو سرا سر غلط سمجھنا۔

v- مابعد الطبیعات کے امور پر اختلافات۔

جیسا کہ ہم نے جائزہ لیا ہے کہ مذاہب کی بنیادی تعلیمات، عبادات، ایمانیات اور اخلاقیات کے بیشتر امور اور قوانین تقریباً تمام مذاہب میں یکساں ہیں۔ خاص طور پر اخلاقیات کے وہ اوصاف جو کہ اس دنیا میں زندگی گزارنے اور معاشرے میں امن و سکون اور آپس کے بہتر تعلقات کے لیے ضروری ہیں۔ اُن کے بارے میں تو تمام مذاہب میں حد درجہ اتفاق ہے۔ اور اگر کچھ اختلافات ہیں تو اُن معاملات میں ہیں جو کہ مابعد الطبعیات یا عالمِ غیب سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً

i- خدا کیسا ہے؟

ii- خدا کے ناموں کا اختلاف

iii- خدا کی کوئی شکل ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کیسی ہے؟

iv- مرنے کے بعد کیا ہوگا؟

v- جنت کا تصور کیا ہے؟

vi- دوزخ کی نوعیت کیا ہوگی؟

vii- کون جنت میں جائے گا؟

viii- کون جہنم میں جائے گا؟

ix- کون کافر ہے؟ کون مومن؟ وغیرہ وغیرہ

اگر غور کیا جائے تو یہ تمام معاملات ہماری سمجھ بوجھ اور رسائی سے باہر ہیں اور مقدس کتابوں میں اِن امور کے بارے میں مختلف پیغمبروں نے اپنے اپنے الفاظ میں سمجھانے کی کوشش کی ہے اور اُن الفاظ کو بنیاد بنا کر اختلافات پیدا کر لیے گئے ہیں۔

جیسے ایک بات کو مختلف انداز سے کئی طریقوں سے کہا جا سکتا ہے لیکن مفہوم ایک ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح اِن امور کے بارے میں چونکہ مختلف الفاظ میں اور مختلف ادوار میں مختلف

طریقوں سے سمجھانے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔تو اِن امور کو سمجھنے میں لوگوں نے اختلافات پیدا کر لیے ہیں اور حقیقت میں ہمارے پاس کوئی طریقہ نہیں ہے کہ اِن امور کے بارے میں 100 فیصد پوری تفصیل، ترتیب اور اصلیت کے بارے میں پتہ چل سکے۔

کیونکہ یہ امور مرنے کے بعد کے ہیں اور آج تک کوئی آدمی مر کے دوبارہ زندہ ہو کر اس دنیا میں نہیں آیا کہ وہ سوفی صد یقین کے ساتھ اور پوری تفصیل کے ساتھ اِن امور کے بارے میں ہمیں بتاتا اور ہم سب کسی ایک بات پر متفق ہو جاتے۔ چنانچہ مابعد الطبعیات کے امور پر اختلاف کرتے رہنا سرے سے ہی فضول ہے اور ہر ایک کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی اپنی معلومات اور اپنے مذہب کی بنیاد پر اپنے عقائد پر قائم رہے۔



ایک خدا.... ایک پیغام ۔۔II (پیغام میں تسلسل)

اگر خدا ایک ہے تو اُس کا پیغام بھی ایک ہی ہو سکتا ہے۔ ایک خدا دو مختلف باتیں نہیں کر سکتا۔ اور جب ہم خدا تعالیٰ کی فطرت اور اس کے اس پیغام پر غور کرتے ہیں جو اس نے مختلف پیغمبروں کے ذریعے انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے بھیجا ہے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ خدا تعالیٰ کا پیغام ایک ہی ہے۔ تمام نسلوں، تمام قوموں اور تمام امتوں کے لیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں رنگ، نسل، قومیت، مذہب یا کسی اور لحاظ سے فرق نہیں کیا اور اُس کی نظر میں تمام مخلوق برابر ہے۔ لہٰذا اُس کا پیغام بھی ایک ہی ہے جو مختلف مقدس کتابوں کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے۔

البتہ نسل انسانی کا ارتقاء بتدریج ہوا ہے۔ پہلے حضرت آدم ایک تھے پھر دو ہوئے، پھر خاندان بنا۔ پھر قبیلہ سے قبائل بنے۔ پھر قوم سے اقوام بنیں۔ تو جیسے جیسے نسل انسانی پھیلتی گئی۔ معاشرتی ضروریات کے تحت خدا کے احکامات میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ البتہ جس طرح سے ایک بچہ پیدا ہوتا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ بتدریج اپنے شعوری ارتقاء کی بدولت مختلف چیزوں کو سمجھنے اور جاننے کی اُسکی صلاحیت میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

اسی طرح انسانی تاریخ میں ارتقائی عمل کو مدنظر رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ نے انسانی ارتقاء اور شعور کی مناسبت اور معاشرتی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف انبیاء کے ذریعے احکامات بھیجے۔ البتہ خدا کے پیغام کی دو قسمیں تھیں۔

1- روحانی احکامات:۔ انسان اور خدا کا تعلق

2- معاشرتی احکامات:۔ انسانوں کا انسانوں سے تعلق

اور جیسے جیسے انسانی آبادی بڑھتی گئی۔ خدا تعالیٰ کے معاشرتی احکامات کی تعداد بھی بڑھتی گئی۔

حضرت آدم علیہ السلام:

خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور پھر حضرت اماں حوا کو آدم کی بائیں پسلی سے پیدا کیا اور اُنہیں جنتِ عدن میں جو چھ احکامات دیئے وہ یہ تھے۔

1- تم صرف میری عبادت کرو گے۔ بتوں کو نہیں پوجو گے۔
2- تم قتل نہیں کرو گے۔
3- تم چوری نہیں کرو گے۔
4- زنا یا دوسرے شہوانی کام نہیں کرو گے۔
5- خدا تعالیٰ کے بارے میں کلمۂ کفر نہیں کہو گے۔
6- زندہ جانور کا گوشت نہیں کھاؤ گے۔

(Ref: Wikipedia/Talmud/ Genesis 2:16)

حضرت نوح علیہ السلام:

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اُسی ایک خدائی پیغام کی ترویج و تشریح کی جو کہ حضرت آدم علیہ السلام اور اُن کے بعد میں آنے والے انبیاء کو دیا گیا تھا۔ قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام کی نہایت اچھے الفاظ میں تعریف کرتے ہوئے اُنہیں خدا کا پیغامبر اور خدا کا برگزیدہ بندہ قرار دیا اور اُن پر یوں سلام بھیجا گیا:۔

"سلام ہے نوح پر تمام دنیا والوں میں
ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیا کرتے ہیں
درحقیقت وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا"۔

(القرآن 37:79-81)

چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنے پیغام کے تسلسل میں حضرت نوح کو چھ تو وہی احکامات دیئے جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کو دیئے تھے (جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے) البتہ چونکہ حضرت نوح علیہ

السلام کے عہد تک آبادی میں اضافہ ہو چکا تھا اور اُس کے ساتھ ہی نئے معاشرتی، سماجی اور دنیاوی مسائل پیدا ہونے شروع ہو گئے تھے۔ چنانچہ ساتواں حکم جو حضرت نوح علیہ السلام کو دیا گیا وہ یہ تھا۔

"تم لوگوں میں فیصلوں اور انصاف کے لیے قوانین بناؤ اور عدالتیں قائم کرو۔"

یہودیوں کی مقدس کتاب تلمود کے مطابق حضرت نوح نے تمام انسانوں کو اِن سات احکاماتِ خداوندی پر سختی سے عمل کرنے کی ہدایت کی۔ یہودی یہ سمجھتے ہیں کہ ایسے غیر یہودی (Gentiles) جو اِن سات بنیادی احکاماتِ نوح پر سختی سے عمل کریں تو اُن کی بھی نجات ممکن ہو سکتی ہے۔ البتہ یہودیوں کی نجات کے لیے لازمی ہے کہ وہ شریعت موسوی پر سختی سے عمل کریں اور بائبل مقدس، تلمود اور مِشنا کے اصولوں پر سختی سے کاربند ہوں۔

حضرت نوح علیہ السلام اور اُن کے بعد آنے والے مختلف پیغمبروں حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت ابراہیم علیہم السلام نے نہ صرف ان احکامات کی تصدیق و ترویج کی بلکہ انہی احکاماتِ الٰہی پر عمل کرنے کی اپنے پیروکاروں کو تاکید کی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کا ایک ہی پیغام تسلسل کے ساتھ مختلف نبیوں کے ذریعے مختلف ادوار میں خدا کے بندوں تک پہنچتا رہا اور قرآن مجید بھی اسی تسلسل کی تصدیق اِن الفاظ میں کرتا ہے۔

اور نوح کے طریقے پر ہی چلنے والا ابراہیم تھا
جب وہ اپنے رب کے حضور قلبِ سلیم لے کر آیا (القرآن 37:83-84)

حضرت ابراہیم علیہ السلام:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام اُن جید اور عالی مرتبت انبیاء میں ہوتا ہے جن کو تینوں ابراہیمی مذاہب کی مقدس کتابوں میں نہایت عمدہ الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ اور اُنہیں رشد و ہدایت کا منبع قرار دے کر اُن کے دین کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔

بائبل مقدس میں ارشاد ہے کہ:

"خداوند نے سب باتوں میں ابراہام علیہ السلام کو برکت بخشی تھی"۔

(بائبل مقدس، پیدائش 24:1)

قرآن مجید میں بھی نہایت عمدہ اور اعلیٰ الفاظ میں حضرت ابراہیم کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے۔ اُن کی قربانیوں، کارناموں اور قابل تقلید مثالی کردار کا ذکر مختلف جگہوں پر تفصیل سے آیا ہے اور قرآن مجید کی 25 سورتوں اور 63 آیات میں اُنکی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور عظیم القدر قربانیوں اور کارناموں کا بھرپور انداز میں ذکر آیا ہے اور حضرت ابراہیم کے طریقے کو ہی دینِ حنیف قرار دیا گیا۔ اور کہہ دیا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھا نہ عیسائی، نہ مشرک، نہ کافر بلکہ محض مُسلم (خدا کی اطاعت کرنے والا)۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوا۔

''ابراہیم تو وہ شخص تھا جس کو ہم نے دنیا میں اپنے کام کے لیے چن لیا تھا اور آخرت میں اُس کا شمار
صالحین میں ہوگا۔ اُس کا حال یہ تھا کہ جب اُس کے رب نے اُس سے کہا کہ "مسلم ہوجا" اُس نے
فوراً کہا کہ "میں مالکِ کائنات کا مُسلم ہوگیا" (القرآن 2:130-132)

ابراہیم کے طریق کو ہی دین حنیف قرار دیا گیا۔

"یہودی کہتے ہیں کہ یہودی ہوجاؤ تو راہِ راست پالو گے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ عیسائی ہوجاؤ تو ہدایت پالوگے اے نبی! کہہ دیجیئے۔ نہیں، بلکہ ابراہیم علیہ السلام کا دین حنیف (ہی ہدایت کا سرچشمہ) ہے۔

(القرآن 2:135)

قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے راستے کو صراطِ مستقیم قرار دیا گیا۔

(اے نبی) کہہ دیجیئے کہ یقیناً مجھ کو میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتا دیا ہے کہ وہ ایک دین ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کا جس میں کوئی الجھاؤ نہیں اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔ (القرآن 6:161)

اور ابراہیم کے دین کو ہی اعلیٰ ترین دین قرار دیا گیا۔ ارشاد ہوا کہ:۔

"اور اُس شخص سے بہتر دین کس کا ہوسکتا ہے جس نے اللہ کے آگے

سرِ تسلیم خم کر دیا اور وہ نیک برتاؤ کرنے والا ہو اور اُس نے یکسو ہو کر
ابراہیم علیہ السلام کے طریقے کی پیروی کی۔" (القرآن 4:125)

حضرت ابراہیم خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے، بُت شکن، اعلیٰ گفتار و کردار کے مالک ایسے جید نبی تھے جنہوں نے ظالم و جابر بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق بلند کیا اور اُس وقت کے مروّجہ شرک اور کفر کی رسموں کے خلاف اعلان جہاد کرتے ہوئے صرف ایک خدا کی عبادت کا اعلان کیا۔ اس لیے تینوں سامی مذاہب (یہودیت، عیسائیت اور اسلام) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا روحانی پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔ اُن کی تعلیم و تبلیغ کی پیروی کرتے ہیں بلکہ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حضرت ابراہیم کے اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ان کا سچا پیروکار سمجھتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہ صرف کلمہ حق بلند کیا بلکہ خدا تعالیٰ کے پیغام کو پھیلانے کے لیے جان حاضر کر دی۔ ہجرت کی۔ تکالیف اور مشقتیں برداشت کیں اور خدا تعالیٰ کے پیغام کو نہایت منظم اور عمدہ انداز میں پھیلانے، رُشد و ہدایت اور توحید کی شمع روشن کرنے کے لیے اپنی تمام زندگی وقف کر دی۔

صحیفہ ابراہیم کی تفصیل تو کہیں بھی موجود نہیں ہے اور نہ ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ارشادات و تعلیمات تحریری شکل میں دنیا میں موجود ہیں۔ لیکن اُن کا پیغام یقینی طور پر خدائے واحد پر ایمان، کفر و شرک سے اجتناب، صرف ایک خدا کی عبادت اور اعلیٰ و ارفع اخلاقی اور روحانی اصولوں پر عمل کرنا تھا اور اس کی تقلید اور تائید بعد میں آنے والے تمام نبیوں نے بھی کی۔ اس لیے انجیل مقدس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہایت واضح اعلان فرمایا۔

"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔
منسوخ کرنے نہیں ـــ بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔"
(انجیل متی 5:17)

قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

"اے نبی! جو کچھ تم سے کہا گیا ہے، وہی ہے
جو کہ تم سے پہلے رسولوں کو کہا گیا" (القرآن 41:5)

پھر فرمایا قرآن کیا ہے۔۔۔۔۔وہی باتیں اور احکامات جو کہ پہلے صحیفوں میں تھے۔

"بے شک یہ (قرآن) یقیناً پہلے صحیفوں میں ہے۔
یعنی ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں" (القرآن 87:1)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن بھی حضرت ابراہیم کے پیغام کو دہرا رہا ہے۔
حضرت ابراہیم کا پیغام کیا تھا۔۔۔۔۔اس کا نہایت واضح اشارہ اس آیت مبارکہ میں کر دیا گیا ہے۔

"فلاح پا گیا جس نے پاکیزگی اختیار کی
اور اپنے رب کا نام یاد کیا
پھر نماز پڑھی
مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو
حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے
اور یہی بات پہلے آنے والے صحیفوں میں بھی کہی گئی ہے
ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں" (القرآن 87:14-19)

اِن آیات سے واضح ہو جاتا ہے کہ تمام پیغمبروں کی تعلیمات ایک ہی تھیں اور جو بھی نیا پیغمبر آیا وہ کوئی نیا پیغام لے کر نہیں آیا بلکہ اُس نے پہلے پیغام کی ہی تصدیق اور تجدید کی اور اس بات کی تصدیق و تائید مقدس کتابوں کے مطالعے سے ہو جاتی ہے جن کی تعلیمات میں حد درجہ مماثلت پائی جاتی ہے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے کیونکہ یہی بات پورے وثوق اور دعوے کے ساتھ قرآن مجید میں یوں فرما دی گئی۔

یہ وہی پیغام ہے جو پہلے پیغمبروں کے صحیفوں میں موجود ہے۔ (القرآن 26:196)

اور یہ اعلان کرنے کے بعد حکم ہوا کہ:
اللہ کی رسی کو سب مل کر (سب انسان۔کسی ہندو یا عیسائی کا ذکر نہیں ہے)
مضبوطی سے پکڑ لو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو (القرآن 42:13)

حضرت موسیٰ علیہ السلام:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلمہ توحید کے پرچار کے لیے اُن کے بعد مختلف انبیاء تشریف لائے جن میں حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحٰقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت شعیب وغیرہ شامل ہیں اور انہوں نے خدائے واحد کے پیغامِ اخوت ومحبت کو لوگوں تک پہنچایا اور اور انہیں نیکی کی تلقین کی۔

لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مبعوث ہونے کے وقت یہودیوں کی مذہبی، اخلاقی اور روحانی حالت اس قدر خراب ہو چکی تھی اور وہ خدائے واحد کی عبادت کی بجائے بت پرستی، مظاہر پرستی، حجر پرستی، قبر پرستی اور دیوتاؤں کی پوجا کے علاوہ بہت سی اخلاقی، معاشرتی اور سماجی برائیوں میں گھر چکے تھے۔ یہودیوں کی اخلاقی پستی کا یہ حال تھا کہ جن انبیاء نے اُن کی اصلاح کرنا چاہی اُن کے ساتھ اُن کا رویہ انتہائی شرمناک رہا۔ کچھ کو قتل کر دیا گیا۔ کچھ کو قید خانوں میں محبوس رکھ کر سنگسار اور کچھ کو جلاوطن کر دیا گیا۔ اور کچھ کو آرے سے چیر دیا گیا۔ یہ سب واقعات خود بائبل مقدس میں مرقوم ہیں۔ گویا معاشرے میں برائی اس حد تک پھیل چکی تھی کہ راہِ حق اختیار کرنا تو درکنار اُس کے لیے کوئی آواز برداشت کرنا بھی اس قوم کے لیے ممکن نہ تھا۔

چنانچہ اس حالت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے اور اُنہوں نے اپنی قوم کو دینِ حق کی طرف بلایا۔ اُس وقت کے ظالم ترین اور سفاک بادشاہ فرعون کے باطل نظریات کی تردید کی اور اپنی قوم کو خالص توحید کا پیغام دے کر اخلاقی پستیوں اور گراوٹ سے نکال کر روحانی اور مذہبی بلندیوں تک پہنچانے کا عزم کیا۔

> حضرت موسیٰ کا بھی پیغام وہی تھا جو اُن سے پہلے انبیاء کرام کا تھا۔ خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ صرف میں ہی خدائے واحد ہوں، میرے سوا کوئی خدا نہیں اور وہ میں ہی خدا ہوں جو تمہارے باپ دادا اور ابراہام، اسحاق، یعقوب کا خدا تھا۔ یعنی ایک ہی سب کا خدا اور اُس کا پیغام بھی ایک ہی سب کے لیے۔

اور پھر کوہِ سینا سے واپس آ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم سے یہ کہنا کہ

"خداوند تمہارے باپ دادا کے خدا
ابراہام کے خدا، اسحاق کے خدا
یعقوب کے خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے"
(بائبل مقدس، خروج 3:15)

یہ واضح پیغام تھا کہ حضرت موسیٰ بھی اُسی خدائے واحد کا ازلی پیغام لے کر آئے تھے جو کہ اُن سے پہلے نبیوں کے ذریعے آ چکا تھا۔

چونکہ حضرت موسیٰ کے عہد تک آبادی میں کافی اضافہ ہو چکا تھا اور بہت سے روحانی، معاشرتی اور سماجی مسائل پیدا ہو چکے تھے تو حضرت نوح علیہ السلام کے برعکس جنہیں سات احکامات خداوندی دیئے گئے تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دس احکامات دیئے گئے جن میں سے چار روحانی تھے اور چھ معاشرتی۔ جو کہ اُنہیں کوہِ سینا پر چالیس روزہ قیام کے دوران دیئے گئے۔ وہ درج ذیل ہیں۔

شریعت موسوی کے دس احکامات (Ten Commandments)

☆ میں خداوند تیرا خدا ہوں۔
☆ میرے علاوہ میرے حضور غیر معبودوں کو نہ ماننا۔ نہ ہی اپنے لیے مورت تراشنا اور نہ اُس کے آگے سجدہ کرنا
☆ تم خدا کا نام بے مقصد نہ لینا
☆ سبت کے دن کو یاد رکھنا اور اُسے مقدس سمجھنا
☆ اپنے ماں باپ کی عزت کرنا
☆ قتل نہ کرنا
☆ زنا نہ کرنا
☆ چوری نہ کرنا

☆ اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا

☆ پڑوسی کے مال و دولت، عزت و آبرو کا لالچ نہ کرنا (بائبل مقدس۔خروج 7-20:1)

حضرت موسیٰ کا مقام سامی مذاہب میں بہت بلند ہے۔ اور تینوں مذاہب میں حضرت موسیٰ کا شمار روحانی پیشوا، اعلیٰ مرتبت اور جلیل القدر انبیاء میں ہوتا ہے۔ جن کو خدا تعالیٰ نے شریعت اور خصوصی معجزات سے نوازا تھا اور حضرت موسیٰؑ کو ہی خدا تعالیٰ نے براہِ راست ملاقات کا شرف بخشا تھا۔

بائبل مقدس میں حضرت موسیٰؑ کی یوں فضیلت بیان کی گئی ہے۔

"اگر تم میں کوئی نبی ہو تو میں جو خداوند ہوں اُسے رویا میں دکھائی دوں گا
اور خواب میں اُس سے باتیں کروں گا۔
لیکن میرا خادم موسیٰ ایسا نہیں ہے۔
وہ میرے سارے خاندان میں امانت دار ہے۔
میں اُس سے پردوں میں نہیں بلکہ روبرو باتیں کرتا ہوں اور اُسے میرا
دیدار بھی نصیب ہوتا ہے۔
لہٰذا تمہیں میرے خادم موسیٰ کی بدگوئی کرتے خوف کیوں نہیں آتا؟
(بائبل مقدس۔گنتی 8-12:6)

یہ مرتبہ اور منزلت بہت کم نبیوں کے حصہ میں آئی ہے۔ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون کا ذکر 35 سے زائد سورتوں اور 500 سے زائد آیات میں آیا ہے۔ اور اُنہیں نہایت عمدہ الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔

حضرت موسیٰ پر قرآن مجید میں یوں سلام پیش کیا گیا۔

"ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان کیا اور اُن کی قوم کو شدید کرب سے
نجات دی۔
اُنہیں نصرت بخشی جس کی وجہ سے وہ غالب رہے۔

اُنہیں راہِ راست دکھائی۔
سلام ہے موسیٰ اور ہارون پر
ہم نیکی کرنے والوں کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں۔
درحقیقت وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔"

(القرآن 37:114-117)

پھر ارشاد ہوا۔

"ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی تھی جو بھلائی کی روش اختیار کرنے والے انسان پر نعمت کی تکمیل اور ہر ضروری چیز کی تفصیل اور سراسر ہدایت و رحمت تھی" (القرآن 6:154)

قرآن مجید میں ارشاد ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو جو کتاب عطا کی گئی ہے وہ رشد و ہدایت کا منبع ہے اور اُس کے احکامات پر سختی سے کاربند ہونے والا صراطِ مستقیم پالیتا ہے۔

قرآن مجید میں شریعت موسوی کو انسانوں کی رہنمائی کے لیے مکمل ہدایت قرار دے کر دین کے معاملے میں اُس سے ہر قسم کی نصیحت اور رہنمائی حاصل کرنے کا حکم ہوا۔ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ کے احکامات عشرہ کو مکمل ضابطہ حیات قرار دے کر اُن کی اہمیت اور فضیلت کو یوں اُجاگر کیا گیا ہے۔

"ہم نے موسیٰ کے لیے اِن تختیوں میں ہر قسم کی باتیں لکھ دی تھیں
تاکہ (دین کے) ہر معاملے میں ان میں نصیحت ہو۔
اور ہر بات الگ الگ واضح ہو جائے۔

پھر (ہم نے حکم دیا) کہ اسے پوری قوت سے تھام لو
اور اپنی قوم کو بھی حکم دو کہ وہ اِس کے حسین احکامات پر
کاربند ہو جائے۔" (القرآن 7:145)

مزید ارشاد ہوا:

"یاد کرو کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب اور فرقان سے نوازا
تا کہ تم اس کے ذریعے سے سیدھا راستہ پا سکو" (القرآن 2:53)

قرآن مجید نہ صرف ان دس خدائی احکامات کی تصدیق کر رہا ہے بلکہ اُنہیں ہر معاملے میں نصیحت قرار دے کر تمام انسانوں کے لئے ضابطہ حیات قرار دے رہا ہے اور یہ دس احکامات عالمگیر اور آفاقی ہیں جو دنیا کے تقریباً تمام مذاہب کے بنیادی عقائد میں آج بھی شامل ہیں۔

اس لیے قرآن مجید میں تورات (حضرت موسیٰ کے احکامات کا مجموعہ) کے لیے الفرقان، ضیاء، نور و ہدایت اور بصائر الٰہی جیسی ایمان افروز تعبیرات اختیار کی گئی ہیں بلکہ یہاں تک کہا گیا کہ قرآن مجید کا وہی پیغام ہے جو کہ تورات میں۔ صرف زبانِ عربی ہے۔ ملاحظہ ہوں قرآن کے ارشادات۔

"حالانکہ اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب رہنما اور رحمت بن کے آ چکی ہے
اور یہ کتاب (قرآن مجید) اُس کی تصدیق کرنے والی عربی زبان میں
آئی ہے۔" (القرآن 46:12)

اور اس عالمگیر اور آفاقی پیغام کو حضرت موسیٰ کے بعد آنے والے نبیوں حضرت ہارون، داؤد، سلیمان، الیاس، یونس، ذوالکفل، زکریا، یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام نے اپنی اپنی امتوں تک پہنچایا اور ان سب کا پیغام خداوندی ایک ہی تھا جو کہ بائبل مقدس کے ذریعے ہم تک پہنچا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو یہودیوں کی اخلاقی اور مذہبی حالت خاصی دگرگوں تھی۔ وہ بائبل مقدس کی اصلی تعلیمات کو چھوڑ کر ظاہری نمود و نمائش، دکھاوے کی عبادت و ریاضت اور جہالت و توہمات میں گھر چکے تھے۔ بائبل مقدس کے الفاظ سے اپنے مطلب کے معانی نکال کر اُن کے علماء و فقہاء غیر ضروری مسائل کی توجیہات میں مصروف تھے۔

موسیٰ علیہ السلام کا دین اصل حالت میں موجود نہیں رہا تھا اور یہودی علماء نے اُن میں اپنی مرضی سے ترمیم و تحریف کر لی تھیں۔ اِن فقیہوں اور فریسیوں کے کپڑے قیمتی، گھر عالیشان، عبادت گاہیں پُرشکوہ، ٹھاٹھ بھاٹ قابل دید لیکن دل قوت ایمانی سے خالی ہو چکے تھے۔ وہ شریعت موسوی کی اصلی روح کو بھول کر فروعی مسائل، باہمی اختلافات اور مشرکانہ رسوم و رواج میں کھو چکے تھے۔ اُن کا ظاہر کچھ تھا اور باطن کچھ اور ان کے سب کام دکھاوے کے لیے تھے۔

چنانچہ اِن نام نہاد مذہب کے ٹھیکہ داروں کے کردار کے بارے میں یسوع مسیح علیہ السلام نے لوگوں کو یوں خبر دار کیا۔

"فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ پس جو کچھ وہ تمہیں بتائیں وہ سب کرو اور مانو لیکن اِن جیسے کام نہ کرو کیونکہ وہ جو کہتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے"

مزید فرمایا کہ:۔

"وہ بھاری بوجھ جن کو اٹھانا مشکل ہے باندھ کر لوگوں کے کندھوں پر رکھتے ہیں لیکن خود ان کو اپنی انگلی سے بھی ہلانا نہیں چاہتے اور وہ سب کام لوگوں کو دکھانے کے لیے کرتے ہیں"

(انجیل متی 23:4-5)

مزید فرمایا کہ:۔

"اُن کی ظاہری شان و شوکت، ٹھاٹھ باٹھ امیرانہ ہے لیکن دل قوت ایمانی سے خالی ہو چکا ہے۔ وہ سب کام لوگوں کو دکھانے کے لیے کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے تعویذ بڑے بناتے اور اپنی پوشاک کے کنارے چوڑے رکھتے ہیں۔ ضیافتوں میں صدر نشینی اور عبادت گاہوں میں اعلیٰ درجے کی کرسیاں، بازاروں میں سلام اور آدمیوں میں ربی کہلانا پسند کرتے ہیں۔" (انجیل متی 23:6-8)

چنانچہ حضرت عیسیٰؑ بنی اسرائیل کی اخلاقی حالت کو سنوارنے، شریعت موسوی کی اصل

روح بحال کرنے، خدا کی وحدانیت اور خدا کے پیغام کو اصلی حالت میں لوگوں تک پہنچانے اور معاشرے کی برائیوں کو دور کرنے کے لیے مبعوث ہوئے اور اُنہوں نے آتے ہی اعلان کیا کہ

"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔
منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں"۔ (انجیل متی 5:17)

چنانچہ یسوع مسیح نے آکر یہودیوں کے باطل نظریات، فرسودہ خیالات، مشرکانہ رسوم و رواج کو نہ صرف ختم کیا بلکہ پیغام خداوندی کو اصلی حالت میں بحال کیا اور نہایت ہی موثر، مدلل، عالمانہ گفتگو اور اپنے اعلیٰ کردار اور معجزات سے لوگوں کی رہنمائی کی۔

ان کے دلائل نہایت موثر اور سیدھے دل پر اثر کرنے والے ہوتے تھے۔ مثلاً
ایک عالمِ شرع نے آزمانے کے لیے اُن سے پوچھا
اے استاد۔ توریت میں کونسا حکم بڑا ہے؟
اُس نے اُسے کہا کہ
خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ۔
بڑا اور پہلا حکم یہی ہے۔
اور دوسرا اس کی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھو۔
انہی دو حکموں پر تمام توریت اور انبیاء کے صحیفوں کا انحصار ہے۔
(انجیل متی 22:37-40)

آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا یہ تمام انبیاء کی تعلیمات کا نچوڑ نہیں ہے؟
اور یہ تعلیمات کون سے مذہب میں نہیں پائی جاتیں؟

کیا یہ وہی آفاقی اور عالمگیر خدائی احکامات نہیں ہیں جو ہر مذہب اور ہر نبی کی بنیادی تعلیمات میں شامل رہے ہیں۔ اور یہ تمام گزرے ہوئے۔ نبیوں کی کتابوں اور صحیفوں کی تعلیمات کا نچوڑ ہیں۔

اسی لیے قرآن مجید میں انجیل مقدس کو رہنمائی اور روشنی قرار دے کر خدا ترس لوگوں کے لیے سراسر ہدایت اور نصیحت قرار دیا۔ قرآن میں ارشاد ہوا ہے کہ:۔

"ہم نے اُس کو انجیل عطا کی جس میں رہنمائی اور روشنی تھی اور وہ بھی جو کچھ تورات میں اُسوقت موجود تھا۔ اُس کی تصدیق کرنے والی تھی اور خدا ترس لوگوں کے لیے سراسر ہدایت اور نصیحت تھی۔

(القرآن 5:46-47)

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل مقدس میں حضرت موسیٰ کے دس احکامات کی نہ صرف تائید و تصدیق کی بلکہ لوگوں کو اُن پر سختی سے عمل کرنے کا حکم بھی دیا۔

جب ایک شخص نے پاس آ کر اُس سے کہا

اے استاد میں کونسی نیکی کروں؟ تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔

یسوع مسیح نے کہا۔ احکامات پر عمل کر۔

اُس نے کہا۔ کونسے احکام پر۔

یسوع نے کہا کہ

☆ خون نہ کر

☆ زنا نہ کر

☆ چوری نہ کر

☆ جھوٹی گواہی نہ دے

☆ اپنے باپ اور ماں کی عزت کر

☆ اور اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھو

اُس جوان نے کہا کہ میں نے اِن سب پر عمل کیا۔ اب مجھ میں کس بات کی کمی ہے؟

یسوع نے کہا کہ اگر تو کامل ہونا چاہتا ہے تو جا اپنا مال و اسباب بیچ کر غریبوں کو دے۔

تجھے آسمان

پر قرار ملے گا اور آ کر میرے پیچھے چل۔

وہ جوان یہ بات سن کر غمگین ہو کر چلا گیا کیونکہ وہ مالدار تھا۔ (انجیل متی 19:16-32)

قانون فطرت کے مطابق اگر چہ خدا کا پیغام تو ایک ہی ہے۔لیکن وقت کے تقاضوں، انسانی اور شعوری ارتقاء اور اُس وقت کے مخصوص ماحول اور حالات کی مناسبت سے نبیوں نے خدا کے پیغام کو لوگوں تک پہنچایا۔

اور جیسے یسوع مسیح علیہ السلام نے خود فرمایا کہ

"میں تورات یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں" چنانچہ یسوع مسیح نے توریت اور پچھلے نبیوں کی تعلیمات کی تکمیل کر کے اُن کو کمال تک پہنچا دیا۔مثلاً

عہد نامہ عتیق میں جو جسمانی شریعت دی گئی تھی اُس کی تکمیل عہد نامہ جدید میں یوں کی گئی۔

ظاہری طہارت کو مسیح نے باطنی پاکیزگی اور دل کی صفائی میں بدل دیا۔

جسمانی شریعت نے کہا کہ "خون نہ کر"

اور باطنی شریعت نے کہا کہ

جو کوئی اپنے بھائی پر غصہ کرے گا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا۔

تورات میں حکم تھا کہ "زنا نہ کر"

اور انجیل مقدس میں اعلیٰ ترین اخلاقی معیار یوں قرار پایا۔

"جس کسی نے بری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ ڈالی وہ اپنے خیال میں اُس کے ساتھ زنا کر چکا"

تورات کا اصول تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ، دانت کے بدلے دانت۔

یسوع مسیح نے کہا کہ محبت سے دشمن کو بھی جیت لو۔

شریر کا مقابلہ نہ کرنا۔

موسیٰ نے کہا تھا کہ اپنے پڑوسی سے محبت کا رشتہ رکھ اور دشمن سے عداوت کا اور یسوع مسیح نے اخلاق مکارمہ کی حدوں کو چھو کر کہا۔

"اپنے دشمنوں سے محبت رکھ اور اپنے ستانے والوں کے لیے دعا مانگ۔"

چنانچہ یسوع مسیح نے جسمانی طہارت کے ساتھ ساتھ روحانی پاکیزگی، دل کی صفائی اور روح کی بالیدگی پر زور دیتے ہوئے کہا کہ:

"اے ریاکار فقیہو اور فریسیو۔ تم پر افسوس کہ پیالے اور رکابی کو اوپر سے صاف کرتے ہو مگر خود تم اپنے اندر کھوٹ اور عیاری کو فروغ دیتے ہو۔ اے اندھے فریسی! پہلے پیالی اور رکابی کو اندر سے صاف کرتا کہ اوپر سے بھی صاف ہو جائیں۔"

اے ریاکار فقیہو اور فریسیو۔ تم پر افسوس کہ تم سفید پھری ہوئی قبروں کی مانند ہو جو اوپر سے تو خوبصورت دکھائی دیتی ہیں مگر اندر مُردوں کی ہڈیوں اور ہر طرح کی نجاست سے بھری ہیں۔ اس طرح سے تم بھی ظاہر میں لوگوں کو راستباز دکھائی دیتے ہو۔ مگر باطن میں ریاکاری اور بے دینی سے بھرے ہوئے ہو"۔ (انجیل متی 23:25-27)

چنانچہ یسوع مسیح نے اِن ریاکاروں اور نام نہاد مذہبی ٹھیکیداروں، فقیہوں اور ملاّؤں کے اصلی روپ "صورت موماں کرتوت کافراں" کے خلاف اعلان جہاد کرتے ہوئے اور اپنے پیروکاروں کو اُن کا اصلی روپ دکھا کے خدا تعالیٰ کے اصل پیغام کے احیاء اور اسے پھیلانے اور مروج کرنے کے لیے اپنی جان تک کا نذرانہ پیش کر دیا اور پھر خدا تعالیٰ کی حقیقی تعلیمات لوگوں تک اس طرح پہنچائیں:۔

خبردار! اپنے راستبازی کے کام لوگوں کے سامنے دکھانے کے لیے نہ کرو۔ نہیں تو تمہارے باپ کے پاس جو آسمان پر ہے تمہارے لیے کچھ اجر نہیں ہوگا۔

پس جب تم خیرات کرو تو اپنے آگے نرسنگا نہ بجواؤ۔ جیسا کہ ریاکار عبادت خانوں اور کوچوں میں کرتے ہیں تاکہ لوگ اُن کی بڑائی تسلیم کریں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تم خیرات کرو تو جو تیرا داھنا ہاتھ کرتا ہے اسے تیرا بایاں ہاتھ نہ جانے تاکہ

تیری خیرات پوشیدہ رہے اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا۔ اور جب تم دعا کرو تو ریاکاروں کی مانند نہ کرو۔ بلکہ جب تم دعا کرو تو اپنی کوٹھری میں جاؤ اور دروازہ بند کر کے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے دعا کرو"۔

(انجیل متی 6:1-6)

چنانچہ یسوع مسیح نے بنی اسرائیل کے مسخ شدہ فرسودہ عقائد کو جو اس وقت تک اس حد تک بگڑ چکے تھے کہ ان میں بت پرستی، مظاہر پرستی، قبر پرستی جیسی لغویات شامل چکی تھیں۔ ان کو درست کر کے خدا تعالیٰ اور شریعت موسوی کے اصل پیغام کا احیاء کر کے لوگوں تک پھیلایا۔

یسوع مسیح کا پہاڑی وعظ جو ان کی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ خوبصورت اور مرقع پھولوں کا ایک ایسا گلدستہ ہے۔ جس کی خوشبو، تازگی اور تاثیر سے دماغ پر لاہوتی اثرات چھا جاتے ہیں اور ان کی مہک سے آدمی جھوم جاتا ہے۔ یہ ہیں وہ چند پھول، وہ آفاقی و عالمگیر خدا کا پیغام جو آج بھی تمام بڑے مذاہب کی بنیادی تعلیمات کی روح رواں ہیں؟۔

حضرت یسوع مسیح فرماتے ہیں کہ:۔

1- مبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی اُن ہی کو ملے گی۔
2- مبارک ہیں وہ جو غمگین ہیں کیونکہ وہ تسلی پائیں گے۔
3- مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے۔
4- مبارک ہیں وہ جو راست بازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وہ آسودہ ہوں گے۔
5- مبارک ہیں وہ جو رحمدل ہیں کیونکہ اُن پر رحم کیا جائے گا۔
6- مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے۔
7- مبارک ہیں وہ جو صلح کرواتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔
8- مبارک ہیں وہ جو راست بازی کے سبب ستائے گئے ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی اُنہیں کی ہے۔
9- تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تا کہ تمہارے کاموں کو دیکھ کر تمہارے باپ کی جو

آسمان پر ہے تمجید کریں۔

10- یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ میں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ تورات سے ہرگز نہ ٹلے گا۔ جب تک پورا نہ ہو جائے۔

11- تم سُن چکے ہو کہ اگلوں سے کیا گیا تھا کہ خون نہ کرنا اور جو کوئی خون کرے گا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہوگا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا اور جو کوئی اپنے بھائی کو پاگل کہے گا آتشِ جہنم کا سزاوار ہوگا۔

12- تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ زنا نہ کرنا لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اُسکے ساتھ زنا کر چکا۔

13- تم سُن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ جھوٹی قسم نہ کھانا بلکہ اپنی قسمیں خداوند کے لیے پوری کرنا لیکن میں تم سے کہتا ہوں بالکل قسم نہ کھانا نہ تو آسمان کی کیونکہ وہ خدا کا تخت ہے اور نہ زمین کی۔

14- تم سن چکے ہو یہ کہا گیا تھا آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تمہارے داہنے گال پر طمانچہ مارے تم دوسرا گال بھی اُس کی طرف کر دینا۔

15- تم سن چکے ہو کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوسی سے محبت کا رشتہ رکھو اور اپنے دشمن سے عداوت کا۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمن سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لیے بھی دعا کرو۔ تاکہ تم اپنے باپ کے بیٹے ٹھہرو جو آسمان پر ہے۔

16- خبردار اپنے راست بازی کے کام لوگوں کے سامنے دکھانے کے لیے نہ کرو۔ نہیں تو تمہارے باپ کے پاس جو آسمان پر ہے تمہارے لیے کوئی اجر نہیں ہے۔

-17 پس جب تم خیرات کرو تو تمہارے آگے نرسنگا نہ بج رہا ہو۔ جیسا ریاکار عبادت خانوں اور کوچوں میں کرتے ہیں تاکہ لوگ اُن کی بڑائی کریں بلکہ جب تم خیرات کرو تو تمہارا داہنا ہاتھ جو خیرات کرے اس کی بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو تاکہ تمہاری خیرات پوشیدہ رہے۔ اس صورت میں تمہارا باپ جو نظروں سے اوجھل ہے اور تمہیں دیکھ رہا ہے۔ تمہیں جزا دے۔

-18 اور جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اداس نظر نہ آؤ۔

-19 اپنے واسطے زمین میں مال جمع نہ کرو۔ جہاں چور نقب لگاتے ہیں بلکہ اپنے لیے آسمان پر مال جمع کرو۔ جہاں چور نقب نہیں لگاتے۔

-20 میں تم سے کہتا ہوں کہ اس بات کی فکر نہ کرنا ہم کیا کھائیں گے یا کیا پہنیں گے۔ ہوا کے پرندوں کو دیکھو کہ نہ بوتے ہیں، نہ کاٹتے، نہ کوٹھیوں میں ذخیرہ جمع کرتے ہیں تو بھی تمہارا آسمانی باپ اُن کو کھلاتا ہے۔ کیا تم اُن سے زیادہ قدر نہیں رکھتے؟

-21 عیب جوئی نہ کرو کہ تمہاری بھی عیب جوئی نہ کی جائے کیونکہ جس طرح تم عیب جوئی کرتے ہو اسی طرح تمہاری بھی عیب جوئی کی جائے گی۔۔۔۔ تم اپنے بھائی کی آنکھ کے تنکے کو دیکھتے ہو لیکن اپنی آنکھ کے شہتیر پر غور نہیں کرتے۔۔۔۔ اے ریاکار! پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر تو نکال پھر اپنے بھائی کی آنکھ سے تنکے کو بھی نکال سکے گا۔

-22 پاک چیز کتوں کو نہ دو اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ ڈالو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اُن کو پاؤں تلے روندیں اور پلٹ کر تمہیں پھاڑ ڈالیں۔

-23 مانگو گے تو تم کو دیا جائے گا۔ ڈھونڈو گے تو تم پاؤ گے۔ دروازہ کھٹکھٹاؤ گے تو تمہارے واسطے کھولا جائے گا کیونکہ جو کوئی مانگتا ہے اُسے ملتا ہے اور جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے۔

-24 تنگ دروازے سے داخل ہو کیونکہ چوڑا دروازہ ہلاکت کا سبب بنتا ہے اور اُس سے داخل ہونے والے بہت ہیں۔

پس جو کوئی میری باتیں سنتا اور اُن پر عمل کرتا ہے وہ عقلمند آدمی کی مانند ٹھہرے گا جس نے چٹان پر اپنا گھر بنایا اور مینہ برسا اور طغیانی آئی اور آندھیاں چلیں اور اُس گھر سے ٹکرانے لگیں لیکن وہ نہ گرا کیونکہ اُس کی بنیاد چٹان پر ڈالی گئی تھی۔ اور جو کوئی میری باتیں سنتا ہے اور اُن پر عمل نہیں کرتا وہ اُس بے وقوف آدمی کی مانند ہوگا جس نے اپنا گھر ریت پر بنایا اور جب مینہ برسا اور پانی چڑھا اور آندھیاں چلیں تو اُس کا گھر تباہ ہوا۔ (انجیل متی 27-5:7)

یہ ہیں وہ سنہری الفاظ، دلکش اور دلنشیں باتیں، عظیم ترین سچائیاں اور اعلیٰ ترین تعلیمات جو آج بھی دنیا کے تمام مذاہب میں موجود ہیں چنانچہ تمام انبیاء اور نبیوں کا ایک ہی پیغام خداوندی تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پُر از حکمت و دانائی کے پیغام خداوندی کی شہادت اور تصدیق قرآن مجید نے اِن الفاظ میں کی ہے۔

اور جب عیسیٰ واضح دلائل لیکر آئے تو کہا کہ
بلاشبہ تمہارے پاس حکمت لے کر آیا ہوں
اور اس لیے آیا ہوں کہ بعض ایسی باتوں کی وضاحت کردوں
جن کے متعلق تم آپس میں جھگڑتے ہو
پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو
بے شک اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے
سو اُسی کی عبادت کرو
یہی سیدھی راہ ہے (القرآن 43:64)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خدا تعالیٰ کے مروّجہ قانون فطرت کے مطابق جب دنیا سے نیکی کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور برائی کا بول بالا ہوتا ہے۔ جب نظریات باطل اور عقائد فرسودہ ہو جاتے ہیں۔ مذاہب کے نام پر اجارہ داریاں قائم کر کے اور دوسروں کو کافر و ملحد قرار دیکر چند لوگ خدا کے ٹھیکیدار بن جاتے ہیں۔ اُن کے آپس میں فروعی اختلافات اس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ وہ خدا کی واحد ملت کو

ٹکڑے ٹکڑے کر کے انہیں آپس میں دنگا، فساد، خون خرابہ اور قتل و غارت میں لگا دیتے ہیں اور فتنہ فساد پھیل جاتا ہے تو ایسے میں خدا تعالیٰ اپنے اصل پیغام کے احیاء، بحالی اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراطِ مستقیم دکھانے کے لیے اپنے نبی اور مصلح بھجواتے ہیں تاکہ وہ خدا کا اصل پیغام اپنی اصل حالت میں لوگوں تک پہنچائیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تقریباً 600 سال بعد دنیا کے حالات بھی کچھ ایسے ہی تھے۔ حضرت عیسیٰ کا پیغام وحدانیت، اخوت و محبت و یگانگت داغدار ہو چکا تھا۔ اور عیسائیوں نے عشق سے مغلوب ہو کر خدا تعالیٰ کے پیغامبر کو خود خدا یا خدا کا بیٹا قرار دے کر حضرت عیسیٰ کے پیغام وحدانیت کا حلیہ بگاڑ دیا تھا اور ان فرسودہ نظریات کی وجہ سے خود عیسائیت کئی حصوں میں بٹ چکی تھی اور اُس کے بے شمار ٹکڑے ہو چکے تھے۔

اس طرح یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اہل عرب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیغام توحید بھول چکے تھے۔ شرک و بت پرستی کا دور دورہ تھا۔ خانہ کعبہ جو خدائے واحد کی قدیم ترین عبادت گاہ تھی اُس کو بتوں سے بھر دیا گیا تھا۔ چنانچہ حضرت محمد ﷺ کے مبعوث ہونے کے وقت لوگوں کی مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور سماجی حالت دگرگوں ہو چکی تھی۔ اور مذاہب کی اصلی صورت کچھ اس طرح مسخ ہو چکی تھی کہ کفر و شرک اور اصلی دین میں کوئی امتیاز باقی نہ رہا تھا۔ اور توحید کا نام و نشان مٹ گیا تھا۔

چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنے اصل پیغام کی دوبارہ بحالی، ترویج و تشریح کے لیے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ لوگوں کو ضلالت و گمراہی کے عمیق اندھیروں سے نکال کر رشد و ہدایت، صراطِ مستقیم اور پیغامِ وحدانیت کی روشنیوں سے منور کر دیں۔

حضور ﷺ کا پیغام کوئی نیا نہیں تھا بلکہ اُسی عالمگیر و آفاقی پیغامِ وحدانیت کی تجدید۔ جو اس سے پہلے نبیوں، پیغمبروں اور مصلحوں کے ذریعے نوعِ انسانی تک پہنچ چکا تھا کیونکہ خدا ایک ہے اور اُس کا پیغام بھی ایک ہی ہے۔ اور اس کی تصدیق قرآن مجید یوں کرتا ہے۔

اے نبی تم کو جو کچھ کہا جا رہا ہے۔ اُس میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے
جو تم سے پہلے گزرے ہوئے رسولوں سے نہ کہی جا چکی ہو۔ (القرآن 41:43)

مزید فرمایا گیا کہ قرآن مجید کا پیغام بھی وہی ہے جو کہ اس سے پہلے نبیوں ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں تھا۔

اِنَّ ھٰذَا لفی الصحف الاولیٰ . صحف ابراھیم و موسیٰ

بے شک (یہ قرآن) یقیناً پہلے صحیفوں میں ہے یعنی ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔ (القرآن 87:1)

مزید فرمایا گیا:

فیھا کتبٌ قیّمة

اس میں قائم رہنے والی کتابیں ہیں یعنی قرآن مجید میں پہلی کتب سماوی کی تعلیمات کا نچوڑ اور عطر ہے۔ (القرآن 3:98)

چونکہ تمام الہامی کتابوں کا پیغام ایک ہی ہے اس لیے قرآن مجید کی ابتداء میں ہی یہ شرط رکھ دی گئی کہ ہدایت صرف اُن پرہیزگار لوگوں کو ہی ملے گی جو کہ اِس قرآن اور اس سے پہلے نازل ہوئی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔

چنانچہ ارشاد ہوا:

ہدایت ہے اُن پرہیزگار لوگوں کے لیے جو
نماز قائم کرتے ہیں جو رزق ہم نے اُن کو دیا اُسمیں سے خرچ کرتے ہیں
اور جو کتاب تم پر نازل کی گئی ہے (یعنی قرآن) اور
جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئیں اُن سب پر ایمان لاتے ہیں۔
(القرآن 2:2-3)

آخر قرآن سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں پر ایمان لانے کی شرط بالکل قرآن کے شروع میں کیوں لگا دی گئی؟ ایسا کیوں کیا گیا؟

اسی لئے تاکہ لوگوں کو باور ہو جائے کہ ایک ہی پیغام ہے جو کہ سب الہامی کتابوں میں موجود ہے تاکہ لوگ مذاہب کی بنیاد پر فروعی اختلافات میں الجھ کر خدا کے پیغام کو داغدار نہ

کر دیں اور مذاہب جو کہ دنیا میں امن و آتشی، محبت و یگانگت کے لیے آتے ہیں۔ تفرقہ بازی، جنگ و جدل اور خون خرابہ کا سبب نہ بن جائیں۔

چنانچہ صاف کہہ دیا گیا کہ یہ وہی پیغام ہے جو کہ پہلی کتابوں میں آچکا ہے۔ پہلے انبیاء کے ذریعے آچکا ہے۔ اور خدا ایک ہے۔ اُس کا پیغام بھی ایک ہی ہے اور قرآن مجید اِن کتابوں اور نبیوں کی ایک ہی لڑی میں پروئے ہوئے موتیوں کے تسلسل کو یوں بیان کرتا ہے۔

ہم نے توریت نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی۔ سارے نبی جو مسلم تھے اُسی کے مطابق اِن یہودیوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے۔ اسی طرح ربانی (علماء) اور احبار (فقہا) بھی۔

کیونکہ اُنہیں کتاب اللہ کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا تھا۔ پھر ہم نے اِن پیغمبروں کے بعد مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھیجا۔ تورات میں سے جو کچھ اُس کے سامنے موجود تھا وہ اُس کی تصدیق کرنے والا تھا۔

اور ہم نے اُسکو انجیل عطا کی جس میں رہنمائی اور روشنی تھی اور وہ بھی جو کچھ تورات میں اُسوقت موجود تھا اُس کی تصدیق کرنے والی تھی۔

اور خدا ترس لوگوں کے لیے سراسر ہدایت اور نصیحت تھی۔

پھر اے نبی! ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب بھیجی جو حق لیکر آئی اور الکتاب (تورات، انجیل) میں سے جو کچھ اس کے آگے موجود ہے۔ اُسکی تصدیق کرنے والی اور اُسکی محافظ و نگہبان ہے۔

(القرآن 5:44-46-47)

قرآن مجید میں مزید کہا گیا کہ قرآن مجید کا پیغام وہی ہے جو کہ پہلی کتابوں کا۔۔۔قرآن نہ صرف اُس پیغام کی تصدیق کرتا ہے بلکہ اُن کتابوں کی تشریح و تفسیر ہی ہے۔ ملاحظہ ہوں قرآن کے الفاظ:۔

"اور یہ قرآن وہ چیز نہیں جو اللہ کی وحی و تعلیم کے بغیر تصنیف کر لیا جائے بلکہ یہ تو جو کچھ پہلے آچکا تھا اُسکی تصدیق اور الکتاب (بائبل مقدس) کی تفسیر ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ فرمانروائے کائنات کی طرف سے ہے"۔
(القرآن 10:37)

غور فرمایئے کہ قرآن پاک کو بائبل مقدس کی تفسیر قرار دیا جارہا ہے اور کسی کتاب کی تفسیر اُسکے اصل مضمون کی تفصیل ہی ہوتی ہے یعنی دونوں کا پیغام ہو بہو ایک پیغام ہی ہے۔
مزید تاکید یوں فرمائی گئی۔

اے نبی! ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب بھیجی جو حق لے کر آئی اور "الکتاب" میں جو کچھ اس کے آگے موجود ہے اُسکی تصدیق کرنے والی اور اُسکی محافظ ونگہبان ہے۔ (القرآن 5:48)

قرآن مجید میں مسلمانوں کو سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ نہ صرف قرآن پر بلکہ پہلے کی تمام الہامی کتابوں پر ایمان لاؤ۔۔۔ آخر کیوں؟

صرف اس لیے نا کہ اِن تمام کا پیغام ایک ہے اور یہ تمام کتب اور پیغمبروں کا نزول ایک ہی سلسلے کی کڑی ہیں۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ ایمان لاؤ۔ اللہ پر اُسکے رسول پر اور اُس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی ہے۔ اور اُس کتاب پر جو اس سے پہلے وہ نازل کر چکا ہے۔ (القرآن 4:136)

اسی طرح قرآن مجید میں انجیل مقدس کو رہنمائی اور روشنی قرار دے کر لوگوں کے لیے رشد وہدایت اور نصیحت کا ذریعہ قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ انجیل مقدس کا پیغام بھی خدا کے پیغام کا تسلسل ہی تھا اور جو کچھ تورات میں تھا اُس کی تصدیق وتائید اور حافظ ومحافظ۔

"ہم نے اُس کو (حضرت عیسیٰ) انجیل عطا کی جس میں رہنمائی اور روشنی تھی اور وہ بھی جو کچھ تورات میں اسوقت موجود تھا۔ اُسکی تصدیق کرنے والی تھی اور خدا ترس لوگوں کے لیے سراسر ہدایت اور نصیحت تھی۔" (القرآن 5:46-47)

تو کیا یہ ساری آیات اس بات کی غمازی نہیں کر رہی ہیں کہ خدا کا ایک ہی پیغام ہے جو مختلف کتابوں اور نبیوں کے ذریعے لوگوں تک پہنچایا گیا؟ تا کہ وقت اور زمانے کے ساتھ اگر اُن انسانوں کے خالص نظریات میں کوئی آمیزش ہوگئی ہو تو اُسے دور کر کے خدا تعالیٰ کے خالص ترین پیغام کا احیاء کیا جائے۔ چنانچہ قرآن مجید میں تکرار کے ساتھ اور بار بار کہا جا رہا ہے کہ اے نبی! تمہارا دین وہی ہے جو کہ پہلے انبیاء کرام کا تھا۔ ارشاد ہوا ہے:۔

"اُس نے تمہارے لیے دین کا وہی راستہ مقرر کیا ہے جس کا نوح کو حکم دیا تھا اور جو ہم نے تیری طرف وحی کیا اور جس کا ہم نے ابراہیم، موسیٰ و عیسیٰ کو حکم دیا تھا کہ دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو"۔

(القرآن 42:13)

چنانچہ قرآن مجید اور حضور مقبول ﷺ کے ارشادات کے مطابق نہ صرف پہلی کتابوں پر ایمان بلکہ رسولوں پر ایمان بھی مسلمانوں کے ایمان کا بنیادی جزو قرار دے دیا گیا اور رسولوں کے درمیان کوئی تفریق یا فرق کرنے کی سختی سے ممانعت کردی گئی۔ تو یہ ہے وہ اعلیٰ ترین درسِ محبت دیگانگت جو کہ لوگوں تک پہنچایا جا رہا ہے۔

"اے نبی! کہو کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں اُس تعلیم کو مانتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی۔۔ اُن تعلیمات کو بھی مانتے ہیں جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور اولادِ یعقوب پر نازل ہوئی تھیں۔ اور اُن ہدایات پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو موسیٰ، عیسیٰ اور دوسرے پیغمبروں کو اُن کے رب کی طرف سے دی گئیں۔ ہم اُن کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے اور ہم تابع فرمان ہیں"۔ (القرآن 3:84)

مزید حکم ہوا:

(رسول اور اُسکے ماننے والے سب) اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں کو مانتے ہیں اور رسولوں میں کسی میں تفریق نہیں کرتے۔ (القرآن 2:285)

پھر بار بار تاکید کے ساتھ کہا گیا۔

اے نبی! اُس نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے جو حق لیکر آئی ہے اور اُن کتابوں کی تصدیق کر رہی ہے جو پہلے سے آئی ہوئی ہیں۔ اس سے پہلے وہ انسانوں کی ہدایت کے لیے تورات اور انجیل نازل کر چکا ہے۔ (القرآن 3:3)

خدا تعالیٰ نے ایک تسلسل کے ساتھ اپنے نبی مبعوث فرمائے جو کہ خدا کا پیغام لے کر مختلف اوقات میں لوگوں کی اصلاح کے لیے آتے رہے۔ قرآن مجید میں اس "تسلسل" کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

اللہ نے آدم اور نوح اور آلِ ابراہیم اور آلِ عمران (عمران حضرت موسیٰ اور ہارون کے والد کا نام تھا جسے بائبل میں عمرام لکھا گیا ہے) کو تمام دنیا والوں پر ترجیح دے کر اپنی رسالت کے لیے منتخب کیا تھا۔ "یہ ایک ہی سلسلے کے لوگ تھے"۔ (القرآن 34-3:33)

چنانچہ ان تمام آیات سے واضح ہے کہ حضور مقبول ﷺ کے مبعوث ہونے کا مقصد اُس پیغام خداوندی کی ہی تجدید تھا جو کہ اس سے پہلے نبیوں اور الہامی کتابوں کے ذریعے اس دنیا میں آچکا تھا اور اِن آیات میں یہ اعلان بھی بار بار کر کے لوگوں کو باور کروایا جا رہا ہے کہ پیغام خداوندی ایک ہی ہے۔ جو کہ تسلسل کے ساتھ مختلف زمانوں اور مکانوں میں لوگوں کی رہنمائی، اخلاقی اور دینی تعلیم و تربیت کے لیے بھجوایا گیا۔

البتہ چونکہ وقت گزرنے کے ساتھ مفاد پرست مذہبی فقہا اور علماء الہامی کتابوں سے اپنے مقصد اور مطلب کے معانی نکال کر اُس مذہب کی اصلی حیثیت اور ہیئت کو ہی تبدیل کر دیتے ہیں۔ اور اصل پیغام خداوندی جو کہ وحدانیت کا عظیم درس ہے اُس کو چھوڑ کر بت پرستی، اوہام پرستی، ارواح پرستی، شخصیت پرستی اور مشرکانہ رسوم و رواج میں لگ جاتے ہیں تو پیغمبروں کے نزول کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ اُس وقت تک اگر اُس مذہب کے عقائد میں کوئی ملاوٹ، اختلافات یا تنازعات شروع ہو گئے ہوں تو اُن کو ختم کر کے از سرِ نو خدا تعالیٰ کے پیغام

وحدانیت کو دوبارہ اصلی حالت میں زندہ کیا جائے۔

چنانچہ حضور مقبول ﷺ نے جہاں واضح یہ اعلان کیا کہ یہ اسلام وہی مذہب ہے جو نوح، ابراہیم، اسماعیل، یعقوب، موسیٰ، ہارون اور عیسیٰ علیہم السلام اور دوسرے نبیوں کے ذریعے آیا۔ یہ کوئی نیا مذہب نہیں ہے۔ وہیں پر اس وقت تک یہودیت اور عیسائیت میں جو باطل نظریات، اختلافات، مشرکانہ رسوم ورواج اور فروعی مسائل پیدا ہو چکے تھے۔

خدا تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی اور اپنے کلام کے ذریعے ان باطل نظریات مثلاً مسیح کو خدا قرار دینا، خدا کا بیٹا قرار دینا۔ تثلیث کا نظریہ، عقیدہ حلول وتجسم وغیرہ کی نفی کی۔ انہیں باطل قرار دے کر ان کی سخت الفاظ میں تنقید وتنسیخ کی۔ جیسا کہ قرآن کی یہ آیات ملاحظہ ہوں۔

خدا کا بیٹا ہونے کی تردید:

اور وہ کہتے ہیں رحمٰن نے کسی کو بیٹا بنایا ہے
سخت بیہودہ بات ہے جو تم لوگ گھڑ لائے ہو
قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں
زمین شق ہو جائے
اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں
کہ لوگوں نے رحمٰن کے لیے بیٹے کا دعویٰ کیا ہے
رحمٰن کی یہ شان نہیں ہے۔ (القرآن 19:89-92)

عقیدہ تثلیث کی تردید:

عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث کو اس طرح سے جھٹلایا۔ قرآن کی آیات ملاحظہ ہوں

"اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم
کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنالو۔
تو وہ (یسوع مسیح) جواب میں عرض کرے گا۔

سبحان اللہ۔ میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا۔ اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا۔

آپ جانتے ہیں کہ جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو آپ کے دل میں ہے۔

آپ تو ساری پوشیدہ حقیقتوں کے عالم ہیں۔

میں نے اِن سے اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا آپ نے حکم دیا تھا۔

یہ کہ۔ اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی۔"

(القرآن 5:116-117)

ایک دوسری جگہ عقیدہ تثلیث کو کفر قرار دیا گیا۔

یقیناً اُن لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ تین خداؤں میں سے ایک ہے۔ (القرآن 6:72)

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ کو خدا کہنا یا ماننا بھی کفر قرار دیا گیا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوا:

یقیناً اُن لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی خدا ہیں حالانکہ مسیح نے کہا تھا۔

اے بنی اسرائیل! اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی۔ (القرآن 6:71)

چنانچہ ان باطل نظریات کی تردید، تنسیخ اور مذمت کرنے کے بعد خدا تعالیٰ نے اپنی نبی اکرم ﷺ کی وساطت سے قرآن مجید میں خالص توحید اور خدائے واحد کے پیغام کی یوں تبلیغ کی۔

" کہو اللہ ایک ہے

وہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اُس کے محتاج ہیں

نہ اُسکی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد

اور کوئی اُسکا ہمسر نہیں ہے۔" (قرآن 112:1-4)

چنانچہ حضور ﷺ نے آکر یہودیوں، عیسائیوں اور مشرکین عرب کے باطل نظریات کی تردید و تنسیخ کر کے انہیں پیغام وحدانیت، مساوات، اخوت ومحبت و یگانگت اور اعلیٰ ترین اخلاق مکارمہ کا درس دیا جس کے نتیجہ میں بہت سے گمراہ یہودی اور عیسائی، عرب کے وحشی ترین قبائل اور بدترین رسم ورواج اور توہمات میں اُلجھے ہوئے لوگ خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے سرفراز ہو کر دنیا کی بہترین قوم بن گئے۔ اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات مبارکہ وہی تھیں جو کہ پچھلے نبیوں اور پچھلی کتابوں کی۔

ہر آنے والا نبی خدا کے پیغام کی اصلی حالت میں بحالی اور خالص احکاماتِ خداوندی کا پرچار کرتا ہے اور اُس وقت کے لوگوں کی ذہنی اور شعوری استعداد اور انسانی ارتقاء اور معاشرتی ضروریات کی مناسبت سے لوگوں کو خدا کے حکموں سے مطلع کرتا ہے اور اُن پر عمل کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس لیے تمام الہامی کتب میں خدا تعالیٰ کا پیغام ایک ہی ہے سوائے معمولی تبدیلیوں یا اضافوں کے۔

اسی لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو احکام عشرہ خدا تعالیٰ نے کوہِ سینا پر عطا کیے وہ تمام مذاہب میں آج بھی موجود ہیں۔ اور تمام بڑے مذاہب کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہیں۔ اگرچہ اُن کی ترتیب یا تنظیم میں معمولی فرق ہے۔ مثلاً قرآن مجید کی اس آیت میں حضرت موسیٰ کے احکاماتِ عشرہ کا یوں احاطہ کیا گیا ہے۔

اے نبی! اِن سے کہو کہ آؤ۔ میں تمہیں سناؤں کہ تمہارے رب نے تم پر کیا پابندیاں عائد کی ہیں۔

1- یہ کہ اُسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

2- والدین سے نیک سلوک کرو۔

3- اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں۔ اُنہیں بھی دیں گے۔

4- بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ۔ خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی۔

5- کسی جان کو جسے اللہ نے محترم ٹھہرادیا ہے، ہلاک نہ کرو مگر حق کے ساتھ۔

6- یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ، مگر ایسے طریقے سے جو بہترین ہو۔ یہاں تک کہ وہ سنِ رشد کو پہنچ جائے۔

7- ناپ تول میں پورا انصاف کرو۔

8- جب بات کہو انصاف کی کہو خواہ معاملہ اپنے رشتہ دار ہی کا کیوں نہ ہو۔

9- اللہ کے عہد کو پورا کرو۔

10- ان باتوں کی ہدایت اللہ نے تمہیں دی ہے کہ شاید تم نصیحت قبول کرو۔ نیز اُس کی ہدایت یہ ہے کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے۔ تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو

(القرآن 6:151-153)

ہندومت۔ پیغام میں تسلسل:

بائبل مقدس اور قرآن مجید میں صرف اُن تیس یا بتیس (30-32) پیغمبروں کا ذکر ہے جو پچھلے پانچ یا چھ ہزار سالوں میں مشرق وسطیٰ کے مخصوص علاقوں مثلاً مصر، شام، اردن، اسرائیل، عراق، سعودی عرب وغیرہ میں مبعوث ہوکر لوگوں کی رہنمائی کرتے رہے ہیں۔

ان مقدس کتابوں میں کسی ایسے پیغمبر کا ذکر نہیں ملتا جو کہ ہندو پاک، مشرق بعید، براعظم ایشیا یا دنیا کے دوسرے علاقوں میں آتے رہے ہوں۔ حالانکہ روایات کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر خدا تعالیٰ نے دنیا کے گوشے گوشے، قریہ قریہ اور بستی بستی میں مبعوث فرمائے تاکہ وہ لوگوں کو سیدھی راہ دکھائیں جیسا کہ:

قرآن میں ارشاد ہوا ہے۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ ہر قوم کے لیے رسول ہے۔ (القرآن 10:47)

پھر ارشاد ہوا:۔

کوئی بستی یا امت ایسی نہیں ہے جس میں ڈرانے والا نہ بھیجا گیا ہو۔

(القرآن 35: 24)

چنانچہ یہ بات بعید از عقل لگتی ہے کہ خدا نے صرف مشرقِ وسطیٰ کے مخصوص علاقوں کے

مخصوص لوگوں کی راہنمائی کے لیے ہی پیغمبر بھیجے ہوں گے اور اپنی باقی مخلوقات جو کہ دنیا کے دوسرے کونوں اور گوشوں میں تقریباً 450 کروڑ سالوں سے آباد ہے، اُنکی طرف کوئی پیغمبر مبعوث نہ کیا گیا ہو۔

چونکہ خدا تعالیٰ اپنے قانون فطرت کی رو سے اپنی مخلوق میں تفریق نہیں کرتا۔ اس لیے دنیا کے تمام گوشوں میں اُسکا ازلی پیغام لے کر ایک تسلسل کے ساتھ نبی اور مصلح آتے رہے ہیں تاکہ لوگوں کو بھلائی کی راہ دکھائیں۔ برائی سے بچا کر سیدھی راہ کی تبلیغ کریں اور ہندوؤں کی مقدس کتاب بھگوت گیتا میں اسی تسلسل کی طرف یوں اشارہ ہوا ہے۔

"یہ وہی ازلی پیغام ہے (پیغام وحدانیت وحق صداقت) جسے کبھی زوال نہیں ہے اور ہر دور اور ہر نسل میں یہ ایک ہی پیغام رہا ہے اور رہے گا۔ یہی پیغام میں نے پہلے دوسوان کو دیا۔ پھر دوسوان سے مَنو نے لیا۔ پھر مَنو سے اکشواک نے لیا اور دنیا تک پھیلایا۔"

چنانچہ نسل در نسل یہی حق وصداقت کا ایک ہی پیغام مختلف درویشوں، رشیوں اور بزرگوں کے ذریعے مختلف ادوار میں آتا رہا ہے۔ اور وہ ایک ہی پیغام صداقت ہے۔

اے ارجن! میں بھی تجھے اُسی پیغام کی نصیحت کر رہا ہوں اور وہ خفیہ راز تم پر آشکارا کر رہا ہوں۔ (بھگوت گیتا 3-4:1)

چنانچہ یہی ازلی وابدی پیغام خداوندی دنیا کے تمام مذاہب کی مقدس کتابوں میں حیرت انگیز مشابہت اور یکسانیت کے ساتھ موجود ہے۔

اور پھر قانون فطرت کے مطابق جب دھرم کی جگہ ادھرم لے لیتا ہے۔ نیکی کا خاتمہ ہو جاتا ہے، برائی ہر طرف پھیل جاتی ہے۔ اچھائی کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ فحاشی، بے حیائی، بے غیرتی اور بے ایمانی کا بول بالا ہو جاتا ہے تو ایشور اپنے اصل پیغام خداوندی کی دوبارہ ترویج و تشریح اور اصلی مذہب کے احیاء اور لوگوں کی رہنمائی کے لیے پیغمبر، مصلح اور اوتار بھیجتے ہیں جیسا کی بھگوت گیتا میں بھگوان فرماتے ہیں۔

"جب بھی دنیا سے اچھائی کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور برائی پھیل جاتی ہے تو میں خود آتا ہوں۔ اچھوں کو بچانے کے لیے اور بُروں کو نیست کرنے کے لیے اور اچھائی کے دوبارہ فروغ کے لیے میں مختلف وقتوں اور عہدوں میں آتا رہتا ہوں۔" (گیتا 8-4:7)

چنانچہ ہندوؤں کے مختلف فرقوں کے عقائد کے مطابق مختلف تعداد میں اوتار آچکے ہیں۔ انکی تعداد کے بارے میں مختلف فرقوں میں مختلف ہے۔ سب سے زیادہ مشہور اوتار وِشنو دیوتا کے ہیں اور وشنومت کے پجاریوں کے مطابق اب تک نو (9) اوتار آچکے ہیں۔ جن میں شری رام چندر جی، راجہ کرشن مہاراج اور حضرت مہاتما بدھ بھی شامل ہیں اور آخری کالکی اوتار کا انتظار ہے جو کہ اس دنیا میں قیامت سے پہلے آخری اوتار ہوگا۔ اور بعض ہندوؤں کے مطابق وہ بھی حضرت محمد ﷺ کی صورت میں آچکے ہیں۔

بھگوت گیتا کا یہ پیغام کہ خدا تعالیٰ کا ازلی پیغام ایک ہی ہے۔ جو ازل سے ابد تک ایک ہی رہے گا اس کو کبھی زوال نہیں ہے۔ اور وہ ہر دور اور ہر نسل میں ایک ہی رہا ہے اور رہے گا۔ اس کی صداقت اور اس پیغام کی عالمگیریت اور آفاقیت ہمیں مختلف مذاہب کی مقدس کتابوں کے مطالعے سے ہو جاتی ہے۔ جن کی تعلیمات ان کتابوں میں ہزاروں سالوں کی دوری کے باوجود حد درجہ یکساں و مشابہ ہیں۔

خدائے واحد کا تصور ہندوؤں کی مقدس کتب، بھگوت گیتا، چاروں ویدوں، اپنیشدوں اور بھگوت پرانا میں بھی وہی ہے جو کہ تورات، زبور، انجیل یا قرآن مجید میں ہے اور پیغام خداوندی کی سچائی اور ابدیت کی تصدیق و تائید اِن مقدس کتابوں کا ہر صفحہ اور ہر حرف کرتا ہے۔

ہندوؤں کی مقدس کتابیں خدا تعالیٰ کی تعریف و توصیف، حمد و ثناء، رطب اللسانی، اعلیٰ ترین روحانی و اخلاقی اصولوں، علم و عرفان، معرفت الٰہی اور عشق باری تعالیٰ سے معمور ہیں جن کو پڑھ کر ذہن پر لاہوتی اثرات چھا جاتے ہیں اور عشق الٰہی میں ڈوب کر قلبی و روحانی سکون ملتا ہے۔ ویدوں میں خدا کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

ایشور حلم مطلق ہے، ایشور ایک ہی ہے۔

(اتھر وید کانڈ 13 انوواک 4 منتر 20)

گائتری منتر میں ایشور کی تعریف وتوصیف یوں کی گئی ہے۔

اے پرماتما۔ تو بے ابتدا ولا فنا ہستی ہے۔
تیری مرضی سے کل کائنات وجود میں آئی
اور پوری دنیا تجھی سے قائم ہے
تو سب کو پیدا کر کے رزق دیتا ہے
تو سب کا سہارا، دکھوں کا مداوا، مالک جہاں، عظیم تر
قابل عبادت اور سب کا رہبر ہے (گائتری منتر، رگ وید)

مزید ملاحظہ فرمائیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور کس طرح عقیدت کے پھول نچھاور کیے گئے

اس اعلیٰ ذات کو ہر پل سجدہ
کیونکہ وہ تمام مخلوقات کو پیدا کر کے روزی دیتا ہے
اور وہی مالکِ کائنات ہے
وہ تمام جہانوں سے پرے یکتا و یگانہ ہے
مگر دنیا میں ہر جگہ موجود ہے
اُس بے وجود کو نہ کسی نے پیدا کیا اور نہ ہی اُسے موت آئے گی
صرف اُس عظیم ہستی کی پوجا کی جائے
کیونکہ اُسکے سوا دنیا میں کوئی دوسرا معبود نہیں (رگ وید)

بھگوت گیتا میں ارجن بھگوان کی یوں تعریف کرتے ہیں:

تو عالی خدا تیرا عالی مقام
وہ ہستی ہے تو جس کی عظمت مدام
تو معبودِ اول تیری ذات پاک
جنم سے بری، مالکِ کائنات

(بھگوت گیتا، ادھیائے 10، اشوک 2)

ہندوؤں کی مذہبی کتابیں اخلاقی تعلیمات کے زریں اصولوں سے بھری پڑی ہیں۔ ہندوؤں کے بزرگوں، مذہبی پیشواؤں نے اپنے پیروکاروں کو ان اخلاقی اصولوں پر سختی سے عمل کرنے کی ہدایت کی ہے اور ہر ہندو پر ان احکامات پر عمل کرنا فرض ہے۔ اخلاقی قوانین میں دس یاماز اور دس نایاماز شامل ہیں:۔

دس یاماز (Ten Yamas)

یاما سنسکرت کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی موت کے ہیں۔ یعنی ایسی اخلاقی پابندیاں جن کو توڑنے سے انسان اپنی موت کو دعوت دیتا ہے۔ اور ان اخلاقی پابندیوں پر عمل کرتے ہوئے انسان کی شیطانی فطرت قابو میں آجاتی ہے اور اُس کی اخلاقی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے۔ ہندوؤں کے دس یاماز (Ten Yamas) درج ذیل ہیں۔

1-	اہمسا	کسی جان کو ہاتھ یا زبان سے ایضانہ دینا
2-	ستیا	سچائی
3-	استیا	چوری نہ کرنا
4-	برہم چاریا	زنا اور شہوت سے بچنا
5-	کشامہ	صبر کرنا
6-	دھرتی	مستقل مزاجی
7-	دَیا	رحم کرنا
8-	ارجاوا	دیانت داری
9-	متاہارا	کھانے میں میانہ روی
10-	ساعوچا	پاکیزگی، عصمت، بے گناہی

دس نایاماز (Ten Niyamas)

نایاماز ایسے قوانین کی فہرست ہے جن کو ہندومت کے پیروکاروں کو سختی سے اپنانے اور اُن پر عمل کرنے کا حکم ہوا ہے۔ نایاماز کا زیادہ تعلق انسان کی اندرونی کیفیت اور دل سے ہے۔

اور نایاماز پر عمل کرتے کرتے انسان اخلاقِ مکارمہ کے بلند ترین مقام پر پہنچ سکتا ہے۔دس نایاماز درج ذیل ہیں۔

-1	ہری	گناہوں پر ندامت
-2	سن توشہ	قناعت
-3	دانا	خیرات، سخاوت
-4	آستکیا	ایمان کی مظبوطی
-5	ایشوراپوجانا	ایشور کی پوجا
-6	سدھانتاسراوانہ	مقدس کتابوں کی تلاوت
-7	متی	گیان۔علم حاصل کرنا
-8	وراتا	احکامات الٰہی کی پابندی
-9	جاپا	ذکر اذکار، منتر جاپنا
-10	تپاس	نفس پر کنٹرول

اِن پر پوری تفصیل سے اخلاقیات کے باب میں بحث کی جائے گی۔

ہندومت کے مصلح:

ہندومت سب سے پرانا مذہب ہے۔اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب کی طرح اِس عظیم مذہب کا ابدی و ازلی پیغام وحدانیت برہمنوں، پنڈتوں اور پروہتوں کے فرسودہ خیالات و باطلانہ عقائد کی وجہ سے اور مقدس کتابوں کے الفاظ اور اُمیں ان کی من مانی تشریحات کی وجہ سے داغدار ہو گیا۔

بت پرستی، مظاہر پرستی، ہمہ اوست، دیوتاؤں کی پوجا اور دوسرے اعمال باطلہ اُس میں شامل ہو گئے۔ خدائے واحد کی پوجا کی بجائے برہما، شیو اور وشنو دیوتاؤں کی پوجا ہونے لگی۔اور ہندوؤں کی مندر اِن دیوتاؤں کی مورتیوں اور مجسموں سے بھر گئے۔

چنانچہ بہت سے روشن ضمیر، روشن خیال بزرگ اور مصلح اٹھے اور انہوں نے اس مذہب میں اعمال باطلہ، کفر و شرک، دیوتاؤں کی پوجا کی سخت ممانعت کی اور خدائے واحد کی عبادت، مساواتِ انسانی اور مذہبی رواداری کا درس دیا۔اِن معتبر ہستیوں میں جناب شنکراچاریہ، رامانج،

لنگایت، رامانند، تُلسی داس، ناواجی، سورداس، جے دیو، بھگت کبیر، باباجی گرونانک صاحب اور مہاتما گاندھی شامل ہیں۔

بھگت کبیر:

بھگت کبیر صاحب فرماتے ہیں کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کا خدا ایک ہی ہے اور دونوں اپنے اپنے طریقے پر اُسے پوجتے ہیں۔

کہے کبیر اِک رام جپورے　　　ہندو تُرک نہ کوئے

(کبیر کہتا ہے کہ صرف ایک خدا کی عبادت کرو۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کا خدا الگ الگ نہیں ہے۔)

پھر فرماتے ہیں۔

دنیا کے دو خدا کہاں سے آئے　　　کہو کس نے یہ دھوکا دیا ہے؟

اللہ، رام، کریم، کیشو، ہری، حضرت ایک ہی خدا کے مختلف نام ہیں۔ ایک ہی سونے سے مختلف قسم کے کنگن بنتے ہیں۔ دنیاداری کے لیے اور باتیں قائم کی گئی ہیں۔ ایک نماز، ایک پوجا۔ وہی مہادیو وہی محمد، اُسی کو برہما اُسی کو آدم کہتے ہیں۔ ایک ہی زمین پر رہتے ہیں۔ کوئی مسلمان، کوئی ہندو کہلاتا ہے۔ کوئی وید پڑھتا ہے، کوئی کتاب (قرآن)، کوئی مولانا ہے، کوئی پانڈے۔ طرح طرح کے نام رکھوائے ہیں مگر ہیں سب ایک ہی مٹی کے برتن۔ کبیر کہتا ہے۔

کہ دونوں بھولے ہیں　　　رام کو کسی نے نہیں پایا (کلام بھگت کبیر صفحہ نمبر 91)

بُت پرستی اور مورتی پوجا کے خلاف بھگت کبیر کہتے ہیں۔

پاہن پوجے ہری ملیں تو میں پوجوں پہاڑ　　　تاتے یہ چاکی بھلی پیس کھائے سنسار

(اگر پتھر پوجنے سے خدا ملتا تو میں پہاڑ کو پوجتا۔ اُس سے تو یہ چکی ہی اچھی ہے جس سے لوگ پیس کر کھاتے ہیں یعنی چکی کا پتھر کسی کام تو آتا ہے۔ مورتی تو کسی کام نہیں آتی۔)

بابا جی گرونانک:

ہندوؤں کی بت پرستی، پوجا اور دوسرے کافرانہ اور مشرکانہ عقائد کے خلاف عظیم مصلح بابا جی گرونانک نے بھی وحدانیت کا نعرہ لگایا۔ اُنھوں نے فرمایا۔

اک اونکار　　خدا ہے واحد

ست نام　　سچا جس کا نام　　(جپ جی 1)

گرونانک جی نے ہمیشہ وحدانیت کا درس دیا اور کہا کہ خدا تعالیٰ واحد مطلق، وحدہٗ لاشریک ہے۔ اُسکے علاوہ کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

ایک خدا کا نام لیے جا　　حمد اُسی کی گائے جا
ایک خدا کی یاد کیے جا　　من میں نام بسائے جا
ایک وہی ہے ایک وہی ہے　　ایک اکیلا آیا ہے
ہر سُو اس کا جلوہ ہے　　ہر شے میں آپ سمایا ہے
رب واحد کی پوجا کر لے　　پاپ سبھی مٹ جاتے ہیں
(سکھ منی صاحب، اسٹ پدی 19)

پھر فرماتے ہیں۔

اے گُر مجھ کو گیان عطا کر　　ایک احد کو پاؤں میں
سب دنیا کا ایک ہی داتا　　اُسکو بھول نہ پاؤں میں
(جپ جی، پوڑی نمبر 5)

بتوں اور دیوتاؤں کی پوجا کی ممانعت:

اب دیکھیں کہ کس طرح سے مُصلح اعظم بابا گرونانک صاحب لوگوں کو سمجھاتے ہیں کہ "بتوں کو خدا سمجھ کر نہ پوجو"

کون کرے بُت قائم اسکا　　کون بنانے والا ہے
آپ سے آپ نرنجن ہے وہ　　اس مایا سے بالا ہے
(جپ جی، پوڑی نمبر 5)

باباجی گرونانک فرماتے ہیں کہ لوگ جن کو دیوتا اور معبود بنا کر اُنکی عبادت کرتے ہیں۔ دیوتا تو خود خداوند تعالیٰ کے حکموں کے تابع ہیں اور اُس قادرِ مطلق کی حمد گا رہے ہیں۔

حمد کریں برہما بھی تیری — اِندر بھی تعریف کریں
گن گائے ہر گوپی بھی — گوبند تیری توصیف کریں
حمد کہے ایسر بھی تیری — سِدھ بھی تیری شان بتائیں
جتنے بُدھ بنائے تونے — سارے تیری مہما گائیں

(برہما، اِندر، ایسر وغیرہ ہندوؤں کے دیوتاؤں کے نام ہیں)

(جپ جی، پوڑی نمبر 26، اشوک 8-7)

ہندوؤں کے بعض فرقوں کے عقیدوں کے مطابق برہم یعنی خدا اور مایا یعنی مادہ کے باہمی میل سے برہما، وشنو اور شیوا جی (ہندوؤں کے تین بڑے دیوتا) پیدا ہوئے۔ برہما دنیا کو بناتا ہے۔ وِشنو روزی دیتا ہے اور شیوا اعمال کی سزا اور جزا دیتا ہے۔ گرونانک جی اس عقیدے کے سخت مخالف ہیں اور فرماتے ہیں کہ دنیا کو چلانے والا واحد خدائے ذوالجلال ہے اور خدا کے علاوہ کوئی دوسرا معبود یا خالق نہیں ہے۔ اس کو خواجہ دل محمد صاحب نے یوں منظوم کیا ہے۔

کہتے ہیں جب مایا مائی — پاس خدا کے آئی ہے
دیوتا اُس نے تین جنے — تینوں کے ہاتھ خدائی ہے
اِک سنسار بناتا ہے — اور اِک روزی پہنچاتا ہے
اِک جانچے اعمال جہاں کے — وہ دیوان لگاتا ہے
لیکن سچ پوچھو تو دنیا — حکم خدا سے چلتی ہے
جیسے جیسے حکم کرے — وہ ویسے ویسے چلتی ہے

(جپ جی، پوڑی نمبر 3-30:1)

باباجی کہتے ہیں کہ یہ دنیا فانی ہے۔ صرف نیک اعمال اور خدا کی بھگتی ہی آخرت کا زیور ہیں۔ باقی سب کچھ فضول، بے معنی اور نہایت عارضی

ساتھ چلے گی بندگی — دنیا مٹی دھول
ہر دم یاد خدائے کی — نانک دھن کا مُول
(سکھ منی، است پدی 19)

کُن فیکون:

خدا تعالٰی کے ایک اشارے پر ہی تمام کائناتیں وجود میں آ گئیں

حرف کہا جب ایک ہی تو نے — پھیلے سارے عالم ہیں
حرف کہا جب ایک ہی تو نے — پھوٹے لاکھوں دھارے ہیں
(جپ جی۔ پوڑی 17، اشوک 5)

حمد و ثناء:

شری گرو گرنتھ صاحب خدا تعالٰی کی حمد و ثناء۔ تعریف و توصیف اور عشق و مستی میں ڈوبی ہوئی دلگیر نظموں کا مجموعہ ہے۔ گرو گرنتھ صاحب میں چھتالیس (46) بار لفظ "اللہ" استعمال کیا گیا ہے جو کہ مسلمانوں کا خدا تعالٰی کے لیے متبرک ترین نام ہے۔ اور بابا جی فرماتے ہیں کہ خدا تعالٰی کی شان لفظوں میں بیان ہی نہیں ہو سکتی اور اُسکی سلطنت کی وسعتوں کو کوئی نہیں پا سکتا۔ آیئے دیکھیں کہ کس قدر اعلٰی الفاظ میں بابا جی گُرو نانک نے خدا تعالٰی کے حضور خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

لاکھوں ہیں پاتال یہاں — پاتالوں کے پاتال بھی ہیں
پھیلے لاکھوں آکاشوں پر — آکاشوں کے جال بھی ہیں
انت نہ پایا ڈھونڈ تھکے ہم — وید یہی اِک بات بتائیں
سب اٹھارہ ہزار کتابیں — اصل اِک تیری ذات بتائیں
لکھنے والے مِٹ جاتے ہیں — شرح نہ لکھی جائے کبھی
نانک کہہ رب سب سے عالی — جانے اپنی شان وہی
(جپ جی۔ پوڑی 23)

اخلاق مکارمہ:

باباجی نے نہ صرف ریاضت وعبادت کا درس دیا بلکہ اُن کی تعلیم وتربیت میں اخلاقی تعلیمات کے وہ زریں اصول بھی تھے جن کو اپنا کر انسان اخلاق حمیدہ کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچ سکتا ہے اور حیران کن حد تک اُن کے اخلاق مکارمہ اور شنیعہ کے اصول وہی ہیں جو کہ دوسرے مذاہب میں پائے جاتے ہیں۔ ان کی مختصر لسٹ حاضر خدمت ہے۔ ان پر تفصیلی گفتگو آئندہ ابواب میں آپ کو ملے گی۔

اخلاق مکارمہ:۔ (نیکیاں)

-1	ست	سچائی
-2	سن توکھ	قناعت
-3	دَیا	رحم
-4	نمراتا	عاجزی، انکساری
-5	پیار	محبت

گناہ کبیرہ:

-1	کام	شہوت
-2	کرودھ	غصہ
-3	لوبھ	لالچ
-4	موہ	حرص وطمع
-5	اہنکار	غرور وتکبر

بُدھ مت کے احکاماتِ عشرہ:

بدھ مت خدا کے پیغامبروں کے تسلسل کے سلسلے میں فرماتے ہیں۔

"سچائی کا پیغام لانے والا پہلا نہیں ہوں۔ نہ ہی میں آخری ہوں بلکہ دنیا کی اصلاح کے لیے مصلح آتے رہیں گے"۔ (بدھ مت۔ مہاپریبانا سُترا)

حضرت مہاتما بدھ نے اس بات کی بھی تائید وتصدیق کی کہ وہ کوئی نیا پیغام نہیں دے رہے بلکہ وہی پیغام جوان سے پہلے پیشواؤں نے دیا۔ وہ فرماتے ہیں:۔

"میں نے ایک قدیم راستہ دیکھا ہے۔ یہ وہی راستہ ہے جس کی پرانے زمانے کے بزرگوں اور معتبر ہستیوں نے نشاندہی کی تھی، یہ وہی راستہ ہے۔" (بدھ مت۔ سی اُتا نکایہ 11:106)

بدھ دھرم کے دس اہم ترین اخلاقی اصول ہیں جو کہ بدھ مت کے اخلاقیات میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں اور تمام بھکشوؤں اور بُدھی پیروکاروں پر ان احکاماتِ عشرہ کی پابندی لازمی ہے۔

ان احکام عشرہ کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصہ کے احکام کو "پنچ شیل" یا پانچ احکام کہا جاتا ہے اور ان کی پابندی ہر بُدھی پیروکار پر فرض ہے۔ چاہے وہ سنگھ کا رکن بھکشو ہو یا عام گھریلو معتقد۔ جو کہ درج ذیل ہیں

1- کسی بھی جاندار کو ہلاک نہ کرو۔
2- جو چیز تمہیں نہ دی گئی ہو، اُسے حاصل نہ کرو۔
3- جھوٹ نہ بولو۔
4- شراب اور نشہ آور اشیاء کا استعمال نہ کرو۔
5- ناجائز جنسی تعلقات استوار نہ کرو۔

درج ذیل تین احکامات بھکشوؤں کے لیے ہیں۔

6- رات کو دیر سے نہیں سونا اور دوپہر کے بعد کھانا نہیں کھانا۔
7- ہار۔ خوشبو اور عطر وغیرہ کا استعمال نہیں کرنا۔
8- کسی آرام دہ جگہ پر بیٹھے گا اور نہ سوئے گا۔

ریاضت کی بلند منزلوں پر فائز بھکشوؤں کے لیے مزید دو احکامات یہ ہیں۔

9- رقص وسرور اور موسیقی سے دور رہے گا۔
10- چاندی اور سونے کے استعمال کی ممانعت۔

(Buddhism:Khaddaka Patha, the ten charges/ws.)

یہ وہ باتیں ہیں جن سے بھکشوؤں کے بچنے کی سختی سے تاکید کی گئی ہے۔ بھکشوؤں کہا جاتا ہے کہ وہ ہر مہینے میں کم از کم دو بار اپنے نفس کا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ وہ کس حد تک اِن نواہی پر عمل پیرا ہیں۔

اِن تمام احکامات پر عمل پیرا ہونے کا فائدہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ انسان کو اطمینانِ قلب کی نعمت حاصل ہو جاتی ہے اور یہی نروان ہے۔

دس بڑے گناہ:

بدھ مت کے دس بڑے گناہ ایسے ہیں جن سے بچنے کے لیے بُدھی پیروکاروں کو خاص تنبیہ کی گئی ہے اور یہ گناہ تمام مذاہب کی گناہوں کی لسٹ میں شامل ہیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں۔

1- کسی بھی جاندار کی جان نہ لینا۔
2- چوری کرنا۔
3- ناجائز جنسی تعلقات استوار کرنا۔
4- جھوٹ بولنا۔
5- چغل خوری۔
6- عیب جوئی
7- دشنام طرازی
8- لالچ
9- حسد
10- شک (خصوصاً بدھ کی تعلیمات پر شک)

(بدھ مت، تاریخ، عقائد فلسفہ)

جین مت کے زرّیں اخلاقی اصول:

ابھی تئیس (23) ترتھنکر (جین مت کے پیشوا) آچکے ہیں۔ اور حضرت مہاویر سب سے آخر میں ترتھنکر آئے تھے۔ (جین مت۔ کالپاسترا 1-2)

جین مت بھی زریں اخلاقی اصولوں پر مشتمل ہے۔ جسکی تعلیمات نہایت اعلیٰ ہیں۔ جین مت کے بانی جناب مہاویر نے اپنے پیروکاروں کے لیے جس مسلک کو بنیاد بنایا ہے وہ پانچ قسموں اور بائیس پابندیوں پر مشتمل ہے اور حضرت مہاویر نے بھکشوؤں کے ساتھ ساتھ گرہستیوں کے لیے بھی اخلاقی ضابطہ بنایا ہے۔ چنانچہ تمام جینیوں کے لیے درج ذیل اخلاقی ضوابط کا پابند ہونا لازمی ہے۔

1- آہمسہ: کسی بھی ذی روح کو تکلیف نہ دی جائے جس طرح سے انسان کو اپنا وجود مقدم اور عزیز ہوتا ہے۔ اسی طرح دوسروں کو بھی سمجھنا چاہیے۔

2- ستیم: ہمیشہ راستی اور سچائی کو اپنا شعار بنانا چاہیے اور دوسرے کے اموال ناجائز طریقے سے حاصل کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

3- استیم: (i) چوری سے اجتناب کیا جائے۔
(ii) حلال روزی کمائی جائے۔
(iii) دوسرے کے اموال ناجائز طریقے سے حاصل نہ کیے جائیں۔

4- برہم چاریام:۔ یعنی زنا، شہوت اور دوسری نفسانی لذات سے بچا جائے۔

5- اپری گراہہ:۔ یعنی لذات مادی اور حواس خمسہ پر مکمل فتح اور غلبہ حاصل کرنا چاہیے کیونکہ یہی حواس خمسہ انسانی کو مادی لذات کی گمراہی میں مبتلا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

جین نیکی:

نیکی جین مت کا انتہائی اہم اصولوں میں سے ہے۔ جین مت کے مطابق نیکی صرف اچھائی کا علم ہی نہیں بلکہ اچھائی سے محبت بھی ہے اور پھر نیک کاموں پر عمل اُس کی اصل غرض وغایت ہے۔ جین نیکی کے چند اصول یہ ہیں۔

1- بھوکے کو کھانا دینا

2- پانی مہیا کرنا

3- ننگوں کو کپڑے دینا

4- بے گھروں کو چھت فراہم کرنا

5- چارپائی اور بستر مہیا کرنا

6- ناراض کیے بغیر بات کرنا

7- تہنیت پیش کرنا

ooo

3085

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے۔۔۔؟

خدا ایک ہے۔۔۔اور اس کا پیغام بھی ایک ہی ہے۔ تمام انسانوں کے لئے۔ یہ نہایت منطقی اور فطری اصول ہے۔ کیونکہ ایک خدا۔۔۔ مختلف اوقات میں مختلف باتیں کہہ ہی نہیں سکتا۔

خدا کے قوانین آفاقی ہیں۔۔۔۔۔نہ کہ کسی مذہب یا قوم کے لئے الگ الگ۔

خدا تعالٰی نے مذہب کی بنیاد پر انسانوں میں فرق نہیں کیا۔۔۔ تو پھر ہم کیوں کرتے ہیں؟

ہم سب ایک ہیں۔ تمام انسان برابر۔ اس کی تصدیق قوانین فطرت' مقدس کتابوں کی تعلیمات اور جدید سائنسی تحقیق پکار پکار کر کر رہی ہے۔

- چنانچہ اگر آپ جاننا چاہتے ہیں کہ:۔
- خدا کا اصل پیغام کیا ہے؟
- مذاہب کی اصل حقیقت کیا ہے؟
- مذاہب میں حیرت انگیز مماثلت کیا ہے؟
- ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے؟
- اُخروی نجات کے لئے بہترین راستہ کون سا ہے؟
- مقدس کتابوں میں مماثلت کی بے مثال مثالیں کون سی ہیں؟
- خدا کا اصل تصور کیا ہے؟
- مذاہب کا اصلی روپ کیا ہے؟
- ایک خدا۔ ایک پیغام کے لئے عقلی' فکری اور منطقی دلائل کیا ہیں؟
- فرشتوں کا تصور کیا ہے؟ شیطان کس کو کہتے ہیں؟
- جنت کیا ہے؟ دوزخ کیا ہے؟
- خدا کہاں رہتا ہے؟

اور اگر آپ حق اور سچ کے متلاشی ہیں تو اس کتاب میں آپ کو دنیا کی سب سے بڑی سچائی ملے گی۔ اور شعور و آگہی کے اس سفر میں یہ کتاب بجا طور پر مشعلِ راہ ثابت ہوگی۔ انشاء اللہ!





نگارشات پبلشرز
24 مزنگ روڈ، لاہور۔ پاکستان
Ph: +92-42-37322892 Fax: 37354205
E-mail: nigarshat@yahoo.com
www.nigarshatpublishers.com